بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ
وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ

یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں میں غور وفکر سے کام لیں اور دانشمند لوگ نصیحت حاصل کریں (قرآن حکیم، پارہ ۲۳ سورہ صٓ رکوع ۳، آیت ۲۹)۔

شریعت یا جہالت؟

6269

تالیف

مبلغ دین ربانی جناب محمد پالن صاحب حقانی عفا عنہ الباری

ناشران

محمد پالن حقانی، مل پلاٹ، پوسٹ، وانکانیر
ڈسٹرکٹ راجکوٹ (گجرات)

ربانی بکڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی ۶

اس کتاب کے جملہ حقوق سرکاری قانون کے مطابق رجسٹرڈ نمبر ۲۲۳۶۳ L
بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۶۴ء میں مصنف کے نام رجسٹرڈ ہوگئے ہیں۔ اور اب
مؤلف موصوف نے کتاب ہذا کی نشر و اشاعت کی تمام تر ذمہ داریاں صرف
ربانی بکڈپو ہی کی سپرد کردی ہیں۔ لہذا کوئی صاحب اس کتاب کے کسی
بھی مضمون کو چھپوانے کی کوشش نہ کریں ورنہ قانونی چارہ جوئی کیجائیگی۔

پہلا	ایڈیشن	بزبان گجراتی	پانچ ہزار	دسمبر ۱۹۶۳ء
دوسرا	"	"	"	جون ۱۹۶۴ء
تیسرا	"	بزبان اُردو	دس ہزار	مئی ۱۹۶۵ء
چوتھا	"	"	تین "	دسمبر ۱۹۶۶ء
پانچواں	"	"	دو "	مئی ۱۹۶۷ء
چھٹا	"	"	دو "	جولائی ۱۹۶۷ء

ناشران :۔ محمد پالن حقانی و حکیم مصباح الدین، ربانی بکڈپو، دہلی

کاتب ــ حافظ عبدالمتین مولوی عبداللطیف۔ میمن واڑہ۔ جوناگڈھ (سوراشٹر)

قیمت تیرہ ۱۳ روپے، علاوہ محصول ڈاک

Marfat.com

87545

حوالجات (اردو کتب)

کتاب "شریعت یا جہالت" میں جن جن کتابوں کے زیادہ تر حوالے دیئے گئے ہیں وہ کتابیں جہاں پر طبع ہوئیں وہاں کا مکمل تعارف حسب ذیل ہے۔ تاکہ حوالہ نمبر تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

---

۱ ۔ تفسیر ابن کثیر ——— نور محمد کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی
۲ ۔ تفسیر حقانی ——— شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ کشمیری بازار۔ لاہور
۳ ۔ صحیح بخاری شریف ———
۴ ۔ صحیح مسلم شریف ———
۵ ۔ ترمذی شریف ———
۶ ۔ ابوداؤد شریف ——— قرآن محل۔ مقابل مولوی مسافر خانہ۔ کراچی
۷ ۔ ابن ماجہ شریف ——— مکتبہ سعودیہ۔ برنس روڈ۔ کراچی
۸ ۔ مشکوٰۃ شریف ——— دار القرآن، جامع مسجد، دہلی

۹ ۔ مظاہر حق (۱۰) فتاویٰ عالمگیری ۱۱ ۔ عین الہدایہ (۱۲) غایۃ الاوطار، اردو ترجمہ درمختار	نولکشور پریس لکھنؤ (یو۔ پی)

Marfat.com

درود شریف

اے ابرِ کرم ذرا تھم کے برس اتنا نہ برس کہ وہ آنہ سکیں
جب وہ آجائیں تو جم کے برس اتنا برس کہ وہ جا نہ سکیں

آمد ہے کس کی حوریں سبھی گا رہی ہیں آج
افلاک پر کیوں دھوم مچی جا رہی ہے آج
ہر لب سے مرحبا کی صدا آرہی ہے آج
تشریف کیا نبیؐ کی چلی آرہی ہے آج
رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

ذکرِ خدا رسولؐ کی محفل سجی ہے آج
حُوروں میں دھوم صلّ علیٰ کی مچی ہے آج
جنّت خدا کے نور سے دُلہن بنی ہے آج
ہر غنچہ و گُل کے ہونٹوں پہ دیکھو ہنسی ہے آج
رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

Marfat.com

بندے خدا کے اُٹھو چلو محفل نبیؐ کی ہے
ہے وقت کم اٹھو چلو محفل نبیؐ کی ہے
ذکرِ خدا میں شریک ہو محفل نبیؐ کی ہے
گوہر مُرادے بھرو محفل نبیؐ کی ہے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

قرآن اور حدیث کو مضبوط تھام لے
نہ یہاں خلافِ شرع ہرگز تو کام لے
بندے خدا تو ہر گھڑی مولیٰ کا نام لے
تو حشر میں رسُولؐ سے کوثر کا جام لے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

اس بزم میں شریک جو رکن خاص و عام ہے
اس کا سنو تم مومنو! جنت مقام ہے
پڑھتے رہو درود گر صبح و شام ہے
واللہ اُس پہ آتشِ دوزخ حرام ہے

رحمت قسم خدا کی لُٹی جا رہی ہے آج
پڑھ لو درود مومنو! پھر کیا کمی ہے آج

Marfat.com

فہرست عنوانات

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	۸	خاتمہ کی خبر خدا ہی کو ہے	۱۰۶
عرض مصنف	۱۶	توبہ	۱۱۰
حقانی صاحب کا بمبئی میں ورود مسعود	۲۰	پانچ باتوں کا علم غیب صرف اللہ کو	۱۱۸
بڑودہ کی میٹنگ	۲۹	علم غیب کی دلیلیں	۱۲۲
شریعت یا جہالت	۳۳	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب	۱۴۰
صدق اور حق بیانی	۴۳	صحابہ کرام رض کا علم غیب	۱۷۶
سُنّت والجماعت	۴۶	علم غیب کے بارے میں احناف کا عقیدہ	۱۷۸
مصافحہ بعد نماز	۵۳	حضور م نے کچھ نہیں چھپایا	۱۸۱
نصیحت	۵۷	بغیر وحی کے احکام نہیں بتلائے	۱۸۴
لاالٰہ الّا اللہ	۷۱	میں انسان ہوں	۱۸۶
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۷۵	بہترین امت	۱۹۷
کلمہ طیبہ	۸۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک	۲۰۲
مسلمان کو مسلمان سمجھنے کی حد	۸۵	حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم	۲۱۴
سلام کا جواب	۹۰	بھائی ہم کہتے ہیں یا ہم کو کہلے	۲۱۶
مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے	۹۴	انگوٹھے چومے یا درود پڑھے	۲۱۹
کافر کو بھی اسے کافر کہنا مکروہ ہے	۱۰۱	یا اللہ، یا رسول، یا غوث ؟	۲۲۹

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حاضر و ناظر	۲۵۰	قبروں پر عمارتیں پھول اور چراغ	۳۹۷
بھروسہ	۲۵۴	عرس	۴۰۶
مدد کس سے مانگیں؟	۲۵۸	قوالی	۴۱۱
نفع اور نقصان کا غیر اللہ کو اختیار نہیں	۲۵۹	زیارتِ قبور مردوں کے لئے	۴۱۲
معجزے اور کرامات الخ	۲۶۱	زیارتِ قبور عورتوں کے لئے	۴۱۶
وسیلہ	۲۶۸	مَنّت	۴۱۸
شرک	۳۰۲	اولیاء اللہ	۴۲۲
شفاعت	۳۱۲	ایصالِ ثواب اور فاتحہ	۴۴۱
بے عمل عالم	۳۱۷	نماز کے بعد کا فاتحہ	۴۴۴
مناظرہ	۳۲۴	قیام کی دلیلیں	۴۴۹
باطل کو حق سمجھنے والے	۳۳۰	روح مبارک آتی ہے یا نہیں؟	۴۶۳
گناہ کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے	۳۳۲	جنازہ کے ساتھ میلاد	۴۶۸
جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی	۳۳۶	مجالسِ مولود اور فضائلِ مجالس	۴۷۰
گمراہوں کی تقلید کا انجام	۳۴۷	قصائد کی مجالس	۴۷۴
بدعت	۳۵۰	تین شرطیں	۴۷۹
تاویلوں کا انجام	۳۵۴	متفرق مسائل	۴۸۸
شک والی باتوں سے اجتناب	۳۶۱	چند ہدایت کی باتیں	۵۰۸
تعزیہ	۳۶۳	اخبارات کے تبصرے	۵۲۰
بت پرستی کا انجام	۳۸۲		
بت پرستی کیسے پھیلی؟	۳۹۰		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ

از خامہ حضرت مولانا سید حبیب الرحمان صاحب مدظلہ العالی، ایڈیٹر آب حیات، احمد آباد

جناب محمد پالن حقانی کی زیر نظر کتاب "شریعت یا جہالت" کے یکے بعد دیگرے پانچ پانچ ہزار کے دو گجراتی ایڈیشن شائع ہو کر ہاتھوں ہاتھ اٹھ جانے کے بعد اس کا یہ تیسرا ایڈیشن اُردو میں شائع کیا جا رہا ہے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ صرف اسی سے ہو جاتا ہے کہ صرف ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس کے دو ایڈیشن فروخت ہو جانے کے بعد بھی ہر طرف سے اس کی مانگ بدستور قائم ہے۔

جناب محمد پالن حقانی ریاست گجرات کے بے انتہا مقبول اور ہر دل عزیز واعظ ہیں۔ ان کے وعظوں نے گجرات کے ہزارہا مسلمانوں کی جس طرح کایا پلٹی ہے، شرک و بدعات، غیر اسلامی رسوم اور توہمات کا قلع قمع کر کے عوام و خواص کو صوم و صلوٰۃ کا پابند اور سنتِ نبوی کا پیرو بنایا ہے اس کی نظیر پچھلے پچاس سال کی گجراتی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے)

جناب حقانی صاحب کا اصل وطن مالیا میانہ (سوراشٹر) ہے، آپ کا تعلق

Marfat.com

میانہ برادری سے ہے جو اپنی شجاعت اور دلیری میں جس قدر مشہور ہے اسی قدر جہالت توہم پرستی اور رجعت پسندی میں بھی خاصی شہرت کی مالک ہے۔ حکومت کی نظروں میں یہ ایک جرائم پیشہ قوم تھی۔ انگریزی دورِ حکومت میں اس قوم پر قسم قسم کی پابندیاں لگی ہوئی تھیں۔ اُن کی اصلاح اور حکومت کا اس قوم سے متعلق نقطۂ نظر بدلنے کے لئے مولٰنا شوکت علی مرحوم اور دیگر رہنماؤں نے آج سے ۳۰ - ۳۵ سال قبل کافی جدوجہد کی تھی چونکہ گجرات، سوراشٹر کے اکثر ڈاکو اور سر پھرے لوگ اسی قوم سے پیدا ہوئے تھے اس لئے حکومت کی نظروں میں یہ قوم معتوب تھی، جہالت کا یہ عالم تھا کہ باوجود مسلمان ہونیکے دین کے احکام اور شریعت کے تقاضوں کا اسے کوئی علم نہ تھا۔

ملک آزاد ہوا اور ساتھ ہی اس قوم پر سے پابندیاں بھی کافی حد تک اُٹھا لی گئیں۔ جناب حقانی صاحب اسی قوم کے ایک فرد ہیں۔ ان کے والد یا آپ بذاتِ خود ایک مشہور ڈاکو تھے۔ رہزنی اُن کا خاندانی پیشہ تھا۔ لیکن کسے معلوم تھا کہ اسی رہزن کی صلب سے پیدا ہونے والا بچہ آگے چل کر اُمّتِ مرحومہ کا بہترین خادم، مبلغ اور واعظ بنے گا ۔۔!

حقانی صاحب زیادہ تعلیم یافتہ انسان نہیں ہیں، اس لئے کہ جس دَور اور جس ماحول میں انہوں نے ہوش سنبھالا اور پروان چڑھے اُس دَور میں اُن کی قوم کو تعلیم سے کوئی دُور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ مگر باوجود اس کے قدرت کو اس نونہال سے اپنے دین کی خدمت لینا تھی، اس لئے یوں کہیے کہ اتفاقیہ ۔۔ اوائلِ عمر میں کچھ گجراتی اور کچھ اردو کی تعلیم پالی تھی۔ اور یہی مختصر اور محدود تعلیم ان کے حق میں لا محدود اور نعمتِ غیر مترقبہ ثابت ہوئی۔

Marfat.com

سنِ بلوغ کو پہنچ کر مل میں مزدوری کا کام شروع کیا گجرات ویسے بھی ایک صنعتی علاقہ ہے، کپڑے کے بے شمار مل یہاں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں کے صدر مقام احمد آباد میں تو ملوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ چنانچہ حقانی صاحب نے احمد آباد کے ایک مل میں محنت مزدوری سے اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ جوانی کا عالم، طبیعت میں لاابالی پن کے ساتھ ساتھ قوم اور خاندان کی صفات بھی موجود تھیں۔ کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا کوئی اصلاح اور ہدایت کرنے والا بھی نہیں تھا۔ چنانچہ رفتہ رفتہ وہ تمام اخلاقِ رذیلہ اُن میں جمع ہو گئے جو اُس وقت اور اس ماحول کی خاص پیداوار تھے حقانی صاحب کی شادی بھی اپنی ہی قوم میں ہوئی۔ آگے چل کر وہ شہر وانکانیر (سوراشٹر) آکر مقیم ہو گئے اور یہاں کے ایک مل میں کام کرنے لگے۔ اسی زمانہ میں آپ کو قوالی کا بڑا شوق تھا۔ زبان فصیح نہ تھی، پھر بھی اُردو غزلیں خوب گاتے تھے اور محفل میں رنگ جما دیتے تھے۔ لیکن اس شوق کے ساتھ ساتھ جرائم کا سلسلہ بھی کسی نہ کسی صورت میں چل ہی رہا تھا۔

یہی رندی اور بھکڑ پن کا زمانہ تھا کہ آپ کو ایک مجذوب سے عقیدت پیدا ہوئی۔ اکثر اُن کی خدمت میں حاضر رہتے۔ انہیں کھانا کھلاتے، انہیں قوالیاں سُناتے، اُن کے کپڑے بدلواتے اور جب کبھی مجذوب خوشی اور مسرت کے عالم میں ہوں، یہ ان سے درخواست کرتے کہ "بابا۔ ایسی دُعا کرو کہ میرا گھوڑا سب سے آگے نکل جائے"۔ ان الفاظ سے حقانی صاحب کا مطلب صرف یہ تھا کہ قوالی میں انہیں ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ کوئی قوال اُن کی ہمسری نہ کر سکے۔ مگر حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے نزدیک ان الفاظ کا مطلب کچھ اور ہی طے پایا۔ رفتہ رفتہ ان کا دل دین کی طرف مائل ہونے لگا۔ نماز

Marfat.com

سے قدرتی طور پر رغبت پیدا ہوئی، اس کے ساتھ دین میں تفکر اور علومِ شرعیہ کے حصول کا جذبہ کروٹیں لے کر بیدار ہوتا دکھائی دیا۔ آپ نے دینی کتابوں کا اردو اور گجراتی میں مطالعہ شروع کیا اور پھر تو شوق و ذوق اتنا بڑھا کہ مل سے جو تنخواہ ملتی اس کا معتدبہ حصہ کتابیں خریدنے کی نذر ہو جاتا اور جب یہ شوق حد سے آگے بڑھا تو اہلیہ کے زیورات بھی کتابوں کی بھینٹ چڑھ گئے ۔۔۔ نوبت فاقوں تک پہنچی۔

مگر اس کے ساتھ زندگی میں ایسا انقلاب آیا جو فی الحقیقت حیرت انگیز تھا میرا خیال ہے خود قدرت انہیں دین کی خدمت کے لئے تیار کر رہی تھی۔ ویسے بھی عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب حالات ناگفتہ بہ ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی ایسے بندے کو کھڑا کر کے اُس سے کام لے لیتا ہے جس سے متعلق کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہو۔ حقانی صاحب نے دین کی خاطر کافی تکلیفیں برداشت کیں خود اہلِ خاندان کی قدامت پسندی اور توہم پرستی دامنگیر ہوئی۔ ڈاڑھی رکھوائی تو گھر والوں نے سب سے زیادہ مخالفت کی۔ شرعی لباس اختیار کیا تو لوگ مذاق اُڑانے لگے۔ سنتِ نبوی ؐ کا تتبع شروع کیا تو لوگ اس طرح تعجب کی نگاہ سے دیکھنے لگے گویا کوئی عجیب الخلقت چیز اُن کے سامنے کھڑی ہو گئی ہو۔ اور پھر ۔ جب انہوں نے احباب اور اہلِ قوم میں دین کی تبلیغ شروع کی، لوگوں کو شرک و بدعات سے بچنے اور سنتِ نبویؐ کی پیروی کی تلقین شروع کی تو قوم نے آپ کا بائیکاٹ کیا۔ گالیاں دیں اور گاؤں سے نکال دیا مگر ۔۔۔ دُنیا نے دیکھا کہ جسے اس کی قوم صرف اس بنا پر نکال دیتی ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی طرف بلاتا ہے ۔۔۔ تو اسی ٹھکرائے ہوئے انسان کو اللہ کی رحمت اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیتی ہے حقانی صاحب

Marfat.com

کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ برادری نے انہیں ٹھکرا دیا تو سوراشٹر اور گجرات کے مسلمانوں نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ اب تک صرف اپنے علاقہ ہی میں تبلیغ کرتے تھے۔ اب انہوں نے آگے بڑھ کر پورے سوراشٹر میں وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔ مخلوقِ خدا گرویدہ ہونے لگی۔ بڑے بڑے متموّل لوگ عقیدت سے آپ کے گرد منڈلانے لگے۔ آپ کو جن جن کتابوں کی ضرورت تھی۔ جو آسانی سے دستیاب نہیں ہورہی تھیں اور آپکو ان کتابوں کے خریدنے کی استطاعت بھی نہ تھی۔ ایسی تمام کتابیں قدرت کی جانب سے مہیا ہوتی گئیں۔ ایک صاحب نے مائک اور لاؤڈ اسپیکر بھی دلا دیا۔ تاکہ آپ گاؤں گاؤں پھر کر حقِ تبلیغ ادا کریں۔

جب یہ سلسلہ آگے بڑھ گیا تو مجبوراً آپ کو ملازمت سے استعفیٰ دینا پڑا۔ اس عرصہ میں آپ زیادہ سے زیادہ وقت کتب بینی اور دین میں غور و فکر پر صرف کرنے لگے تھے قدرت نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا ہے۔ جو کچھ پڑھتے وہ سینہ پر نقش کالحجر ہو جاتا۔ چنانچہ قرآن مجید کی سینکڑوں آیاتِ کریمہ، صحاح ستہ کی سینکڑوں احادیث نبوی، معتبر اور مستند تفاسیر کے سینکڑوں حوالے، آپ کو ازبر ہو گئے۔ جب آپ دوران وعظ میں ہر مسئلہ کی تائید میں آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی، مستند تفاسیر، فقہ حنفی، اور دیگر کتابوں کے نام، جلد، پارہ، صفحہ نمبر، حدیث نمبر، آیت نمبر تک کے بیسیوں حوالے دیتے ہوئے استدلال کرتے ہیں تو اچھے اچھے علماء کرام بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔ آپکے وعظ میں یہ خوبی ہے کہ پندرہ پندرہ اور بیس بیس ہزار کا مجمع گھنٹوں تک محویت اور یکسوئی کے عالم میں اس طرح بیٹھا ہوا استمار رہتا ہے گویا کلامِ الٰہی اور احادیثِ نبوی نے اسے مسحور کر لیا ہے۔ جس محلہ میں دو چار وعظ ہوتے ہیں وہاں خاصا انقلاب ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

جوا، سٹہ، شراب نوشی، فحاشی ایسے اخلاقی جرائم سے لوگ تائب ہو کر مسجدوں کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ ۷۰ - ۷۰ اور ۸۰ - ۸۰ برس کے ضعیف العمر مرد و عورت — جن کی پیشانی کبھی بارگاہِ الٰہی میں نہیں جھکی — وہ بھی نماز کے پابند ہو گئے ہیں۔ اور پابند بھی ایسے کہ تہجد تک قضا نہیں ہونے دیتے۔ حقانی صاحب نے جب سوراشٹر سے نکل کر گجرات میں قدم رکھا اور احمد آباد کو اپنی آماجگاہ بنایا تو صرف ایک ہی ماہ میں یہ حالت ہو گئی کہ ہر وعظ میں ۲۵ - ۲۵ ہزار کا مجمع ہونے لگا جس میں ۵ - ۵ اور ۷ - ۷ ہزار تو صرف خواتین ہوتی تھیں۔ چونکہ خواتین کو تلقین کرنے کا ڈھنگ حقانی صاحب کو خوب یاد ہے اس لئے خواتین کی اصلاح سب سے زیادہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ پورے گجرات سے حقانی صاحب کے لئے مطالبہ ہونے لگا اور انہوں نے بھی ایک ایک ضلع میں پندرہ پندرہ اور بیس بیس وعظوں کا پروگرام بنا کر صرف چند ہی ماہ میں پورے گجرات میں تہلکہ مچا دیا۔

آپ نے اپنے ابتدائی دور میں "شریعت یا جہالت" نام کی ایک کتاب تالیف فرمائی تھی۔ جس میں متنازع فیہ مسائل اور قوم میں جڑ پکڑے ہوئے غیر اسلامی رواج اور مراسم کو قرآن مجید، احادیث نبوی، تفاسیر اور فقہ حنفی کی روشنی میں ایسے مدلل طریق پر پیش کر کے ان کی اصلاح فرمائی تھی کہ عوام نہایت آسانی سے اُسے سمجھ لیتے اور ان کا ضمیر گواہی دینے لگتا کہ یہی حق ہے۔ لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی شخص اصلاح کی تحریک لے کر اٹھتا ہے تو ایک نہ ایک مفاد پرست طبقہ اس کی مخالفت کے لئے میدان میں آجاتا ہے۔ یہی صورتِ حال گجرات میں بھی پیش آئی۔ گجرات کے عوام خصوصاً قصبات اور دیہات میں رہنے والے سادہ لوح مسلمان سالہا سال سے توہم پرستی کا شکار رہے ہیں۔ اسی کے

Marfat.com

ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گجرات کے بہت سے جاہل پیر اور خود ساختہ مولوی، مُلّا جنہیں اپنی عاقبت کی چنداں پروا نہیں ہے۔ اُن عوام کو اللہ اور اللہ کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لیکر ہمیشہ سے فریب دیتے آئے ہیں۔ ان کے علاوہ گجرات میں علماء حق اور چند مخلص اور ہمدردانِ طریقت بھی موجود ہیں مگر وہ فتنہ پردازوں کی ہلڑ بازیوں کے باعث خاموشی سے اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے مذہب وملت کی تعمیری خدمت اپنے طریقے پر کر رہے ہیں۔ حقانی صاحب کے خلاف جو طبقہ میدان میں آیا وہ شکم پرور اور خود غرض تھا۔ لیکن اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اس طبقہ نے حقانی صاحب اور اُن کی زیر نظر کتاب کے خلاف جس قدر پروپگنڈا کیا اسی قدر حقانی صاحب اور اُن کی کتاب کی شہرت بڑھتی گئی۔ مذکورہ کتاب کو دل آزار اور توہین آمیز قرار دیکر اُسے ضبط کرانے کیلئے باقاعدہ تحریک شروع کی۔ دور دور سے چندہ باز مولویوں کو بلایا اور فضا کو حد درجہ مسموم کر دیا۔ مگر اسی اثناء میں گجرات کے متدین علماء متعدد دارالعلوموں کے مہتمم صاحبان اور مفتی صاحبان میدان میں آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" قطعی توہین آمیز نہیں ہے بلکہ قوم کے حق میں حد درجہ سودمند ہے۔

گجراتی زبان میں ابتک جو کتابیں شائع ہوئی ہیں اُن میں زیر نظر کتاب اپنی نوعیت کے اعتبار سے امتیازی شان کی مالک ہے اور پھر اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ کتاب کے مؤلف کوئی دارالعلوم کے سند یافتہ عالم نہیں ہیں۔ حافظ، محدث، مفسر، یا فقیہ نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اس کے وہ ایک ایسی کتاب تالیف کر سکے ہیں جس نے گجراتی مسلمانوں کو حد درجہ متاثر کیا ہے۔ سینکڑوں گمراہوں کو راہ ہدایت دکھائی ہے۔ طرز بیان اس قدر سادہ اور عام فہم ہے کہ ہر کوئی اس سے یکساں مستفید ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

جناب حقانی صاحب گجرات سے نکل کر بمبئی پہنچے تو مخلوقِ خدا کے رجوع کا یہ عالم تھا کہ ہر وعظ میں مجمع کنٹرول سے باہر ہوتا تھا۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن بمبئی میں صاف ہوگیا اس کے ساتھ کتاب کے اُردو ایڈیشن کی زبردست مانگ ہونے لگی۔ اللہ تعالےٰ کو بھی شاید یہی منظور تھا چنانچہ اس کا اُردو ایڈیشن بھی طبع ہوکر آپ کے ہاتھوں میں آرہا ہے۔ کتاب کی زبان اور نحوی قواعد، محاوروں اور اصطلاحات پر نہ جائیے۔ اس لئے کہ یہ چیزیں حقانی صاحب کے بس کا روگ نہیں ہیں ؎

نہ زبان کوئی غزل کی، نہ زباں سے باخبر میں
کوئی دل کشا صدا ہو، عجمی ہو یا کہ تازی

بس اسی نقطۂ نظر سے کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اُنظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ مَن قال (جو کچھ کہا ہے اُسے دیکھو۔ جس نے کہا اُس کو مت دیکھو) کے پیشِ نظر اس کتاب کے معنی و مطالب پر غور فرمائیے۔ امید ہے کہ اللہ رب العزت اس اردو ایڈیشن کو بھی وہی قبولِ عام عطا فرمائے گا جو اس کے گجراتی ایڈیشنوں کو عطا ہوا تھا۔

مخلص

سید حبیب الرحمان غزنوی
ایڈیٹر "آبِ حیات" احمد آباد (گجرات)

یکم دسمبر ۱۹۶۴ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرضِ مصنّف

عزیز دوستو! آپ اتنی بات تو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی شخص اُس وقت تک عالم، مفتی، مولوی، قاری اور حافظ نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنی زندگی کے کئی سال دینی مدرسوں میں علمِ دین حاصل کرنے میں صرف نہ کرے۔ لیکن آپ کو یہ سُن کر تعجب ہوگا کہ ایک معمولی مل مزدور بغیر کسی دارالعلوم اور مدرسے میں تعلیم پائے صرف اللہ کے کرم اور ایک خدا رسیدہ مجذوب صفت بزرگ کی دُعا سے اس قابل ہوا کہ اپنے دین، اپنی قوم اور انسانیت کی خدمت کر سکے۔ اس مردِ خدا جناب علی شاہ بابا کی دعا کا اثر اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھنا ہو تو اسی مل مزدور یعنی مجھ خاکسار کی تصنیف کردہ کتاب "شریعت یا جہالت"، آپ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ از اوّل تا آخر غور سے پڑھیے، تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ تبلیغ دین کا یہ اتنا بڑا کام تحریری اور تقریری طور سے مجھ جیسے کمزور اور ناتواں بندے سے کس طرح لیا اور اس کو قبولِ عام بخشا۔ اس پر اللہ رب العالمین کا ہزار ہزار شکر ہے کہ مولیٰ کی توفیق سے یہ سب کچھ ہوا۔ اور بارگاہِ ایزدی میں دعا ہے کہ مالک الملوک مجھے زندگی کی آخری سانس تک اپنے دینِ حنیف کی خدمت کیلئے ہمت، طاقت اور توفیق عطا فرمائے (آمین)

Marfat.com

عزیز دوستو! آپ اتنا تو ضرور جان سکتے ہیں کہ دُنیا میں انسان کا بولنا دو قسم کا ہوتا ہے۔ یا تو سچ یا جھوٹ۔ اب جو لوگ سچے ہوتے ہیں وہ تو دنیا سے بے پروا ہوتے ہیں اور کسی کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتے اور جو لوگ جھوٹے ہوتے ہیں وہ دنیا طلب ہوتے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے کے لئے جھوٹ بھی بولتے ہیں اور سچے مسلمانوں کو تکلیف بھی پہنچاتے رہتے ہیں۔

ہر زمانے میں دو قسم کے عالم ہوتے آئے ہیں اور فی الحال بھی ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ ایک تو جھوٹے، دوسرے سچے۔ ان میں جھگڑے صرف بعض مسائل پر ہوا کرتے ہیں، اور یہی مصیبت آج ہمارے ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں میں پھیل گئی ہے۔ ہزاروں مسلمان بھائی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں ۔ مگر افسوس! جہالت اور ضد کی وجہ سے مسلک حنفیہ کے خلاف عمل کرتے ہیں اور جب ان بھائیوں کو سمجھایا جاتا ہے تو انکو وہابی یا غیر مقلد اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر قرآن اور حدیث اور حنفی مسلک کی مستند اور معتبر اردو کتابوں کے حوالوں سے ہر مسئلے کی بفضل اللہ جہاں تک بھی ہو سکا ہے پوری پوری تحقیقات کر کے اس کتاب کو آپ صاحبان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، کیونکہ حنفی مذہب کا دعویٰ کرنے والے مسلمان بھائی بہت سے مسائل پر لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ اُن میں سے جو جو مسائل ہم تک پہنچے ہم نے اُن کی تحقیقات بڑی بڑی کتابوں کے حوالوں سے کر کے صرف حنفی مذہب کے مسلمان بھائیوں کو سمجھانے کی نیت سے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔

میں نے اس کتاب کا نام "شریعت یا جہالت" رکھا ہے۔ کیونکہ اکثر کام

Marfat.com

ایسے ہوتے ہیں جو شریعت کے بالکل خلاف ہوتے ہیں لیکن اپنی جہالت کی وجہ سے اسے شریعت سمجھ کر لوگ عمل کرتے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کو سمجھانے کی نیت سے یہ ساری کوششیں میں نے کی ہیں۔

یہ کام جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں میری ہستی سے باہر تھا مگر میرے مالک مختار نے میرا ساتھ دیا اور ۱۲ سال کی سخت محنت کے بعد آج یہ تحقیقی مجموعہ عام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اور امید ہے کہ آپ اس کتاب کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

اگر کوئی حرف لکھنے یا چھپنے میں غلط ہو گیا ہو یا کسی لفظ میں غلطی محسوس ہو تو برائے مہربانی درگزر فرمائیں اور صحیح کر کے پڑھیں۔

ہم نے قرآن کریم کی عربی آیتیں اس کتاب میں نہیں لکھی ہیں، صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے۔ اگر کوئی صاحب خود عربی میں دیکھنا چاہیں تو قرآن شریف میں دیکھ لیں اس لئے ہم نے جو آیت کلام مجید سے لی ہے تو اس کا پارہ، سورت، رکوع، اور آیت کے نمبر بھی لکھ دیئے ہیں۔ اور جہاں سے حدیث شریف لی ہے تو اس کتاب کا نام، جلد باب، صفحہ نمبر اور حدیث کے نمبر بھی دے دیئے ہیں۔ اور جہاں سے فقہ کی دلیل لی ہے تو اس کتاب کا نام، جلد، باب اور صفحہ نمبر بھی لکھ دیا گیا ہے۔ تاکہ کسی مسلمان بھائی کو عبارت ڈھونڈنے میں تکلیف نہ ہو۔

اُمید ہے کہ یہ کتاب عام مسلمان بھائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ اور آخرت کی نجات کا سبب بنے گی انشاء اللہ۔

آخر میں دعا ہے کہ اے اللہ تیرے رحم و کرم سے اس کتاب کو قبول فرما اور

Marfat.com

اس کتاب کی کتابت، طباعت اور اشاعت میں مدد کرنے والوں کے لئے دین اور دنیا میں کامیابی اور آخرت میں نجات کا سبب بنا، جس نے بھی اس کتاب میں جانی مالی یا زبانی امداد کی ہے اس کے لئے بھی اے اللہ دنیا میں رنج وغم سے نجات، اور جان و ایمان کی سلامتی عطا فرما۔ اور آخرت کے لئے تیری رحمت و مغفرت کا سبب بنا اور میری کوششوں کو تیرے رحم وکرم سے اے میرے مولیٰ ہمارے عام مسلمان بھائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا اور میرے لئے آخرت کی نجات کا سبب بنا دے (آمین۔ آمین ثم آمین یارب العالمین)

آپ کی دعاؤں کا طالب:۔
محمد پالن حقانی میانہ۔
۱۲ر اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۹ر ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ
بروز سوموار

Marfat.com

حقانی صاحب کا بمبئی میں ورودِ مسعود

گجرات اور سوراشٹر کے مشہور و معروف اور ہر دلعزیز مبلغ دین جناب محمد حقانی صاحب کے انقلابی وعظ جب گجرات کے دیہات اور ضلع ضلع میں ہو رہے تھے اور قوم کے ہزاروں مرد و عورتیں ان ایمان افروز وعظوں کے اثر سے شرک و بدعت اور غیر اسلامی رواجوں کو طلاق دے کر اپنے عمل و عقیدہ اور ایمان و اسلام کو تقویت بہم پہنچا رہے تھے۔ اسی اثنا میں بمبئی کے بہت سے احباب نے جناب حقانی صاحب کے دو چار وعظوں کا اہتمام کرنے کی درخواست کی اور اُن کی یہ خواہش روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ مگر وعظوں کے پروگرام کئی کئی مہینے کے پہلے ہی سے مقرر ہو جاتے تھے۔ ان حالات میں وقت نکال کر بمبئی پہنچنے کا جناب حقانی صاحب کو موقع بھی نہیں ملتا تھا۔

مگر کل امر مرھون باوقاتہ کے مطابق ہر کام کے لئے قدرت کی طرف سے ایک وقت شروع ہی سے مقرر کر دیا جاتا ہے۔ وقت مقررہ آجانے پر جناب حقانی صاحب کو بمبئی پہنچتے دیر نہیں لگی۔

گجرات میں موسلا دھار بارش ہو رہی تھی جس کی وجہ سے دیہاتوں اور شہروں میں ان کے وعظ کرانے میں دشواری پیدا ہونے لگی۔ اگر کبھی بارش میں کوئی وعظ کسی دیہات

Marfat.com

میں رکھا جاتا تب بھی شمع توحید کے پروانے مقرر شدہ دیہات میں وعظ سننے کے لئے اپنی لاریوں، موٹروں اور دیگر سواریوں سے بڑی تعداد میں آجاتے اور بہت سے شائقین تو کیچڑ میں لت پت ہوتے پیدل ہی پہنچتے اور وعظ ختم ہونے کے بعد یہ شیدائیوں کا ہجوم رات ہی کو واپس روانہ ہوجاتا اور راستے کی تمام تکلیفوں اور صعوبتوں کو برداشت کرکے صبح تک اپنے اپنے مقام پر واپسی ہوتی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر چند سنجیدہ اصحاب نے یہ انتظام کرنے کی کوشش کی کہ جناب حقانی صاحب کو تھوڑا آرام کرنے دیا جائے۔ مگر آرام حقانی صاحب جیسے سرگرم مبلغ کو کہاں منظور۔ لہٰذا انہیں بمبئی بھیج دیا گیا۔ جہاں پر بڑی بڑی مسجدوں اور پبلک مقامات نیز مسافر خانوں میں بارش کے ایام میں بھی وعظ جاری رکھے جاسکتے ہیں اور وہاں کے لوگ ان سے فیضیاب ہوسکتے ہیں۔

بمبئی تشریف لے جانے سے پہلے گجرات اور سوراشٹر میں جناب حقانی صاحب نے شرک و بدعات کے خلاف ایک زبردست جہاد جاری کیا جس پر بدعتی جماعت، ان کے آگے وان پیر اور انکے پیشہ ور مولوی ایک دم چراغ پا ہوگئے اُن کے دلوں میں غیظ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی اور ساتھ ہی ان کے مشرکانہ طریقوں اور بدعتوں کے چلتے ہوئے بازاروں میں مندی اور سرد مہری چھاگئی۔ اور ان لوگوں نے قوم کے ان پڑھ اور اندھی تقلید کرنے والے لوگوں میں جناب حقانی صاحب کے متعلق نہایت ہی گندی اور غلط باتیں پھیلانی شروع کیں۔ الٹے طریقے سے بھولے لوگوں کو بھڑکایا۔ غلط باتوں سے جگہ جگہ فتنہ و فساد پیدا کرانے کے لئے زہریلی فضا پیدا کردی۔ جناب حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت"

Marfat.com

کو ضبط کرانے کے لئے ایک نام نہاد تحریک چلائی اور اپنی اس بدنام زمانہ کوشش میں چوٹی سے ایڑی تک کا زور لگا ڈالا اور اس طرح سے انہوں نے اپنی کساد بازاری کو گرم بازاری میں تبدیل کرنے کی ناکام کوشش کی، اور ان شکم پرور اور دین دشمن لوگوں کی ناپاک حرکتیں اس حد تک پہنچیں کہ گجرات کے حالیہ کوفہ کھمبات کے نزدیک مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۶۴ء بروز جمعہ اس مردِ مجاہد اور مبلغِ دین کو قتل کر ڈالنے تک کی ناپاک اور ذلیل کوشش کر ڈالی۔ مگر ے

نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون !

جس کا حامی ہو خدا اسکو مٹا سکتا ہے کون!

مخلوقِ خدا نے دیکھا کہ حق کی آواز دب نہ سکی۔ اور دستِ قدرت نے بڑھ کر جناب حقانی صاحب کی مدد فرمائی، اور ہزاروں دشمنوں کے نرغے سے بچا لیا جعل سازوں کے چہرے سیاہ ہو گئے اور حقانی صاحب کا تبلیغی مشن آگے بڑھنے لگا۔ لیکن اب حقانی صاحب کے حوصلے بڑھ چکے تھے، اس لئے آپ کی تبلیغ میں پہلے سے کہیں زیادہ جوش داثر آ گیا تھا، اور پھر یہ تبلیغ دشمنوں کے سروں پر بجلی بن کر ٹوٹنے لگی۔

ان واقعات کی خبریں شمالی ہند تک جا پہنچیں اور یوپی کے مقامات سے بھی جناب حقانی صاحب کو بلانے کا مطالبہ ہونے لگا۔ قدرت نے ہی حقانی صاحب کی شہرت کا انتظام اُن کے حاسدوں سے کروایا۔ کیونکہ انہوں نے جتنی مخالفت کی اُتنی ہی آپ کی شہرت بڑھتی گئی۔

اب جبکہ حقانی صاحب کو بمبئی بھیجنے کا سوال سامنے آیا تو ساتھ ہی ساتھ

87545

Marfat.com

یہ بات بھی سوچنی پڑی کہ وہاں پر نہ تو حقانی صاحب کبھی گئے ہیں اور نہ وہ کسی کو بمبئی میں پہچانتے ہیں تو اب ان کا وہاں پر کون انتظام کرے گا۔؟

یہ ایک نہایت ہی اہم سوال تھا لیکن یہ تو طے کر ہی لیا گیا تھا کہ انہیں بمبئی تو ضرور ہی بھیجنا چاہیئے کیونکہ وہاں کا ماحول اور بھی زیادہ بگڑا ہوا ہے اور کفر و شرک کو عین ایمان اور رسم و رواج کو دین سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے حقانی صاحب جیسے سچے مبلغ اور انقلابی رہنما کو ضرور پہنچنا چاہیئے۔ اور دین حنیف کے اس ہمدرد اور سچے مبلغ کا انتظام خود خدائے تعالیٰ فرما دے گا۔ پھر ہم نے صرف اتنا کیا کہ بمبئی میں رہنے والے ہمارے ایک مخلص دوست جناب ستو بھائی کو خط لکھ کر حقانی صاحب کی بمبئی میں آمد کا پیغام پہنچا دیا۔ لیکن ستو بھائی بھی حقانی صاحب سے واقف نہ تھے اور وہاں کی مسلم آبادی نے بھی جناب حقانی صاحب کو دیکھا نہیں تھا مگر فارسی کے محاورہ کے مطابق۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

مشک تو خود اپنی خوشبو سے پہچان لیا جاتا ہے۔ عطار کو مشک کی پہچان نہیں کرانی پڑتی۔ حقانی صاحب کے پاس حق تعالیٰ اور اس کے رسولِ برحق ؐ کے سرمدی پیغام کے سوا اور کچھ بھی نہیں تھا۔ ایسا روشن پیغام جو آفتاب کی طرح روشن اور پانی کی طرح شفاف ہے۔ جن لوگوں کے دل صاف ستھرے ہوتے ہیں اُن پر اس اسلامی آفتاب کی شعاعیں جب پڑتی ہیں تو وہ جگمگا اُٹھتے ہیں اور جن لوگوں کے دل شرک و بدعات کی گندگی میں آلودہ ہوتے ہیں، جب اُن پر اس چشمۂ الٰہی کا صاف و شفاف پانی پڑتا ہے تو وہ دُھل کر پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔ اور

Marfat.com

بفضلِ خدا ہوا بھی اسی طرح۔

بمبئی میں کھوکھا بازار کی مسجد میں جناب حقانی صاحب کے دو چار وعظ ہوئے اور لوگوں کا ہجوم بڑھنے لگا۔ جس طرح سوکھی اور مرجھائی ہوئی فصل پانی ملتے ہی لہلہا اٹھتی ہے، اسی طرح ایمان وعمل کی مرجھائی ہوئی کھیتی میں رحمتِ الٰہی کی بارش ہوتے ہی ایک نئی زندگی اور تازگی آگئی۔ اسلام کے گلستاں میں پھول کھلنے لگے اور بمبئی کی فضا روحانی خوشبو سے معطر ہوگئی۔

جناب حقانی صاحب کے وعظوں کے لئے دعوتیں آنی شروع ہوگئیں۔ اتنی دعوتیں جنہیں دیکھتے ہی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید بمبئی کی آبادی ایک زمانے سے اس مردِ مجاہد اور مبلغِ دین کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ جب تابڑ توڑ اور پے درپے وعظ کی دعوتوں کا تانتا بندھ گیا تو ایک انتظامیہ کمیٹی کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور پھر حقانی صاحب کی صدائے تبلیغ کھوکھا بازار سے آگے بڑھ کر گھوگھاری محلہ، نل بازار عبدالرحمان اسٹریٹ، چکلا اسٹریٹ، ناخدا محلہ، قاضی محلہ، مدنپورہ، پارس روڈ، تیلی محلہ، بھنڈی بازار، نظام اسٹریٹ، سات راستہ، آکولہ مسجد، ڈونگری وغیرہ مقامات کو عبور کرتی ہوئی، کرلا، سیوڑی اور جوگیشوری تک جا پہنچی۔

آج موصوف کے وعظوں میں بمبئی کے اندر انسانوں کا ایک سمندر موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور اس وقت کا روح پرور منظر دیکھ کر لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے ہماری زندگی میں ایسے عظیم الشان روحانی اجتماع کسی بھی عالم کے وعظ میں نہیں دیکھے۔ چاروں سمت کا ٹرافک روک دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے راستے چلنے کے لئے ناکافی اور بڑے بڑے وسیع میدان بیٹھنے کے لئے تنگ ہوجاتے ہیں۔ کھڑے رہنے

Marfat.com

کی بھی جگہ نہیں ملتی۔ ۲۰۔۲۰۔۳۰۔۳۰ میل دور رہنے والے شائقین اپنے گھر والوں کو موٹر کاروں میں لے کر وعظ سننے کے لئے آتے ہیں مگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنی کاروں ہی میں بیٹھے بیٹھے اپنی روح و ایمان کو تازہ کر کے پچھلی رات کو اپنے گھر واپس جاتے ہیں۔ جس محلہ میں وعظ ہوتا ہے اُس محلّہ کے میدان اور گلی کوچے، جماعت خانے وغیرہ لوگوں سے بھر جاتے ہیں۔ محلہ والے اپنے اپنے مکانوں میں دور دراز سے آنے والوں کے لئے بیٹھنے کا بندوبست کرتے ہیں۔ چار چار اور پانچ پانچ منزلہ عمارتیں بھی مردوں وعورتوں سے کھچاکھچ بھر جاتی ہیں ——— اس طرح بمبئی میں جناب حقانی صاحب کی مقبولیت ہوئی۔ مدد خداوندی نے قدم قدم پر آپ کا ساتھ دیا۔

تبلیغ کی اثر پذیری کا عالم دیکھ کر بڑے بڑے بوڑھے اور پرانے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ہماری زندگی میں کبھی بھی خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی اصلاح اتنے اونچے پیمانے پر نہیں دیکھی۔ وہ لوگ جن کی پیشانیاں کبھی سجدے کے لئے نہیں جھکی تھیں، وہ لوگ آن کی آن میں خدا کے در کے پجاری بن گئے۔ جن کی عمریں چوری جوا اور شراب وکباب میں گزری تھیں اُن کے کانوں میں جو بھی حق کی آواز پہنچی انکے دل پگھل کر رہ گئے اور سچی توبہ نصیب ہوئی، جن کو دینداری سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا، ان کی زندگی اسلامی رنگ میں رنگ گئی۔ اور یہ روحانی انقلاب ایک دو کی زندگی میں نہیں، دو چار اور دس بیس کی زندگی میں نہیں بلکہ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں ایسا آیا کہ اُن کی کایا پلٹ گئی۔ فللّٰہ الحمد۔

سبھی جانتے ہیں کہ جہاں پھول ہوتے ہیں وہاں پر کانٹوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے۔ گجرات اور سوراشٹر میں جس طرح سے پیشہ ور مولوی اور جعل ساز قسم کے

Marfat.com

نادان پیروں کی بستی ہے ویسی ہی بمبئی میں بھی موجود ہے۔ اور ایسے لوگوں کے حسد اور کینہ میں ایک خاص قسم کا فریب اور آگ ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کی پُرفریب زندگی اور مکارانہ چالوں کے لئے حقانی صاحب شعلۂ جوالہ اور موت کا پیغام ہیں، اور ظاہر ہے کہ ایسے نفس پرست اور دنیا طلب لوگ اپنی موت کو خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتے۔

ان حاسد و معاند رہنماؤں نے اپنے ایرے غیرے نتھو خیرے قسم کے لوگوں کا ایک وفد بنایا اور پولیس ڈیپارٹمنٹ میں پہنچ کر حقانی صاحب کے خلاف غلط اور بے بنیاد قسم کی باتوں کا طومار باندھا، اور اپنا روایتی رونا اُسی طرح خوب روئے جس طرح اکثر جگہ پیران کو روتے دیکھا گیا ہے۔ پولیس حکام نے مناسب کارروائی اور انتظام کرنے کا وعدہ کر کے انہیں رخصت کر دیا۔ اس کے بعد خود حقانی صاحب کے وعظ کی ٹیپ ریکارڈ منگوا کر پولیس کے حُکام نے سُنی۔ بمبئی کی پولیس نے بہت عدل و انصاف کی راہ اختیار کی اور بجائے اُن غلط قسم کے پروپیگنڈوں پر بھروسہ کرنے کے خود تحقیق کی۔ اس پر بمبئی پولیس ہر انصاف پسند ہندوستانی اور خصوصاً ہر صحیح العقیدہ مسلمان کی طرف سے قابلِ مبارکباد ہے۔

پولیس کے حکام کے سامنے حقانی صاحب کے وعظ کا ریکارڈ بولنے لگا۔

دور دراز عرب کے وحشی اور سرتاپا شرک و کفر کی لعنت میں پھنسے ہوئے اور اسلام کے کٹر دشمنوں کے قلوب جس نے پگھلا کر موم کر دیئے وہ روح پرور صدا کلامِ الٰہی کی تھی، جس نے گمراہ اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو حق پرستی اور سچائی کا راستہ دکھا کر مخلوقِ خدا کے دلوں کو نورِ ایمان سے لبریز کر دیا۔ اس ٹیپ ریکارڈ میں

Marfat.com

رسولِ رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ معجز نما احادیث تھیں جن میں سچائی اور اخلاق کے سبق تھے۔ ان میں اتفاق و اتحاد سے رہنے کی ہدایت تھی۔ اس میں گناہ آلود زندگی کو چھوڑکر اسلامی احکام کو قبول کر لینے کی تاکید تھی، اس میں محبت، انسانیت اخلاص و صداقت اور مساوات اور روز مرہ کی بہترین زندگی کا درس تھا۔ اس میں کسی کی بھی برائی اور غیبت نہیں تھی۔ کسی کی بھی عیب جوئی نہیں تھی، اور نہ ہی کسی کو چیلنج کیا گیا تھا، اور نہ لڑنے بھڑنے کی کوئی بات تھی۔

پولیس حکام تعجب میں پڑ گئے، کیونکہ تھوخیرے وفد نے جو کچھ زہر فشانی کی تھی وہ ریکارڈ میں قطعی نہیں پائی گئی۔ پھر بھی براہِ راست حقانی صاحب کی زبان سے سُننے کے لئے کچھ آفیسران بذات خود وعظ سننے کے لئے آئے۔ اور اس کے بعد تو وہ اپنے اہل وعیال کو بھی حقانی صاحب کا وعظ سُنانے کے لئے ہمراہ لائے اور تیسرے دن مذکورہ تھوخیرا وفد جب دوبارہ پولیس آفیسران سے ملنے گیا تو ان کو بڑی ذلت اور بے عزتی کے ساتھ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے باہر نکال دیا گیا کیونکہ ان کے جھوٹ کی قلعی کھل گئی تھی۔

آج کل حقانی صاحب کے وعظ بمبئی میں مسلسل ہو رہے ہیں اور جو مسلمان بھائی اور بہنیں وعظوں کے نام سے ان پیشہ ور مولویوں کی من گھڑت باتوں میں پھنس گئے تھے۔ اور ان باتوں کی وجہ سے غلط اعتقاد اور غیر اسلامی رواج ذہن و دماغ میں جڑ پکڑ چکے تھے انہیں آج قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں دین کی سچی باتیں سننے کا موقع ملا ہے۔ زیادہ تر بھائی اور بہنیں نماز کے پابند ہو گئے غلط راستے کو چھوڑ کر راہ مستقیم اختیار کر لی ہے۔ سُنتِ نبوی کی پیروی کی تمنا دلوں میں

Marfat.com

موجزن ہے۔ لاکھوں کے مالک، بڑے بڑے سیٹھوں سے لے کر فٹ پاتھ پر زندگی بسر کرنے والے غریبوں تک سارے کے سارے اس سنہری موقع سے مستفید ہو رہے ہیں، ماشاء اللہ۔

جناب حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" جس کو ضبط کرانے کے لئے گجرات میں ایک ڈرامائی تحریک چلائی گئی تھی۔ خدا کی شان کتاب تو ضبط نہ ہوئی البتہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی خدا کے فضل سے تیار ہو کر پبلک کے ہاتھ میں آ گیا اب وہ بھی قریب الختم ہے۔ اور اب اس کا تیسرا ایڈیشن اردو زبان میں دس ہزار کی تعداد میں منظر عام پر بڑی شان سے جلوہ افروز ہو رہا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ کیا حقانی صاحب کی کرامت ہے! نہیں ــ یہ محض اللہ عز و جل کا فضل و احسان ہے اور اُس کے رسولِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی صداقت و حقانیت ہے۔

"آبِ حیات" (احمد آباد)

Marfat.com

بڑودہ کی میٹنگ

گجرات کے جید علماء اور مشہور وکلاء اور معمر اخبار نویسوں اور
قومی کارکنان کی بڑودہ کی میٹنگ میں منظور کی گئی ایک اہم قرارداد
"شریعت یا جہالت" میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے۔

گجرات کے مسلمانوں کے لئے قابلِ ذکر دنوں میں ایک دن کا اور اضافہ ہوا ہے اور وہ ۱۶ ار نومبر ۱۹۶۳ء سنیچر کا دن ہے۔ اس تاریخ کو گجرات کے مسلمان کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ اس دن بڑودہ میں گجرات کے جید علماء کرام اور باشعور مشہور وکلاء اور صحافتی دنیا میں قیمتی زر و جواہر بکھیرنے والے اخبار نویس، اور مسلمان کارکن اور معزز لیڈران کی ایک یادگار نشست ہوئی جس میں ایک ایسا نہایت اہم فیصلہ کیا گیا جس کا انتظار ساری قوم کو تھا۔

گجرات کے اسلامی حلقہ اور اخباری ماحول میں ایک شور اور طوفانِ بدتمیزی برپا کر دینے والی اشتہار بازی اور زبان درازی اور یک طرفہ غلط اور بے بنیاد پروپیگنڈہ سے ماحول کو مسموم اور تنگ بنانے والے بھائیوں نے قوم کو جس کشمکش میں دھکیل دیا تھا اس میں سے قوم کو نکالنے کے لیے یہ فیصلہ ہونے

Marfat.com

والا تھا۔

جناب حقانی صاحب کی پُرفیض تقاریر اور آپ کی رفیع الشان کتاب "شریعت یا جہالت" کے خلاف پورے گجرات میں منظم طور سے جو پروپیگنڈہ کا جال بچھایا جارہا تھا اُس کے بارے میں غور کر کے فیصلہ کرنے کے لیے یہ اجلاس بتاریخ ۱۶ر نومبر ۱۹۶۳ء کی رات کو جامع مسجد کی بلڈنگ میں منعقد ہوا تھا۔

علمائے گجرات کا بیان

جناب حقانی صاحب کی کتاب "شریعت یا جہالت" کے خلاف بعض حضرات نے یہ پروپیگنڈہ شروع کیا ہے کہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کی توہین کی گئی ہے۔ اس خیال سے مذکورہ کتاب کو توہین آمیز اور دل آزار قرار دے کر اس کے ضبط کرلنے کا حکومت سے مطالبہ کیا جارہا ہے۔

ہم نے اس کتاب کو دیکھا اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام میں سے کسی کی توہین نہیں کی گئی ہے۔ کتاب میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں، لہذا یہ کتاب کسی حیثیت سے بھی ضبط کے قابل قرار نہیں پاسکتی۔

۱۔ احقر محمد اسماعیل غفرلہٗ، شیخ الحدیث جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام، آنند ضلع کھیڑا۔

۲۔ سید عبد الرحیم لاجپوری غفرلہٗ، مفتی گجرات، مقام راندیر ضلع سورت۔

Marfat.com

۳۔ محمد سعید راندیری۔ مہتمم دارالعلوم جامعہ حسینیہ راندیر، ضلع سورت۔
۴۔ عبدالرحیم صادق راندیری، مفسر قرآن راندیر ضلع سورت۔
۵۔ محمد ابراہیم پالن پوری، مدرس مدرسہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل ضلع سورت
۶۔ عبدالحق ابراہیم میاں، صدر مجلس خدام الدین، ڈابھیل، سملک ضلع سورت۔
۷۔ بندہ عبدالغنی، کاوی۔ کان اللہ لہٗ، مدرس مدرسہ اشرفیہ، نیز نائب مفتی راندیر ضلع سورت۔
۸۔ احمد ابراہیم بیات، غفرلہٗ۔ مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل ضلع سورت
۹۔ غلام محمد نورگت۔ نائب صدر مجلس خدام الدین، ڈابھیل، سملک ضلع سورت
۱۰۔ عبداللہ کاپودری غفرلہ۔ مدرس جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل ضلع سورت
۱۱۔ عبدالحی مفتی بسم اللہ غفرلہ، جنرل سکریٹری مجلس خدام الدین، ڈابھیل سملک ضلع سورت۔
۱۲۔ محمد قاسم عفی عنہ، صدر مدرس مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم، تراج ضلع سورت
۱۳۔ عبدالرحیم تاراپوری، مدرس مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام۔ آنند ضلع سورت۔
۱۴۔ غلام رسول، ناظم مدرسہ شمس الاسلام بڑودہ۔
۱۵۔ محمد ہاشم، ای، راوت، نصیرپوری۔ سرپرست مدرسہ علیم الدین۔ نصیرپور، ضلع سورت۔
۱۶۔ قمرالدین محمود بڑودوی غفرلہٗ سابق مدرس مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل ضلع سورت
۱۷۔ مولوی عبدالکریم حاجی عبدالغنی پٹھان، فتحپورہ، بڑودہ۔

مورخہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۶۳ء بڑودہ

Marfat.com

حضرت مولانا مختار احمد صاحب ندوی ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہلِ حدیث بمبئی تحریر فرماتے ہیں

مولانا حقانی صاحب خالص ..... حنفی عالم ہیں جن کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے۔ عرصہ تین چار ماہ سے مسلسل بمبئی میں انکے مواعظ ہوتے رہے۔ ان مواعظ میں موصوف نے کھُل کر شرک و بدعات کی تردید کی اور توحید و سُنت پر بڑے دلنشین انداز میں تقاریر فرمائیں خدا نے انہیں رجوعِ عام کی نعمت عطا فرمائی۔ انکے مواعظ میں ہر عقیدہ و مسلک کے مسلمان اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوتے تھے کہ آس پاس کے تمام راستے مسدود ہو جاتے تھے۔ موصوف حق کا معیار صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیتے ہوئے پوری تقریر قرآن و حدیث ہی کے دلائل کی روشنی میں کرتے تھے ——— تعزیہ داری، فاتحہ، میلاد عرس قوالی اور اس قسم کے جملہ رسوماتِ قبیحہ کی انہوں نے کھلے لفظوں میں تردید کی جس سے بوکھلا کر بریلوی طبقے نے اُن کے خلاف محاذ قائم کیا لیکن وہ پبلک کے رجحانِ عام کے مقابلے میں بری طرح ناکام رہے۔

"اخبار اہلِ حدیث" دہلی۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۴ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شریعت یا جہالت

قرآن شریف کے اکیسویں ۲۱ پارہ میں سورہ روم کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"سیدھا کر منہ اپنا واسطے عبادت کے اوپر دین ابراہیم کے، خدا کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے بنائے کو بدلنا نہیں۔ بس سیدھا دین یہی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے"

ملتِ ابراہیم حنیف پر جم جاؤ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پسند کرلیا ہے اور جسے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھ پر خدائے کریم نے کمال کو پہنچایا ہے۔ رب کی فطرتِ سلیمہ پر وہی قائم ہیں جو اس دین اسلام کے پابند ہیں یعنی توحید پر ہیں۔ رب نے تمام انسانوں کو بنایا ہے۔ روزِ ازل میں اسی کا سب سے اقرار کرالیا گیا تھا کہ کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں تو سب نے اقرار کیا کہ بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ خداوند کریم نے اپنی ساری مخلوق کو اپنے سچے دین پر پیدا کیا ہے، گو کہ

Marfat.com

اس کے بعد لوگ یہودیت اور نصرانیت وغیرہ پر چلے گئے۔ لوگو! خدا کی اس فطرت کو نہ بدلو۔ لوگوں کو راہِ حق سے نہ ہٹاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۲۹)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی، مجوسی بنا دیتے ہیں، جیسے جانوروں کو سالم بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا تم ان میں کان پھٹا دیکھتے ہو (نہیں۔ بلکہ وہ صحیح سلامت ہوتے ہیں۔ پھر لوگ اُن کے کان وغیرہ چیر ڈالتے ہیں) ایسے ہی انسانوں کا ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر پیدا ہوتا ہے۔ آپ نے وہی آیت پڑھی جو اوپر ہے۔

(صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۹ ص۵۵۴ حدیث ۱۸۷۸ سورہ روم کی تفسیر میں۔ صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۹۲ حدیث ۹۲۷ باب القدر۔ ترمذی شریف جلد دوم ص۲ حدیث ۱۰ تقدیر کے باب میں بھی ہے)

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت اسود بن شریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا وہاں ہم بفضلِ خدا غالب آ گئے۔ اُس دن لوگوں نے بہت سے کافروں کو قتل کیا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی قتل کر دیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ لوگ حد سے آگے نکل جاتے ہیں۔ آج بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر وہ بھی تو مشرکین ہی کی اولاد تھی۔ آپ نے فرمایا، نہیں نہیں، یاد رکھو تم میں سے بہترین لوگ مشرکین کے بچے ہیں۔ خبردار! بچوں کو کبھی قتل

Marfat.com

نہ کرنا۔ لوگو! چھوٹے بچوں کے قتل سے رُک جانا۔ ہر بچہ فطرت (اسلامیہ) پر پیدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی زبان سے بولنے لگے۔ پھر اس کے ماں باپ اُسے یہودی، نصرانی بنا لیتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۳۰)

میرے عزیز دوست! قرآن اور حدیث سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ ہر بچہ پیدا ہوتے وقت مسلمان ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ کی بُری تعلیم کی وجہ سے یہودی یا نصرانی یا مشرک بن جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان ہونے کے باوجود بھی رسموں کی پابندی یا ماحول کی خرابی یا نفسانی ضد کی وجہ سے وہ انسان دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو قریب قریب چودہ سو سال ہونے کو آئے ہیں مگر اللہ کا کرم تو دیکھئے کہ آج تک شریعت نہیں بدلی بلکہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی۔ رہی جہالت کی رسمیں تو میرے عزیز دوستو! وہ بدلتی رہتی ہیں۔ آپ دیکھئے امریکہ میں کچھ اور رواج ہیں تو روس میں کچھ اور ہیں جرمنی میں کچھ اور رواج ہیں تو جاپان میں کچھ اور ہیں۔ اور ہمارے ہندوستان ہی کو دیکھو ایک ہی ملک ہے لیکن دیہاتوں میں اور شہروں میں الگ الگ رسم و رواج ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت۔

یہاں پر ایک سوال آپ کے دل میں پیدا ہوا ہوگا کہ پھر یہ مسلمان بھائی رسموں کو چھوڑتے کیوں نہیں ہیں؟ ۔ جواب یہ ہے کہ جو شخص رسموں میں پیدا ہوا اور جوان بھی اسی میں ہوا، اور مرتے دم تک بے علمی کی وجہ سے رسموں کی پابندی کرتا رہا۔ اسی طرح کئی نسلیں ختم ہو جانے پر وہ رسمیں دل کے اندر گھر کر جاتی ہیں

Marfat.com

مثلاً کسی کپڑے میں پھول رکھ دینے سے کچھ دیر کے بعد اُن کے کپڑوں میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح لوہے کو کچھ دیر آگ میں رکھ دینے کے بعد اس میں آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی حالت رسم پرستوں کی ہوتی ہے۔ رسموں میں پیدا ہونے والوں میں سے جس کو اللہ تعالیٰ بچانا چاہتا ہے اُس کو بچا لیتا ہے۔

میری خود کی پیدائش بھی رسم و رواج والے خاندان میں ہوئی، اور میں جوان بھی انہی میں ہوا۔ کچھ تھوڑا سا علم دین حاصل کیا تھا جس کی وجہ سے میں چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھنے لگا۔ اور ان کتابوں میں قریب قریب میرے خیال کی رسمیں جائز لکھی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اسی عرصہ میں دیوبندی اور بریلوی عالموں میں مسئلے مسائل کے اندر بڑی گھما گھمی ہوئی۔ ہر ایک کی طرف سے اپنی سچائی کا ثبوت دینے کے لئے کافی پرچے یعنی ہینڈ بل چھپوا چھپوا کر تقسیم کئے جاتے تھے اس جھگڑے نے میرے دل پر کافی اثر کیا۔ دل نے یہ فیصلہ کر لیا کہ کسی فرقے کی کتابیں نہ پڑھنی چاہیئے، بلکہ وہ کتابیں پڑھنی چاہیئے جو حنفی مذہب میں معتبر اور مستند مانی جاتی ہیں اور جس وقت دیوبندیت اور بریلویت کا جنم بھی نہ ہوا تھا اُس وقت کی کتابیں دیکھنی چاہیئے اور اپنی ذات سے خود تحقیق کرنی چاہیئے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ شریعت کیا ہے اور جہالت کیا ہے!

میری امید کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت نے بھی میرا ساتھ دیا یعنی جو کتابیں ہندوستان میں فی الحال ملنا مشکل ہیں وہ خود بخود ملنے لگیں۔ پھر تو رات دن مسائل کی تحقیقات کے لئے لگا رہا۔ مگر میرے عزیز! میں کیا کہوں میں نے جو بھی صفحہ کھولا میری مرضی کے خلاف معاملہ نکلا۔ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ

Marfat.com

میں اپنے آپ کو اب تک حنفی کہتا تھا۔ اب کیا کیا جائے۔ ایک طرف تو شریعت ہے اور دوسری طرف جہالت سے بھرا ہوا ماحول۔ پس ایسی پریشانی میں میرے مالک مختار نے اپنے رحم و کرم سے شریعتِ محمدیہ کی سمجھ میرے دل میں پیدا کردی اور ایک ایسا جوش بھی پیدا کر دیا کہ حق کا اعلان ضرور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب نبوت ملی اور کلمۂ حق کا اعلان کیا تو اس وقت بھی اُس زمانے کا ماحول اور سماج جہالت میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم خدا پر بھروسہ کر کے اُٹھے، ہدایت و تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ اور کسی سے نہ دبے اور نہ کسی قسم کی دنیاوی لالچ اور تمنا کی۔ مجھے بھی وہی سنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم یاد آگئی، میں نے بھی خدا کے بھروسہ پر یہ عہد کر لیا کہ جب تک تن میں جان ہے مسلمان بھائیوں کو سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ جب میں اپنے کام میں مشغول ہوا تو سب سے پہلا واسطہ ان لوگوں سے پڑا جو برسوں سے جاہلوں کی امامت کرنے سے مولوی کہلاتے تھے اور دوسرا واسطہ اُن صاحبان سے پڑا جو ہر سال اُن جاہلوں سے نذرانوں کے نام سے کافی رقم وصول کرنے پر اپنے آپ کو پیر اور سید کہتے تھے اور اسی پر اُن کا گزارہ رہتا ہے۔

> یہ پیرزادے جو خاندانی دھندا سمجھ کر کھانے کمانے کے لئے لوگوں سے بیعت لیتے ہیں اور شریعت سے علیحدہ راستہ چلتے ہیں یہ محض بے اصل کام ہے (تفسیر حقانی جلد ۷ صفحہ ۲۸۸۔ سورہ فتح کے پہلے رکوع میں)

ایسے مولوی اور پیرزادے گمراہ ہوتے ہیں۔ پہلی امتوں میں بھی اسی طرح ہوتا

Marfat.com

رہا ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے پوری تفصیل سے آیاتِ قرآنی کے ساتھ آئیگا۔ یہ مولوی اور پیر دونوں بے علم اور بے عمل ہوتے ہیں۔ اگر کسی میں علم ہوتا بھی ہے تو اُن میں نفسانیت آجاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی جاہلوں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اسی میں اُن کی کمائی ہوتی ہے۔ یہ حرام کی کمائی کھانے والے تو قیامت تک رہیں گے اور قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک لوگ دین پر عمل کرنا نہ چھوڑ دیں اور دین آہستہ آہستہ مٹتے مٹتے صرف مکہ اور مدینہ ہی میں رہ جائے گا۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آجائے گا جس طرح سانپ اپنے سوراخ کی طرف آجاتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۷ صنہ ۴۲ حدیث ۱۷۳۱ باب فضائل مدینہ میں)

یہ ہے پیشین گوئی کہ آخر میں جب ساری دنیا کے کونے کونے سے ایمانداری اور دینداری جاتی رہے گی اُس وقت صرف مدینہ میں ایمانداری ہوگی۔ اب ہماری جہالت کو دیکھئے کہ ہمارے اکثر جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی مکہ اور مدینہ شریف کے رہنے والوں کو بھی وہابی اور گمراہ کہتے ہیں، اور ہم سے ایسے ایسے کام کراتے ہیں جو وہاں پر آج تک نہ ہوئے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہ ہونگے۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ بُرے تین آدمی ہیں (۱) حرم مکہ میں ظلم کرنے والا (۲) وہ آدمی جو ناحق کسی کا خون بہانا چاہے (۳) اسلام

Marfat.com

میں جہالت کے طریقے ڈھونڈنے والا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۸ ص۴۰۹ حدیث ۱۷۷۴ باب المرتدین)

یہ لوگ جہالت کے طریقے ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور جہاں تک بھی ہو سکے اپنے معتقدین اور مریدوں کو جاہل ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شخص پر ضرورت کے مطابق علمِ دین کا سیکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری ٹھہرایا ہے اور اسی لئے فقہائے کرام نے فرض بتایا ہے۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔
(فتاوی عالمگیری، جلد اول ص۱۱ مقدمہ میں)

علم کا سیکھنا فرضِ عین ہوتا ہے ہر شخص پر اور فرضِ عین اسقدر ہے جس کی طرف آدمی حاجتمند ہو اپنے دین کے واسطے اور ضرورت سے زیادہ سیکھنا فرضِ کفایہ ہے (غایۃ الاوطار، اردو ترجمہ درمختار، جلد اوّل ص۱۶ دیباچہ میں)

مگر افسوس سنت والجماعت کا دعویٰ کرنے والوں میں سے ہم نے بعض لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں اور کمال یہ ہے کہ یہی لوگ دوسروں کو اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ جہالت کی بھی آخر کوئی حد ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالےٰ علم کو (آخری زمانے میں) اس طرح نہیں اُٹھائے گا کہ لوگوں کے دل ودماغ سے نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھائے گا (یعنی علمائے حق رفتہ رفتہ کم

Marfat.com

ہوتے جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ اُن سے (دین کی) باتیں پوچھی جائیں گی۔ یہ علم کے بغیر فتوی دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (صحیح مسلم شریف، جلد دوم صـ۱۹۴ حدیث نمبر۹۵ باب العلم، اور صحیح بخاری شریف، جلد تیسری، پارہ ۲۹ صـ۵۱۹ حدیث نمبر ۲۱۶۷ باب الاعتصام، اور مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صـ۱۱۴ حدیث نمبر ۱۹۴ کتاب العلم، اور ابن ماجہ شریف صـ۲۱ حدیث نمبر ۵۴ باب القیاس میں بھی ہے)

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج دنیا میں لاکھوں علمائے حق موجود ہیں پھر بھی جہالت کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی صحیح مسئلہ ان بھائیوں کو بتایا جاتا ہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم اپنی رسموں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ایسے الفاظ کہنے والوں کے لئے سنئے علماء حنفیہ کا فتویٰ۔

> اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اس کام میں شریعت کا یہ حکم ہے، اور دوسرے نے کہا کہ میں رسم پر چلتا ہوں نہ کہ شریعت پر (تو ایسا کہنا) کفر ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صـ۴۴۵ باب المرتد)

آج ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی طرف سے حق پرستوں کو ایسے ہی جواب ملتے ہیں اور رسم و رواج میں پیسے بھی خوب برباد کرتے ہیں اس پر اُن کو ڈانٹنا، دھمکانا اور سمجھانا تو درکنار بلکہ اُن کے جیب بھر و پیر اور پیٹ بھرو مولوی اوپر سے اُن کو شاباشی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت اچھا کیا

Marfat.com

بہت اچھا کیا۔ اب سنئے علماء دین کا فتویٰ۔

اگر کسی نے شریعت کے خلاف کیا اور دوسرے نے کہا بہت اچھا کیا تو یہ کفر ہے (عین الہدایہ جلد اول صہ ۸۶ باب العقائد)

مگر جہالت کا اندھا پن کچھ ایسا ہندوستان میں چھایا ہوا ہے کہ رسموں کی پابندی کو شریعت سمجھتے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنے والوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے چاہے وہ کتنے ہی پرہیزگار اور متقی کیوں نہ ہوں۔

کسی نے خلاف شریعت گناہوں پر چلنے کو کہا کہ یہ بھی ایک مذہب کی راہ ہے تو کافر ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صہ ۵۸ باب المرتد)

ایسی باتیں جب لوگوں کی زبان سے میں سنتا ہوں تو مجھے یہ ذیل کی حدیثیں بہت یاد آتی ہیں۔

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور اس کی مثال جو اللہ نے میرے پاس بھیجا ہے، اس شخص کی طرح ہے کہ اس نے کسی قوم سے آکر کہا۔ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ایک لشکر دشمنوں کا آتا ہے اور میں تمہیں صاف صاف ڈراتا ہوں کہ تم اس سے بچو۔ ایک گروہ نے اس کا کہا مانا اور رات ہی رات میں وہاں سے چل دیئے وہ تو بچ گئے اور دوسرے گروہ نے اس کا کہا نہ مانا، صبح کو وہ لشکر آپہنچا اور اس نے انہیں مار ڈالا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ صہ ۲۲۲ حدیث ۱۳۹۸ کتاب الرقاق)

اس مثال میں ڈرایا گیا ہے کہ گناہوں سے بچو اور صحیح بات کہنے والے کی بات سنو، ورنہ

Marfat.com

ہلاک ہو جاؤ گے۔

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میری اور لوگوں کی ایسی مثال ہے کہ کسی نے آگ روشن کی، جب اس کی روشنی پھیلی تو پروانے ، اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے اور وہ شخص ان کیڑوں کو آگ کے پاس سے بھگاتا ہے اور وہ نہیں بھاگتے۔ آخر وہ گر گر جل جاتے ہیں، ایسے ہی میں تمہاری کمروں کو پکڑتا ہوں اور تم آگ میں گرتے جاتے ہو (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص ۴۴۲ حدیث ۱۳۹۹ کتاب الرقاق، اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۱۲۸ حدیث ۶۲۹ باب الفضائل میں بھی ہے)

یہ حدیثیں ہم نے اس لئے بیان کی ہیں کہ اگر آپ اپنے آپ کو عاشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہو تو کم سے کم حدیثوں کی تو لاج رکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سمجھانے میں اور شریعت کے بتانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ مگر ہائے ہندستان کی جہالت تو نے بھی ہم کو برباد کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

قرآن مجید کے سولہویں پارہ میں سورہ کہف کے بارھویں رکوع کے اندر، آیات نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۴ ، ۱۰۵ ، ۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" پوچھ لے کہ اگر تم کہو تو میں تمہیں بتادوں کہ باعتبار اعمال کے سب سے زیادہ خسارے میں کون ہے۔ وہ ہے کہ جن کی دنیاوی زندگی کی تمام تر کوششیں بیکار ہو گئیں اور وہ اسی گمان میں رہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں سے اور اس کی ملاقات کا انکار کیا تو

Marfat.com

اُن کے تمام اعمال رد ہو گئے۔ بس قیامت کے دن ہم کوئی اس کا وزن قائم نہ کریں گے۔ حال یہ ہے کہ ان کا بدلہ جہنم ہے، کیونکہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو مذاق میں اڑایا۔"

آیت عام ہے، جو بھی خدا کی عبادت و اطاعت اس طریقے سے بجالائے جو طریقہ خدا کو پسند نہیں اور پھر بھی وہ اپنے اعمال سے خوش ہو اور سمجھتا ہو کہ میں نے آخرت کا توشہ بہت بہت کچھ جمع کر لیا ہے۔ میرے نیک اعمال خدا کو پسند ہیں اور مجھے ان پر اجر و ثواب ضرور ملے گا۔ لیکن اس کا یہ گمان غلط ہے۔ اس کے اعمال قبول نہیں بلکہ مردود ہیں (یعنی قبول کرنے کے قابل نہیں) بیکار ہیں۔ رد ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ)

(۲)

صدق اور حق بیانی

قرآنِ کریم کے گیارھویں پارہ میں سورہ توبہ کے پندرھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔"

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام سچوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ اور جھوٹ انسان کو فجور اور بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے۔ اور آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ خدا کے یہاں اس کا نام جھوٹوں میں لکھ لیا جاتا ہے (صحیح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۸۴ حدیث ۸۹۵ کتاب الادب)

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورۂ نساء کے بیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اور خدا کے لئے سچی گواہی دو، خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ اگر کوئی امیر ہو یا فقیر تو خدا ان کا خیر خواہ ہے۔ تو تم خواہشِ نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم پیچدار شہادت دو گے یا (شہادت سے) بچنا چاہو گے تو (یاد رکھو کہ) خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔"

اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو حکم دے رہا ہے کہ وہ عدل اور انصاف پر مضبوطی سے جمے رہیں۔ اس سے ایک انچ ادھر اُدھر نہ سرکیں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی کے ڈر سے یا کسی لالچ کی بنا پر خوشامد سے یا کسی پر رحم کھا کر یا کسی کی سفارش سے عدل اور انصاف کو چھوڑ بیٹھیں سب مل کر عدل کو قائم رکھیں۔ ایکدوسرے

Marfat.com

کی اس معاملہ میں مدد کریں اور مخلوق خدا میں عدل کے سکے جادیں۔ گواہیاں اللہ ہی کی رضا جوئی کے لئے دو، جو بالکل صحیح، صاف، سچی اور بے لاگ ہو۔ بدلو نہیں، چھپاؤ نہیں، چبا کر نہ بولو، صاف صاف سچی شہادت دو۔ گو وہ خود تمہارے اپنے خلاف ہو۔ تم حق گوئی سے نہ رکو اور یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزار غلاموں کی مخلصی (یعنی چھٹکارا) اور نجات کی بہت سی صورتیں نکال دیتا ہے۔ کچھ اسی پر موقوف نہیں کہ جھوٹی شہادت سے ہی اس کا چھٹکارا ہو گا گو سچی شہادت ماں باپ کے خلاف ہو، یا رشتہ داروں کو نقصان ہوتا ہو لیکن تم سچ کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ گواہی سچی دے دو۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ ہر ایک پر حاکم ہے گواہی کے وقت نہ تونگری کا لحاظ کرو۔ نہ غریب پر رحم کرو۔ انکی مصلحتوں کو خدا تم سے بہت بہتر جانتا ہے۔ تم ہر صورت اور ہر حال میں سچی شہادت دو۔ دیکھو کسی کے بُرے میں آ کر تم خود اپنا بُرا نہ کر لو۔ کسی کی دشمنی اور قومیت میں فنا ہو کر عدل اور انصاف کو ہاتھ سے نہ چھوڑ بیٹھو۔ بلکہ ہر حال میں اور ہر آن عدل کا، انصاف کا مجسمہ بنے رہو (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵، ص۱۴۱)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سچوں کے ساتھی بننا چاہتے ہو تو دنیا میں بے پروائی سے رہو، اور مسلمانوں کو نہ ستاؤ۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ ص۲۷۔ سورہ توبہ کے پندرھویں رکوع میں)

٭

Marfat.com

(۳)

سُنّت والجماعت

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں تمام لوگوں کا درد تھا۔ آپ کو رات دن یہی فکر رہتی تھی کہ ساری دنیا ہدایت پر آجائے۔ ایک ہو جائے اور نیک بن جائے۔ تمام دنیا رحمتِ خداوندی کی مستحق بن کر جنت میں داخل ہوجائے اور اللہ کی ساری مخلوق خدا کے غضب سے بچ جائے اور جہنم یونہی خالی اور کوری پڑی رہے۔ یہ منشا تھا آپ کا جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔ چنانچہ قرآن مجید کے انیسویں۱۹ پارہ میں سورہ شعراء کے پہلے رکوع کی تیسری آیت میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"شاید آپ اُن کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دے دیں گے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کی بنا پر آپ کی مرضی کے خلاف تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

قرآن شریف کے بارھویں۱۲ پارہ میں سورۂ ہود کے دسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی گروہ میں

Marfat.com

کر دیتا، لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے احوال اور ان کے کام کی حکمت سے بخوبی واقف تھا، کہ اُس کے بہت سے بندے حق کو سُن کر جہاں اُسے قبول کریں گے، وہاں بہت سے لوگ حق بات کو اپنی نفسانی خواہش سے رد بھی کر دیں گے۔ مسل دینگے۔ اور خدا کے پسندیدہ گروہ اور جماعت سے کٹ کر علیحدہ علیحدہ اپنی ٹولیاں اور گروہ بنالیں گے۔ ایسی حالت میں مومنوں کا اور ہٹ دھرموں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا مشکل ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودیوں کے اکہتر یا بہتر فرقے ہو گئے۔ اور نصرانی بھی اسی طرح۔ لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲ حدیث ۵۰ ابواب الایمان)

یہ پیشین گوئی چودہ سو سال پہلے کی ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے وہ تو ہو کر اور ہوتے رہیں گے۔ کیونکہ کلام مجید سے بھی ثابت ہے۔

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۹۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اُن لوگوں نے اپنے دین کے اندر اختلاف پیدا کر لیا سب ہمارے ہی پاس آنے والے ہیں۔"

کاٹ دیا اگلی اُمتوں نے اپنے دین کا کام آپس میں یعنی فرقے فرقے ہو گئے جیسے یہود و نصاریٰ، وہ ایکدوسرے کو کافر ہی جانتے تھے۔ یہ سب فرقے ہماری

Marfat.com

ہی طرف پھرنے والے ہیں اور ہم انہیں ان کے اعمال کے مطابق جزا دیں گے (تفسیر قادری جلد دوم صلا)

قرآن مجید کے اکیسویں پارہ میں سورہ روم کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اُس طریقے پر نازاں ہے جو اُس کے پاس ہے"

ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتا ہے اور دوسرے کو گمراہ۔ مگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فرقہ کو جنت میں جانے کی بشارت دی ہے۔ باقی فرقوں کو دوزخی بتایا ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ اپنے آپ کو دوزخی کون کہے گا۔ اکثر لوگ کھلم کھلا کفر و شرک اور بُت پرستی کرتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو جنتی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ سمجھتے کہ یہ کام بُرا ہے۔ دوزخ میں لے جانے والا ہے۔ توحید کے خلاف ہے تو ہر گز نہ کرتے۔ لیکن یہ سب اندھی تقلید ہو رہی ہے۔ خود کچھ سوچتے سمجھتے نہیں صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کرتے ہیں۔ یا لوگوں کے کہنے سننے پر چلتے ہیں۔ اب آئیے بفضل اللہ ہم بتاتے ہیں کہ جنتی فرقہ کونسا ہے اور سنت والجماعت کس کو کہتے ہیں۔

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کے بہتر مذہب ہو گئے لیکن میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقے کے سوا باقی تمام فرقوں والے دوزخ میں ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! وہ ایک فرقہ

Marfat.com

(نجات پانے والا) کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہی جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی ہیں (ترمذی شریف جلد دوم صـ۱۰۲ حدیث ۵۰۱ ابواب الایمان میں)

حدیث:۔ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہے تو تم میں سے جو شخص یہ زمانہ پائے تو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ مہدی (ہدایت دینے والے) خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنتوں کو مضبوط پکڑ لینا چاہیئے۔ اے لوگو اس سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو (مختصر) (ترمذی شریف جلد دوم صـ۱۰۸ حدیث ۵۳۵، ابواب العلم)

سنت سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیئے اور کرنے کے لئے فرمایا یہ تو سنت ہے) اور والجماعت سے مراد، آپ کی ہدایت کے مطابق عمل کرنیوالے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں۔ اور یہی اہل سنت والجماعت ہے (فتاوی عالمگیری جلد اول صـ۱۲۱ مقدمہ میں)

سُنت والجماعت کی چار جماعتیں مشہور ہیں۔ ایک حنفی، دوسری مالکی تیسری شافعی، چوتھی حنبلی: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی اور وفات ۱۹۹ھ میں ہوئی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۵۰ھ میں ہوئی اور وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۶۴ھ میں اور وفات ۲۴۱ھ میں ہوئی (۱۶ سطر کا قرآن شریف پچپن خوبی والے کے صـ۱۰۹ پہ)

Marfat.com

پیدائش اور وفات کی تاریخوں میں کچھ اختلاف بھی ہے۔ یہ چاروں امام مشہور ہیں اور چاروں حق پر ہیں مگر مسائل کے اجتہاد اور عملیات میں ان چاروں اماموں کے اندر بہت کچھ اختلاف ہے۔ مثلاً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے نہ بھی سورہ فاتحہ پڑھے اور ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب امام کے پیچھے نماز پڑھے تو مقتدی سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ یہ بھی حدیث کی دلیل لاتے ہیں۔ وہ بھی حدیث کی دلیل لاتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر وہ حدیثیں نہیں لکھی ہیں کیونکہ کتاب بڑھ جانے کا خوف ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ نماز میں بسم اللہ الرحمان الرحیم بلند آواز سے پڑھنی چاہیئے۔ اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمان الرحیم نماز میں آہستہ پڑھنی چاہیئے۔ دونوں باتیں حدیثوں سے ثابت ہیں۔ اسی طرح اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ اب جو بھائی جس امام کی پیروی کرتا ہو اس کو اسی امام کے مسلک پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے لئے اماموں کی تقلید واجب ہے۔ مگر اتنا یاد رہے کہ کبھی اس امام کی کبھی اُس امام کی پیروی کرنا ٹھیک نہیں کسی ایک امام کی تقلید کو اختیار کرلے پھر اُن کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرے۔ جو لوگ اماموں کے اختلافی مسائل کو نہیں جانتے ہیں وہی لوگ آج ہندوستان میں لڑ جھگڑ رہے ہیں اور جاننے کے باوجود بھی جو لڑ رہے ہیں وہ نفسانیت میں پڑ گئے ہیں۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اماموں کی تقلید حرام ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ فی الحال دنیا میں بغیر تقلید کے چارہ نہیں۔ صرف قرآن و حدیث سے ضروریات دین کے تمام مسائل حل نہیں ہوسکتے۔ فرض، واجب، سنّت مستحب نماز کے اندر کی ترتیب کہاں

Marfat.com

سے لاؤ گے۔ ایک آدمی امامت کر رہا ہے اور تیسری رکعت میں بجائے سورۂ فاتحہ کے التحیات یعنی تشہد پڑھ دیا، اب اس کے لئے حدیث کہاں سے لاؤ گے۔ نماز کا فاسد ہونا، مکروہ ہونا اور سجدۂ سہو کی ترتیبیں کہاں سے لاؤ گے۔ اب اگر ایسے مسائل کی حدیثیں نہیں ہیں تو پھر اب امام صاحب کو کیا کرنا چاہیئے۔ سجدۂ سہو کرے یا نہیں۔ اب اس کے لئے فقہ کی تقلید ضروری ہے یا نہیں؟۔

اللہ پاک ان اماموں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان اصحاب نے ایک ایک آیتِ شریفہ اور ایک ایک حدیث کریمہ سے سینکڑوں مسائل بیان کر دیئے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو پوچھا کہ تم وہاں جا کر کس طرح فیصلے کرو گے۔ انہوں نے عرض کیا جو کچھ اللہ کی کتاب میں ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو (یعنی جس بات کا فیصلہ تم کرنا چاہو وہ بات اگر قرآن شریف میں نہ ہو تو پھر کیا کرو گے؟) انہوں نے عرض کیا تو پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سنت سے (فیصلہ کروں گا) آپ نے فرمایا اگر سنت میں بھی نہ ہو (تو پھر کیا کرو گے) انہوں نے کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی حمد جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو (صحیح طریقۂ عمل کی) توفیق دی (ترمذی شریف جلد اول ص۲۶۶ حدیث ۱۲۷۱ باب الاحکام۔ اور ابو داؤد شریف جلد سوم پارہ ۲۳ ص۹۴ حدیث ۱۱۹۶ باب نمبر ۱۹ میں بھی ہے)

Marfat.com

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے (یعنی غور و فکر سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کرے) اور صحیح فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو ثواب ہیں اور فیصلہ کیا اور اس میں غلطی کی تو اس کے لئے ایک اجر ہے (یعنی غور و فکر کرنے کے بعد بھی غلطی ہو جائے تو ایک گنا ثواب ہے) (ترمذی شریف جلد اول ص ۲۶۶ حدیث نمبر ۲۶ کر باب الاحکام۔ اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری صفحہ نمبر ۵۲۹ نمبر حدیث نمبر ۲۲۰ کتاب الاعتصام کے اندر دوسری سند سے بھی ہے)

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو علم عمل کرنے کے قابل ہیں) وہ تین ہیں۔ ان کے علاوہ تمام علوم غیر ضروری ہیں (یعنی بیکار ہیں) (۱) اللہ کی کتاب (۲) سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (۳) اجتہادی احکام (ابن ماجہ شریف ص ۱۴ حدیث ۵۶ باب الرائے والقیاس)

ان بزرگوں نے اجتہاد سے جو دینی خدمت کی ہے وہ تعریف کے قابل ہے اس کے علاوہ اس میں ایک اور راز ہے کہ اللہ پاک نے اماموں میں اختلاف پیدا کر کے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اور سنت پر عمل کرا دیا۔ سبحان اللہ اللہ پاک نے اپنی مہربانی سے ہم لوگوں پر یہ بہت بڑا کرم فرمایا ہے۔

اب آپ اگر اپنے آپ کو حنفی کہتے ہو تو یہ کتاب حنفی مسلمان بھائیوں کو اختلافی مسائل سمجھانے کی نیت سے آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کتاب کو خوب سوچ سمجھ کر سمجھداری کے ساتھ پڑھیں گے۔ اب آیئے ایک اختلافی مسئلہ

Marfat.com

آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس کے لئے اکثر جگہ پر جھگڑے ہو رہے ہیں اور کرنے اور نہ کرنے پر ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے ہیں۔

(۴)

مصافحہ بعد نماز

حدیث :- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں مصافحہ (کرنے کا دستور) تھا۔ انہوں نے فرمایا ہاں (وہ مصافحہ کیا کرتے تھے) (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۱۶ حدیث ۵۸۷ باب الادب۔ صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ ص۲۷۶ حدیث ۱۱۸۸ باب الادب والاخلاق مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۶۸۵ حدیث ۴۴۲۵ باب المصافحہ میں بھی ہے)

حدیث :- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھایا اور میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں لے کر مصافحہ کیا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ ص۲۷۶ حدیث ۱۱۸۷ باب الادب والاخلاق)

مصافحہ سنت ہے وقت ملاقات کے، چاہیئے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو (مظاہر حق جلد ۴ ص۶۹ باب المصافحہ)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو۔ اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کرو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۶۸۶ حدیث ۴۴۹ مصافحہ کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص۱۱۶ حدیث ۵۸۹ باب الادب)

سلام پورا نہیں ہوتا سوائے مصافحہ کے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد چہارم ص۲۱۷، باب الحظر)

حدیث :۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان آپس میں سلام کرکے مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو الگ ہونے سے پہلے بخش دیتا ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۱۷ حدیث ۵۹۰ باب الادب۔ ابن ماجہ شریف ص۵۵۴ حدیث ۲۰۷ اخلاق و آداب کے باب میں۔ ابوداؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۳ ص۶۶۲ حدیث ۱۷۷۰ اور ۱۷۷۱ باب ۵۷۰ میں دو حدیثیں ہیں۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۶۸۶ حدیث ۴۴۷ مصافحہ کے باب میں۔ عین الہدایہ جلد چہارم ص۲۹۳ کراہت کے باب میں۔ اور غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد چہارم ص۲۱۷ باب الحظر میں بھی ہے)۔

میرے عزیز دوستو! ذرا سمجھداری اور ایمانداری سے کام لینا۔ اگر غصہ کرو گے تو سمجھنے سے کورے رہ جاؤ گے۔ ملاقات کے وقت ہاتھ ملانا یعنی مصافحہ کرنا تو سنت ہے۔ مگر یہاں پر جو بات ہو رہی ہے، اب اس کا خلاصہ سنئے۔ پھر

Marfat.com

ہماری جہالت کا اندازہ آپ خود ہی لگا لیجئے۔

مباح ہے مصافحہ (یعنی ہاتھ ملانا) صبح (کی نماز) کے بعد بموجب مذہب شافعی کے۔ اور مذہب حنفی میں مکروہ ہے (مظاہر حق جلد اول ص۶۹ کتاب الایمان)

مصافحہ تتمہ سلام ہے لہذا بعد نماز فجر یا عصر کے جو مصافحہ شافعیہ میں بالخصوص حرم محترم میں رائج ہے، شیخ ملا علی قاری نے ایک رسالۂ خاص میں ممنوع لکھا ہے۔ اور یہی ٹھیک ہے (عین الہدایہ جلد چہارم ص۲۹۵ باب الکراہت)

یہ ہے اختلاف یعنی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بعد نماز فجر اور عصر کے مصافحہ کرنا یعنی ہاتھ ملانا مباح ہے۔ اور پانچوں نماز کے بعد ہاتھ ملانے کی تو وہ بھی اجازت نہیں دیتے۔ صرف دو وقت فجر اور عصر کے بعد اجازت ہے اور صرف مباح بتایا ہے۔ فرض، واجب یا سنّت نہیں بتایا۔ اور ہمارے حنفی مذہب میں ہر نماز کے بعد ہاتھ ملانا مکروہ ہے۔ چاہے عید کی نماز ہو، چاہے جمعہ کی نماز ہو چاہے پنجگانہ نماز کے بعد ہو۔

مصافحہ سنّت ہے ملاقات کے وقت سلام کے بعد اور نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے بلکہ بعضوں نے اس کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے (ابوداؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۲ ص۶۶۲ پر شرح میں لکھا ہے۔

مصافحہ بعد نماز عصر کے یا جمعہ کے کچھ نہیں ہے اور بدعت ہے

Marfat.com

بسبب تخصیص وقت کے اور تشریح کی ہے بعض علماء ہمارے نے کہ مصافحہ مذکور مکروہ ہے (مظاہر حق جلد چہارم صـ۵۹ باب المصافحہ)

محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا بعد نماز عید کے ہر حال میں مکروہ ہے۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسکو نہیں کیا۔ اور یہ طریقہ رافضیوں کا ہے (غایتہ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صـ۳۸۵ باب العید)

غایتہ الاوطار کے اسی صفحہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مصافحہ ہر نماز کے بعد مکروہ ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں ہے۔ اور یہ رافضیوں کی سنّت ہے۔

اوپر کی تمام عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے حنفی مذہب کے زیادہ تر علمائے دین کا یہی فتویٰ ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ نہ ملانا یعنی مصافحہ نہ کرنا ہی بہتر اور افضل ہے۔

Marfat.com

(۵)

نصیحت

قرآن مجید کے ساتویں پارہ میں سورہ مائدہ کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر۱۰۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! تم خود اپنے آپ کو راہ راست پر قائم رکھو۔ جب تم خود سیدھے راستے پر رہو گے تو کوئی گمراہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتا۔"

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کریں اور اپنی طاقت کے مطابق نیکیوں میں مشغول رہیں۔ جب وہ خود ٹھیک ٹھاک ہو جائیں گے تو بُرے لوگوں کا ان پر کوئی بوجھ نہیں پڑے گا۔ خواہ وہ رشتے دار ہوں یا قریبی ہوں۔ خواہ پرائے ہوں یا دور کے ہوں۔ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر عامل کو یعنی نیک اور بد عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا بدلہ ملتا ہے۔ بروں کو سزا اور بھلوں کو جزا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۲۹)

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ بُری باتوں سے یا بُرے رسم و رواج سے روکنے کی بھی کوشش نہ کرے۔ نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

Marfat.com

حدیث:۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم لوگوں نے بھلائی کا حکم کیا اور بُرائی سے روکا تو بہتر ہے۔ ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا پھر تم دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی (ترمذی شریف جلد دوم ص۸ حدیث ۳۵ ابواب الفتن)

یعنی پھر وہ عذاب نہ ٹلے گا خواہ کچھ بھی ہو۔

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی بابت سوال ہوا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تم بھلائی کا حکم کرتے رہو اور بُرائی سے روکتے رہو، یہاں تک کہ بخیل کی پیروی کی جائے اور خواہشِ نفس کی پیروی کی جائے اور دنیا پسند کی جائے۔ اور ہر شخص کا اپنی رائے پر پھولنا عام ہو جائے۔ اس وقت تم صرف اپنی اصلاح میں مشغول ہو جاؤ اور عام لوگوں کو چھوڑ دو۔ یاد رکھو تمہارے پیچھے صبر کے دن آرہے ہیں (تفسیر ابن کثیر، پارہ ۷ صفحہ نمبر ۲۹)

آج وہی زمانہ آگیا ہے اور ہماری نظروں کے سامنے یہ ساری باتیں ہو رہی ہیں۔ فی الحال اکثر لوگ ایسے ہیں جن میں شریعت کے عمل کا کچھ بھی اثر نظر نہیں آتا اور جہالت کی رسموں میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے ہیں وہ اپنے آپ کو محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حنفی سمجھتے ہیں اور جو لوگ شریعت کے پابند ہیں ان کو گمراہ اور بے دین سمجھتے ہیں۔ پس جو لوگ شریعت کے پابند ہیں ان کے لئے یہی آزمائش اور صبر کے دن ہیں۔

Marfat.com

حدیث ۱:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والا لوگوں کے درمیان ایسا ہوگا جیسا کہ چنگاری کو اپنی مٹھی میں دبانے والا (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۹ حدیث ۱۲۷ ابواب الفتن)

جس طرح مٹھی میں چنگاری دبانے والا اُس آگ کی جلن پر صبر نہیں کر سکتا اسی طرح ایک وقت ایسا آئے گا کہ جاہل لوگوں کے بیچ میں ایک دیندار اور پرہیزگار شخص گنہگاروں اور نافرمانوں کے فتنے پھیلانے کی وجہ سے اپنے دین اور پرہیزگاری پر بڑی مشکل سے قائم رہ سکے گا اور مصیبتیں آنے کے باوجود بھی جو دین پر قائم رہیگا اس کے لئے ثواب بھی بہت بڑا ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابو اُمیہ شعبانی رضی اللہ عنہ نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ فرمایا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، آپس میں ایکدوسرے کو بھلائی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو۔ آخر جب یہ دیکھو کہ لالچی اور بخیل کی حکومت ہے اور خواہش کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا سب سے اچھی سمجھی جا رہی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے اور سمجھ پہ ناز و تکبر کر رہا ہو تو اس وقت تم صرف اپنے آپ کو پکڑ لو (یعنی اپنی خود کی اصلاح اور درستی میں لگ جاؤ) اور عام (لوگوں) کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد ایسے دن (آنے والے ہیں) جن پر صبر کرنا (یعنی مصیبتوں کو جھیلنا اور مقابلہ کرنا) چنگاری کو گویا مٹھی میں رکھنا ہوگا۔ اس زمانے میں عمل کرنے والے کو اُن پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ہوگا جو تمہارے جیسے عمل کرتے ہوں (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۵۱ حدیث ۹۱۶ سورہ مائدہ کی تفسیر میں)

Marfat.com

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپنے فرمایا یہ وہ وقت نہیں، آج تو تمہاری باتیں مان لیجاتی ہیں لیکن ہاں ایک نہ مانہ ایسا بھی آنیوالا ہے کہ نیک باتیں کہنے اور بھلائی کا حکم کرنیوالوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی جائے گی اسوقت تم صرف اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جانا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ ص۲۹)

آج وہی وقت آگیا ہے جسکی خبر نبی کریم ﷺ دے چکے ہیں۔ صحابہ کرام رضؓ بھی بتا چکے ہیں۔ ہماری نظروں کے سامنے ہے کہ حق پرستوں پر ظلم کئے جارہے ہیں۔ انکی باتیں نہیں سنی جاتیں ان کو وعظ کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ ان کے وعظ میں جانے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے۔ مگر بستی میں شراب پینے، جوا کھیلنے، زنا کاری کرنے، چوری کرنے، رنڈیوں کے ناچ، قوالوں کی محفلیں اور بھانڈ گویوں کے کھیل تماشوں کو کوئی نہیں روکتا۔ ناٹک، سینما دیکھنے والوں کو، تماشے، باجے اور ریڈیو بجانے والوں کو کوئی نہیں روکتا۔ اگر روک ٹوک ہے تو صرف وعظ کرنے پر ہے۔ اور وہ بھی کہاں! اللہ کے گھر میں۔ یعنی مسجد میں بورڈ لگا دیئے جاتے ہیں کہ یہاں پر کوئی صاحب وعظ نہ کریں۔ اور بعض جگہ پر تو نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اُس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا کی مسجدوں میں خدا کا ذکر کرنے سے روکتے ہیں اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرتے ہیں"

حدیث :- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اُسے چھوڑ دو، یہاں تک کہ جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ نے پانی منگوایا اور اس کو اُس جگہ پر ڈالدیا۔ (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول ص۶۵ حدیث ۲۱۲ کتاب الوضو)

رحم دلی دیکھیئے کہ مسجد نبوی میں ایک شخص پیشاب کرنے لگا تو اس کو پیشاب کرنے سے بھی نہیں روکا گیا۔ اور پورے طور سے پیشاب کرنے دیا۔ پھر مسجد کو پانی سے دھو ڈالا۔ آج ان ہی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوے کرنے والے مسجدوں میں نماز بھی نہیں پڑھنے دیتے۔ آخر ظلم اور جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا مسجد میں اور پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اُسے پکڑا۔ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی کا خواہ کم بھرا ہوا ہو یا پورا بھرا ہوا ہو ڈال دو۔ اس لیے کہ تم لوگ آسانی کرنیوالے پیدا کئے گئے ہو۔ اور سختی کرنے کے لیے پیدا نہیں کئے گئے ہو (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ اوّل ص۶۵ حدیث ۲۱۳ کتاب الوضو)

نصرانیوں کے کچھ لوگ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مذہب کی تحقیقات کے لیے آئے تھے، جب اُن کی نماز کا وقت آگیا تو نماز کے لیے جگہ تلاش کرنے لگے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے مسجد نبوی میں اپنے طریقے پر نماز پڑھ لی (تفسیر ابن کثیر

Marfat.com

پارہ ۳ ص ۱۷ سورہ آل عمران کے چھٹے رکوع میں، اور سیرت النبی جلد اول ص ۳۱۷ میں بھی ہے مسجد میں پیشاب کرنے والے کو اطمینان سے پیشاب کرنے دیا، اور وہ مسجد بھی کونسی! مسجد نبوی۔ اور پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے اس پر کسی طرح کا ظلم یا سختی نہیں کی۔ اور نصرانیوں کو جو اس وقت دین کے سخت دشمن تھے جن کا قبلہ بھی جدا تھا۔ مثال کے طور پر ہم ہندوستان والے سورج چھپنے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور دوسرا کوئی شخص ہماری مسجدوں میں سورج نکلنے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اتنا بڑا فرق تھا، مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رحم اور دریا دلی تو دیکھئے کہ آپ نے مسجد نبوی ان لوگوں کو نماز پڑھنے کے لئے سونپ دی کہ جس طرح چاہو نماز پڑھ لو۔

مگر ہائے ہندوستان کی جہالت! آج مسجدوں میں نماز پڑھنے والوں پر اور وعظ کرنے والوں پر ظلم کر رہے ہیں۔ لمبی ڈاڑھیوں پر ہنستے ہیں۔ لمبے کرتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے آپ کو عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حنفی کہتے ہیں۔

قرآن شریف کے اکیسویں پارہ میں سورہ احزاب کے تیسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یقیناً تمہارے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو خوب یاد رکھتا ہے۔"

اس آیت شریفہ میں بہت بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ حضور صلے اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے تمام اقوال، افعال اور احوال اقتدا، پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزوِ اعظم بنا لے اور اپنے پیارے پیغمبر حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے بہترین نمونہ بنا لے۔

میرے دوستو! ہم کو لمبی ڈاڑھیوں پر ہنسنا اچھا نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے اوپر بھی ڈاڑھی کا رکھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اور لمبے کرتوں کا مذاق اڑانے سے بہتر تو یہ ہے کہ ہم بھی لمبا کُرتا پہنتے کیونکہ یہ بھی سنت ہے۔ مگر افسوس ہماری جہالت ہم کو کہاں تک لے گئی ہے۔ اس کے لئے کچھ سوچنے اور سمجھنے کی فکر ہی نہیں کرتے۔ نماز پڑھتے پڑھتے پیشانی پر جو سیاہ سا دھبہ ہو جاتا ہے اس کو ہمارے بعض جاہل مسلمان بھائی وہابی کی نشانی سمجھتے ہیں۔

قرآن کریم کے چھبیسویں (۲۶) پارے میں سورۂ فتح کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ان کا نشان اُن کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے۔"

خود خداوند کریم سجدوں کے نشان کی تعریف کر رہا ہے اور ہم اپنی جہالت سے کیا سمجھ رہے ہیں۔ ضروری تو یہ تھا کہ ہم بھی نماز کے پابند بنتے۔ ان لوگوں کو دیکھکر کچھ نصیحت حاصل کرتے۔ لیکن ہمارے پیر اور مولویوں نے ہم کو کہاں تک بہکا دیا ہے کہ ان کو دیکھ کر غصہ میں آجاتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! دوزخ کی آگ انسان کے تمام جسم کو کھا جائے گی۔ فقط سجدہ کا

Marfat.com

نشان باقی رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ پر حرام کر دیا ہے (ابن ماجہ شریف ص۶۵۷ حدیث نمبر ۴۳۲۳ دوزخ کی کیفیت کے باب میں۔ اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ نمبر ۲۷ صفحہ ۳۳۹ حدیث نمبر ۱۴۸۶ کتاب الرقاق میں بھی ہے)

یہ ہے شریعت جس پر اللہ کے نیک بندے عمل کر رہے ہیں اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ عمل کرتے رہیں گے۔ رہی ہماری جہالت کہ ہم ان کو گالیاں دیتے ہیں وہ صبر کرتے ہیں۔ ہم ان کو طعنے دیتے ہیں اور وہ ہم کو نصیحت کرتے ہیں۔ ہم ان کو مسجد سے نکالتے ہیں اور وہ رو رو کر اللہ سے ہماری ہدایت کے واسطے دعا مانگتے ہیں ہم ان کو دھکے دے کر گاؤں یا مسجد سے باہر نکالتے ہیں، اور وہ لوگ بار بار اپنا ملک اور بال بچوں کو چھوڑ کر ہماری بھلائی کے لئے ہم کو سمجھانے آتے ہیں ہم ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور وہ ہم کو بھلی نظروں سے دیکھتے ہیں ہم ان کو اسلام سے خارج، وہابی اور کافر سمجھتے ہیں، اور وہ ہمیں دینی بھائی سمجھتے ہیں میرے عزیز دوستو! کچھ تو انصاف کرو کہاں تک جہالت میں ڈوبے رہو گے۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھوں سے (دوسرے) مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں (ترمذی شریف جلد دوم ص۹۹ حدیث نمبر ۴۸۸ ابواب الایمان صحیح بخاری شریف جلد اول ص۸ حدیث نمبر ۹ باب الوحی میں دوسری سند سے ہے اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۰۱ حدیث نمبر ۴۲ کتاب الایمان میں بھی دوسری سند سے ہے)

مسلمانو! سوچنے کا مقام ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ ہو۔

Marfat.com

افسوس آج اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مسلمانوں کو ستانے میں کسر باقی نہیں رکھتے۔ اپنے مرید اور مقتدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ انکے کہنے میں آکر مسلمانوں کو مسجد میں نماز تک نہیں پڑھنے دیتے اور ستانے اور دکھ دینے میں ہی اپنی ایمانداری اور نجات سمجھتے ہیں۔ کاش! وہ لوگ اس آیتِ کریمہ کو دیکھ لیتے۔ قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں سورہ بروج کی آیت نمبر ۱۰ میں ارشاد ہے۔

"جنہوں نے مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور توبہ نہ کی، اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔"

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر ہر چیز حرام ہے خواہ اس کی جان ہو یا مال ہو یا آبرو ہو (ابن ماجہ شریف ص۲۸۷ حدیث ۳۹۲۸ باب الفتنہ)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اُس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو ہلاکت میں پڑا ہوا چھوڑتا ہے اور جو اپنے بھائی کی حاجت (پوری کرنے) میں رہے گا تو خدا اس کی حاجت پوری کرنے میں رہے گا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ اٹھائیس ۲۸ ص۴۳۰ حدیث ۱۸۱۲، کتاب الاکراہ کے آخری باب میں)

قرآن مجید کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سورہ حجرات کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"مسلمان تو سب بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے

Marfat.com

درمیان (اگر جھگڑا ہوگیا ہے تو صلح کرادیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۔"

اللہ تعالیٰ اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے کہ اگر کہیں آپس میں لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح صفائی کرا کے مسلمانوں کے دل ملا دو۔ یہ نہیں کہ صلح کرانے کے بجائے جھگڑے میں مٹی کا تیل چھڑکو، پٹرول کے چھینٹے مارو اور ماچس دکھا کر جھگڑے کو اور بڑھا دو۔ کیا اسی کا نام ایمانداری ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے اندر اگر دو دلوں کے درمیان پھوٹ پڑ جائے یا اُن کے درمیان رنجش پیدا ہو جائے تو بجائے صلح کرانے کے ہم اور خوش ہوتے ہیں اور لطف حاصل کرتے ہیں۔ مسلمانو! سوچو تو کس قدر جہالت میں ڈوبے جا رہے ہو۔ ذرا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی سنو۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کیا کرو، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وہ مظلوم ہو تو میں اُس کی مدد بے شک کروں گا۔ مگر جب وہ ظالم ہو تو اُس کی مدد کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا، اُس کو ظلم کرنے سے روک دے، یہی اس کی مدد ہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۸ صفحہ ۴۳ حدیث ۱۸۴۲ کتاب الاکرام کے آخری باب میں)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں ایک صاحب آئے۔ بڑے فصیح اور تیز زبان سے کہنے لگے۔ سنئے جناب! چھ شخص ہیں، سب قرآن پڑھتے ہیں۔ اور جاننے بوجھنے والے سمجھدار ہیں۔ لیکن ہر ایک دوسرے کو مشرک بتاتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تو یہ چاہتا ہے کہ تجھے یہ کہہ دوں کہ جا تو انہیں قتل

Marfat.com

کر ڈال، نہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ جا انہیں نصیحت کر اور بُرائی سے روک، اور اگر تیری بات نہ مانیں تو اپنی راہ لگ۔

ہندوستان میں بھی آج اکثر جگہ پر یہی حالت ہے کہ ایک دوسرے کو مشرک کافر اور مرتد بتلا رہے ہیں۔ اور حنفی مذہب کی جو معتبر کتابیں ہیں ان کو دیکھتے نہیں کہ ان مسائل کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اور اگر کوئی حق پرست ہمت کر کے ان باطل پرستوں کے سامنے کوئی معتبر حنفی مذہب کی کتاب لا کر دکھلاتے ہیں تو باطل پرست بچنے کی یہ ترکیب کرتے ہیں کہ یہ کتابیں غلط چھپ گئی ہیں، یا یوں کہیں گے کہ ان کتابوں کا ترجمہ غلط کر دیا گیا ہے۔ یہ بھی نہیں تو کچھ اور تاویلیں کر لیں گے۔ لیکن صحیح بات کہ یہ لوگ ہرگز نہیں مانتے۔

میری اس کتاب کے لکھنے کی صرف یہی غرض ہے کہ عام مسلمان بھائی فرقہ پرستوں سے بچیں اور حق کیا ہے، وہ خود اپنی ذات سے بڑی بڑی معتبر حنفی مذہب کی کتابوں سے مسائل کی تحقیقات کر لیں۔ اس لئے ہم نے اس کتاب میں سوائے معتبر کتابوں کے فرقہ پرستوں کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں لیا۔ لیکن پھر بھی جو گمراہی قدرتاً پھیلنے والی ہے وہ تو پھیل کر رہے گی۔ مگر ہم کو اپنی کوششوں میں کمی بالکل نہیں کرنی چاہیئے۔

حدیث:۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، پھر فرمایا یہ وہ گھڑیاں ہیں کہ لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ علم کا کوئی حصہ اُن کے پاس باقی نہ رہے گا اور وہ بالکل

Marfat.com

جاہل رہ جائیں گے اور علم کے ایک ذرہ پر بھی ان کا قبضہ نہ رہے گا۔) اس پر حضرت زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہم میں سے علم کیسے جاتا رہے گا جبکہ ہم نے قرآن پڑھ لیا ہے (اور علم قرآن میں موجود ہے) سو خدا کی قسم ہم لوگ خود بھی پڑھیں گے اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھی پڑھائیں گے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زیادہ تیری ماں تجھے روئے۔ میں تو تجھے مدینہ کے عالموں میں اور عقلمندوں میں شمار کرتا تھا۔ دیکھو یہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس بھی موجود ہے، پھر ان لوگوں کو ان سے کیا فائدہ ہوا؟ (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۲ حدیث ۵۱۳ ابواب العلم۔ اور ابن ماجہ شریف ص۲۰۸ حدیث ۴۰۴۴ باب الفتنہ میں دوسری سند سے بھی ہے)

جس طرح تورات اور انجیل ہوتے ہوئے انہوں نے شریعتِ موسیٰ علیہ السلام اور شریعتِ عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو غارت کر دیا اور کتابوں نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ اسی طرح ایک زمانہ ایسا آئے گا جن میں خود پرست، ضد پرست اور نفس پرست کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ قرآن و حدیث ہوتے ہوئے بھی شریعت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو غارت کر دیں گے اور قرآن و حدیث انہیں کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

آج یہی ہو رہا ہے۔ قرآنِ کریم موجود ہے۔ حدیثوں کی کتابیں موجود ہیں حنفی مذہب کے فقہاء کرام کی دلیلیں اور فتوے موجود ہیں۔ پھر بھی کفر، شرک اور بدعتوں میں تقریباً عام مسلمان ڈوبے ہوئے ہیں۔

قرآن المجید کے تیئسویں پارہ میں سورۂ زمر کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۹

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"نصیحت وہی لیتے ہیں جو عقلمند ہیں۔"

اے میرے عزیز دوست! ہدایت تو حقیقت میں وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کی ہدایت کے لئے اور شیطان کے پھندے سے بچانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور رسول پیدا کئے اور کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ ان کے علاوہ بے شمار قطب، ابدال، اولیاء اور علماء حق بھی پیدا کئے۔ پھر بھی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں تھی ان کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی کیونکہ جن لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہوتی ہے اُن کو جتنا بھی سیدھا سمجھایا جائیگا اتنا ہی وہ الٹا سمجھنے لگتے ہیں۔

میرے عزیز دوست! ہم کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے راہِ حق پر لانے کے لئے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر جم جانے کے لئے، جہالت سے بچانے کے لئے، شیطان کے پھندے سے چھڑانے کے لئے پیار اور محبت بھرے الفاظ سے ہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

قرآن شریف کے دوسرے پارے میں سورہ بقرہ کے پچیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۰۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

میرے عزیز دوستو! مزہ تو جب ہے کہ اسلام کے ہر ایک رکن پہ دل و جان

Marfat.com

سے خوشی کے ساتھ پوری طرح عمل کیا جائے۔ اور ہر اُس عمل کو چھوڑ دیا جائے جو شریعت کے خلاف ہو۔

افسوس! آج ہندوستان میں رہنے والے اکثر پیر اور مولوی صاحبان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ خود شریعت کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوڑ بیٹھے ہیں اور اپنے کانوں سے سُنا ہے کہ وہ لوگ اپنے وعظ میں گالیاں دیتے رہتے ہیں آپ ہی سوچئے کہ جن کے پیر اور مولویوں کی یہ حالت ہو تو اُن کے مرید اور مقتدیوں کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں۔

قرآن مجید کے چھبیسویں پارہ میں سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! نہ مَردوں کو مَردوں پر ہنسنا چاہیئے کیا خبر کہ (جس پر ہنستے ہیں) وہ اُن (ہنسنے والوں) سے خدا کے نزدیک بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیئے۔ کیا خبر کہ وہ اُن سے بہتر ہوں نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایکدوسرے کو بُرے لقب سے پکارو ایمان کے بعد گنہگاری بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں"

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے تو ہم میں سے اکثر لوگ تو روزہ دار ہوتے تھے۔ اور اکثر نہیں ہوتے تھے۔ لیکن نہ کوئی روزہ دار بے روزہ آدمی پر خفا ہوتا تھا۔ اور نہ کوئی بے روزہ آدمی روزہ دار پر خفا ہوتا تھا۔ بلکہ اُن کا خیال

Marfat.com

یہ تھا کہ اگر کسی میں (روزہ رکھنے کی) طاقت ہو اور اُس نے روزہ رکھا تو بہت اچھا کیا، اور اگر کوئی کمزور ہو اور اُس نے روزہ نہیں رکھا تو بہت اچھا کیا (ترمذی شریف، جلد اول صـ۱۴۱ حدیث ۶۳۳، ابواب الصوم)

میرے عزیز دوست! خوب سمجھ لے اور اپنے آپ کو ایمان کی کسوٹی پر کس لے پھر بتا کہ کسی کو گالیاں یا طعنے دینا، دوسروں پر ہنسنا، کسی کو حقیر سمجھنا ایمانداری نہیں ہے۔ بلکہ شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے +

(۶)

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

قرآنِ حکیم کے تیئیسویں پارہ میں سورہ صٰفّٰت کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں "

حدیث:۔ حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے بڑھ کر کوئی کلمہ نہیں ہے۔ اس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا (ابن ماجہ شریف صـ۵۶۶ حدیث ۳۷۹۵ باب الذکر)

اس کلمہ شریف کو جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں پھیلایا تو جس کو قبول کرنا تھا قبول کیا اور جس کو قبول نہیں کرنا تھا نہیں کیا۔ مگر ہم کو یہاں یہ بتانا ہے

Marfat.com

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں لاالٰہ الااللہ کہنے والے کے لئے کسقدر محبت تھی۔ اور عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنے والوں کے دل میں لاالٰہ الااللہ کہنے والوں کے لئے کتنی محبت ہے، اس کا فیصلہ آپ خود ہی کر لیجئے۔

حدیث:۔ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لاالٰہ الااللہ کہا اور اُن معبودوں کا انکار کر دیا جن کی خدا کے سوا پرستش (عبادت) کی جاتی ہے اُس نے اپنے مال وجان کو (مجھ سے) بچا لیا اور اس کے اقرار کی حقیقت کا حساب لینا خدا پر ہے (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۳۰ حدیث ۱۲ کتاب الایمان)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے اُس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک وہ لاالٰہ الااللہ نہ کہہ لیں۔ لیکن جب وہ لاالٰہ الااللہ کہہ لیں تو انہوں نے اپنی جان اور مال کو مجھ سے بچا لیا۔ مگر کسی شرعی حق کے بارے میں قصاص (یعنی بدلہ دینا) ہوگا اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے ذمّہ ہے۔ وہی اس کا حساب لے گا (ابن ماجہ شریف ص۵۸۶ حدیث ۳۹۲۱ باب الفتنہ، اور ترمذی شریف، جلد دوم ص۹۴ حدیث ۷۶۷ ابواب الایمان۔ اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ نمبر ۲۸ صفحہ نمبر ۴۲ حدیث ۱۸۱۵ باب المرتدین بھی ہے)

حدیث:۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ مجھے بتائیے اگر میں کسی کافر سے لڑوں، اور ہم خوب لڑیں۔ اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اُڑا دے پھر مجھ سے (ڈر کر

ایک درخت کی پناہ لے لے اور کہے کہ میں خدا پر (ایمان اور) اسلام لے آیا۔ اسکو اس اقرار کے بعد ماروں (یا نہیں؟) آپ نے فرمایا اس کو مت مارو۔ مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے۔ پھر کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسے ہرگز نہ مارو، اگر تونے اسے مار دیا تو وہ تیری جگہ شمار ہوگا جیسا کہ تو اس کے مارنے سے پہلے تھا، اور تو اس کی جگہ شمار کیا جائے گا جیسا کہ وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۶ ص ۲۰۳ حدیث ۱۱۸۲ کتاب المغازی)

حدیث:۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا، ہم (روانہ ہو کر) صبح ہی صبح قبیلہ جُہینہ کی آبادیوں کے قریب پہنچ گئے۔ میں نے ایک شخص کو جا پکڑا۔ اس نے فوراً لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا۔ میں نے اس کو نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد میرے دل میں افسوس پیدا ہوا کہ تو نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔ واپس پہنچ کر میں نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی تم نے اسکو مار ڈالا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے ہتھیاروں کے خوف سے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ اُس نے یہ کلمہ دل سے کہا تھا یا ہتھیاروں کے خوف سے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بار بار میرے سامنے یہ الفاظ دہراتے رہے۔ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج مسلمان ہوا ہوتا (صحیح مسلم شریف۔ جلد اول ص ۱۶ حدیث ۷۸ کتاب الایمان، اور صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۷ ص ۳۶۷ حدیث نمبر ۱۳۹۹

Marfat.com

باب الذکر۔ اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صلا سورہ انفال کے پانچویں رکوع میں)
صحیح مسلم شریف جلد پہلی ص۱۶ حدیث ۹۷ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ قیامت کے دن اے اُسامہ! تم اس کے لا الٰہ الا اللہ کا کیا جواب دوگے؟۔

حدیث:۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کی تلقین کرو۔ موت کے وقت جس نے اسے کہہ لیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس نے زندگی میں کہہ لیا؟ فرمایا اس کے لئے اور زیادہ واجب ہو گئی۔ قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ زمین اور آسمان اور ان کے درمیان کی اور ان کے نیچے کی تمام چیزیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دوسرے پلڑے میں رکھی جائے تو وہ ان سب سے وزن میں بڑھ جائے گا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ ص۵۶ سورہ مریم کے چھٹے رکوع میں)

حدیث:۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس اعتقاد پر وفات پائی کہ خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں ہے (یعنی مرتے وقت لا الٰہ الا اللہ کہا تو) وہ جنت میں داخل ہوگا (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۹ حدیث ۱۴۷ کتاب الایمان)

میرے عزیز دوست! اپنی زبان قابو میں رکھ۔ کسی کو بُرا کہنے سے چپ رہنا ہی بہتر ہے۔

Marfat.com

(۷)

محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرآن کریم کے چھبیسویں ۲۶ پارہ میں سورہ فتح کے چوتھے رکوع کے اندر آیت ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں"

اے میرے عزیز دوست! ساری دنیا میں ایک شخص بھی آپ کو ایسا نہیں ملے گا جو کلمہ طیبہ صدق دل سے یقین کے ساتھ پڑھنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی رکھتا ہو۔ مگر صرف محبت کام نہیں دے سکتی۔ شریعت پر عمل کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے لیکن آپ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان اور عمل نہیں تھا تو جنت سے محروم رہ گئے۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری کل اُمت جنت میں داخل ہوگی مگر جو انکار کریگا (وہ جنت میں داخل نہ ہوگا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا حضور! وہ کون ہے؟ (جس نے آپ کا انکار کیا) فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں داخل ہوگا

Marfat.com

اور جس نے میری (عملاً) نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا (اور وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ صہ ۱۰۵ حدیث نمبر ۲۱۴۱ کتاب الاعتصام)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس اُمت میں سے جو شخص بھی ہو، خواہ یہودی ہو یا نصرانی ہو، میری نبوت کی خبر پائے گا اور میری لائی ہوئی شریعت پر ایمان لائے بغیر مرجائے گا وہ جہنمی ہے۔ (صحیح مسلم شریف جلد اول صہ ۲۵ حدیث ۱۴۰ کتاب الایمان۔ تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صہ ۴ سورۂ ہود کے پہلے رکوع میں بھی ہے)

اوپر کی حدیثیں تو آپ نے اطاعت یعنی پیروی اور فرمانبرداری کے بارے میں سُنی۔ آیئے اب محبت کے بارے میں بھی حدیثیں سنئے۔

حدیث :- حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو سوائے میری جان کے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک تو مجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ سمجھے گا (تب تک) تیرا ایمان کامل نہ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضورؐ! بے شک اب آپ مجھ کو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اب اے عمر (تمہارا

Marfat.com

ایمان کامل ہوا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۷ ص۳۵ حدیث ۱۵۳۸، باب النذر)

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کوئی بندہ یا کوئی شخص اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جبتک میں اُس کی نظر میں اُس کے اہل وعیال، مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا نہ سمجھا جاؤں (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۱ حدیث ۱۶۹ کتاب الایمان۔ اور ابن ماجہ شریف ص۱۳ حدیث ۶۷ باب الرائے والقیاس)

میرے دوستو! نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کے حکم کی تابعداری دونوں باتیں ہونی چاہیئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جیسی محبت حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی ویسی ہی محبت آپ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنے کی بھی تھی۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے (اس کے ہاتھ سے) اتار کر پھینکدی اور فرمایا کیا کوئی شخص قصداً آگ کا انگارہ اٹھاکر اپنی ہتھیلی پر رکھ سکے گا؟ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے گئے تو اُس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالے اور اس سے نفع حاصل کر۔ اس شخص نے کہا جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا، میں اُس کو کبھی نہ اُٹھاؤں گا (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۲۰۱ حدیث ۷۴۵ کتاب اللباس)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں۔ اس حال میں کہ لوگ مقام قبا میں صبح کی نماز میں تھے (اور ان کے مُنہ بیت المقدس کی طرف تھے) کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر آج کی

Marfat.com

رات ایک آیت نازل کی گئی ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھیں۔ پس (اتنا سنتے ہی) سب لوگوں نے کعبہ کی طرف مونہہ کر لیئے، ورنہ اُن کے مونہہ شام کی طرف (یعنی بیت المقدس کی طرف) تھے، تو وہ کعبہ کی طرف پھر گئے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۲ صفحہ ۱۷۰ حدیث ۳۸۷ نماز کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! یہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مبارک پر عمل اب آپ بھی اگر اپنے آپ کو عاشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور حقیقت میں آپ سچے عاشق ہیں تو غصے کو، ضد کو اور نفسانیت کو چھوڑ کر اپنی ایمانداری کے ساتھ اِس کتاب کے ایک ایک مسئلہ پر خالص دل سے غور کرنا اور پھر انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا کہ سچ کیا ہے۔ میں آپ سے دولت نہیں مانگتا۔ صرف ایمانداری کے ساتھ انصاف مانگتا ہوں اور وہ بھی آپ کی بھلائی کے لئے کہتا ہوں کہ شریعت پر عمل کرو اور جہالت کو چھوڑ دو۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ اُس روز اُس کی حُرمت کا حکم نازل ہوا، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو مُنادی کر دینے کا حکم فرمایا۔ وہ منادی کرتا پھرتا تھا۔ ابو طلحہ نے مجھ سے کہا باہر جا کر تو دیکھ یہ کیسی آواز ہے؟ میں باہر آیا، میں نے سُنا کہ ایک شخص منادی کر رہا ہے خبردار ہو جاؤ۔ آج سے شراب حرام کر دی گئی۔ میں نے یہ ابو طلحہ سے کہا۔ اُنہوں نے کہا، جاؤ جو شراب رکھی ہے اُسے پھینک دو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس روز مدینہ کی تمام گلیوں میں شراب بہی بہی پھر رہی تھی (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۸ صفحہ ۲۶۹ حدیث ۱۴۲۲)

Marfat.com

سورہ مائدہ کی تفسیر میں۔ اور صحیح مسلم شریف، جلد دوم، صہ حدیث ۴۸۷
باب الاشربہ میں بھی ہے)

میرے محترم دوست! یہ لوگ تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے، جب سُنا کہ آج سے شراب حرام کردی گئی ہے تو جس کے ہاتھ میں تھی اُس کے ہاتھ میں ہی رہ گئی اور جس کے ہونٹوں پر تھی اُس کے ہونٹوں پر ہی رہ گئی اور جس کے مونہہ میں تھی اس کے مونہہ میں رہ گئی، حلق سے نیچے نہیں اُتری، حالانکہ اُن اصحاب کو اس قدر پیاری تھی کہ اسکے گیت گائے جاتے تھے اور گھروں میں شراب کے مشکوں کے مٹکے بھرے رہتے تھے مگر جب اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حُرمت کا اعلان کیا تو اُن تمام صحابہ کرام رضؓ نے جن جن کے گھروں میں شراب رکھی ہوئی تھی، مشکوں کے مٹکے اوندھے کردیئے اور تمام شراب پھینکدی۔ اس وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہتی پھر رہی تھی جیسے کہ برسات کا پانی گلیوں میں بہتا پھرتا ہے۔

قرآن مجید کے ساتویں پارہ میں سورہ مائدہ کے بارھویں رکوع کے اندر آیات نمبر ۹۰ تا ۹۱ تا ۹۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بُت اور پانسے یہ سب ناپاک کام اور اعمال شیطان سے ہیں، تم لوگ ان سے بچتے رہنا، تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب سے تمہارے اندر آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تم کو ان کاموں سے باز رہنا چاہیئے اور خدا کی فرمانبرداری اور رسولؐ کی پیروی کرتے رہو

Marfat.com

اور ڈرتے رہو۔ اور اگر منہ پھیرو گے تو جان لو کہ ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے ؎

افسوس! آج شراب کی بھٹیاں چل رہی ہیں تو مسلمانوں کی اور جوئے کے اڈے چل رہے ہیں تو مسلمانوں کے اور بت پرستی کے ٹھیکیدار ہیں تو مسلمان ہی، اور دعوے کرتے ہیں محبتِ رسول ؐ کا ۔

(۸)

کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

"نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"

یہ وہ کلمۂ پاک ہے جس کو صدقِ دل سے ایمانداری کے ساتھ جب کوئی شخص پڑھتا ہے تو کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔ اس کلمۂ پاک کے پڑھنے سے پہلے مشرک تھا پھر مسلمان ہو جاتا ہے پہلے جہالت میں تھا پھر شریعت میں آ جاتا ہے۔ پہلے گمراہ تھا پھر ہدایت یافتہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کلمۂ پاک کے پڑھنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں کس قدر عزت تھی اور ہمارے دل میں اس کلمۂ پاک کے پڑھنے والوں کے لئے کتنی عزت ہے۔ اس کا آپ خود ہی انصاف کر لینا۔

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے، آپؐ نے فرمایا اے معاذ بن جبلؓ! انہوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تیسری مرتبہ (ایسا ہی کہا پھر) آپؐ نے فرمایا کہ اے معاذ! جو کوئی اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر (جہنم کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں؟ تاکہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت (جبکہ تم خبر کر دو گے تو) لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور شریعت پر عمل نہیں کریں گے) معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بخوف گناہ بیان کر دی (کیونکہ حدیث کو چھپانا بھی گناہ ہے) (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۱ ص۹۵ حدیث ۱۲۴ کتاب العلم۔ اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱ حدیث ۱۸ کتاب الایمان میں بھی ہے

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ان سب لوگوں سے زیادہ بہرہ مند (یعنی کامیاب) آپ کی شفاعت سے کون ہوگا؟ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھے خیال تھا اے ابوہریرہ کہ تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا۔ اس لئے کہ میں نے تمہاری حرص حدیث (کے دریافت کرنے) پر

Marfat.com

دیکھ لی۔ سب سے زیادہ بہرہ مند میری شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جو اپنے خالص دل سے یا خالص جی سے لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ کہہ دے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول ص۳۲ حدیث ۹۷ کتاب العلم)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چُن کر الگ کر دے گا اور اس پر ننانوے دفتر گناہوں کے کھول دے گا۔ ہر دفتر اتنی اتنی دور تک ہوگا کہ جتنی دور تک نگاہ جاتی ہوگی۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمائے گا، کیا ان میں سے تجھے کسی (گناہ) سے انکار ہے۔ یہ تیرے سامنے تیرے نامۂ اعمال ہیں ان کو دیکھ لے، کیا میرے لکھنے والے محافظوں (یعنی کراماً کاتبین) نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے۔ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار (جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک لکھا ہے) پھر ارشاد ہوگا، اچھا تیرا کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار (میرا کوئی عذر نہیں) پھر فرمانِ الٰہی ہوگا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور یہ بالکل یقینی (بات) ہے کہ آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا اتنے میں ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اپنی میزان کے پاس حاضر ہو۔ وہ عرض کرے گا۔ الٰہی بھلا ان دفتروں کے مقابلہ میں اس پرچہ کی کیا حقیقت ہے؟۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا ہاں۔ آج تجھ پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے تمام دفتر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ پرچہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائیگا

Marfat.com

اور رکھے ہوئے دفتروں والا پلڑا اونچا ہوجائے گا اور پرچہ والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھی بھاری نہیں ہوتی۔

(ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۱ حدیث ۴۹۹ کتاب الایمان، اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ ص۴۱ سورہ انبیاء کے چوتھے رکوع میں بھی ہے۔ اور ابن ماجہ شریف ص۵۲۲ حدیث ۴۲۹۷ پرہیزگاری کے باب میں)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے قابل نہیں۔ پھر یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر سچا اعتقاد رکھتا ہو، اور خدا کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کسی قسم کا شک اور شبہ اس کو نہ ہو وہ مرنے کے بعد ضرور جنت میں داخل ہوگا (مختصر)

(صحیح مسلم شریف جلد اول ص۹ حدیث ۱۵ کتاب الایمان)

حدیث:۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس شخص نے خدا کو اپنا پروردگار، اسلام کو اپنا دین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مان لیا اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۰ حدیث ۱۹ کتاب الایمان)

اے عزیز دوست میرے! ایمان کے ساتھ ساتھ شریعت پر عمل کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جو لوگ عمل سے غافل ہیں قسمیا ایسے ہی لوگوں میں گمراہی اور بے دینی پھیل جاتی ہے۔ شیطان کے پھندے میں غافل لوگ ہی پھنستے ہیں، لیکن اللہ تع

Marfat.com

اسلام کے سوا اور کسی دین کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورہ آل عمران کے نویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" جو شخص اسلام کے سوا اور دین کو تلاش کرے، اس کا وہ دین قبول نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں نقصان پانیوالوں میں ہوگا۔

حدیث :۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مرتے وقت میری رسالت کی گواہی اور خدا کی وحدانیت کا صدق دل سے اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۵۶ حدیث ۳۷۹۴ باب الذکر میں)

اے میرے عزیز دوست! کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں۔ اول یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود، عبادت کے لائق جانو۔ اور بغیر عبادت کے اللہ کو ہم اپنا معبود نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے بندہ پر معبود کی عبادت ضروری ہے۔ دوسرا یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول جانے، یعنی رسالت کی گواہی دے، آپکی شریعت پر عمل کرے۔

Marfat.com

(۹)

مُسلمان کو مُسلمان سمجھنے کی حد

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے پہلے رکوع کے اندر آیت ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"

اگر توبہ کرلیں، نماز کے پابند ہو جائیں، زکوٰۃ دینے لگیں تو بے شک انکے راستے چھوڑ دو، ستاؤ نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دلیل لی تھی کہ لڑائی اس شرط پر حرام ہے کہ اسلام میں داخل ہو جائے اور اسلام کے واجبات بجا لائے اس آیت میں ارکانِ اسلام کو ترتیب وار بیان فرمایا ہے۔ اعلیٰ پھر ادنیٰ، پس شہادت کے بعد سب سے بڑا رکن اسلام میں نماز ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ نماز کے بعد جس کا نفع فقیروں، مسکینوں، محتاجوں کو پہنچتا ہے اور مخلوق کا زبردست حق جو انسان کے اوپر ہے وہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۰ صے ۳۲)

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے دوسرے رکوع کے اندر

Marfat.com

آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر یہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں"

میرے عزیز دوست! جو لوگ کفر اور شرک سے توبہ کرلیں اور نماز کے بھی پابند ہو جائیں اور ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی دیتے رہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ ہائے رے ہندوستان کی جہالت! آج تو کفر و شرک کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں، شریعت پر عامل ہیں۔ کفر و شرک اور بدعتوں سے بچے ہوئے ہیں، ان کو اسلام سے خارج اور وہابی سمجھتے ہیں۔

حدیث :- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دیں، پس جب یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنا خون اپنا مال بچالیں گے سوائے اسلامی حق کے (یعنی قصاص، دیت وغیرہ لیا جائے گا، باقی اندرونی حساب) اس کا اللہ کے حوالے ہے۔

(صحیح بخاری شریف، جلد اول پارہ اول صلا حدیث ۲۳ باب الوحی)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے کسی (مسلمان) بھائی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرالے کیونکہ وہاں (یعنی قیامت کے دن) روپیہ، اشرفیاں نہ ہوں گی۔ اس سے پہلے کہ اس کی نیکیاں اس کو دلائی جائیں، اور اگر اُس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو اسکے

Marfat.com

گناہ اس پر لادے جائیں گے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۷ صفحہ ۲۳۲ حدیث نمبر ۱۴۵۰ کتاب الرقاق)

میرے عزیز دوست! جب تیری نیکیاں اس شخص کو دلائی جائیں گی جس پر تو نے ظلم کیا تھا، اس کی غیبت کرتا تھا، لہابی، وہابی کہہ کر گالیاں دیتا تھا۔ اس دن تجھے یہ ساری باتیں یاد آئیں گی۔ اور اگر تیرے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس شخص کے گناہ تجھ پر لاد دیئے جائیں گے۔ تیری ہدایت کے واسطے کلام مجید اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی کام نہ دے سکیں تو تو ہی سوچ کہ تیری جہالت تجھے کہاں تک لے گئی ہے۔

حدیث :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان (کامل اور بہتر) وہ ہے جس کی زبان اور اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو (صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱ حدیث ۱۲۷ کتاب الایمان۔ صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول صفحہ ۸ حدیث ۹ باب الوحی۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۹۹ حدیث ۴۸۵ ابواب الایمان)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس کی تعریف کی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی کو تکلیف نہ ہو، اور ہم اپنی جہالت کی وجہ سے سچے مسلمانوں کو ستائیں، گالیاں دیں، لہابی، وہابی، گھڑے اور اس کے علاوہ نہ جانے کیا کیا حق پرستوں پر ٹائیٹل لگاتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان، حنفی اور عاشقِ رسول سمجھتے ہیں ۔۔۔!

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ آپس میں ایک دوسرے سے رشتہ اور دوستی کے ناطے نہ توڑا کرو اور نہ کوئی ایک دوسرے سے بھاگو اور نہ آپس میں دشمنی رکھو (تم) سب کے سب آپس میں اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے ملاقات اور گفتگو کرنا تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (ترمذی شریف۔ جلد اول ص۲ حدیث ۱۸۳۴ باب الاعتصام)

اے میرے عزیز دوست! یہ ہے شریعت جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں۔ اب ہماری جہالت کو دیکھیے کہ باپ اور بیٹے میں جدائی اور جھگڑے دو بھائیوں میں جدائی اور جھگڑے، ماں اور بیٹی میں جدائی اور جھگڑے، خاوند اور بیوی میں جدائی اور جھگڑے۔ جہاں دیکھو وہاں پر یہی بات چل رہی ہے کہ یہ وہابی ہو گیا ہے یہ پھر گیا ہے۔ اس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے۔ ارے جاہل اُس کا عقیدہ بگڑ گیا ہے تو تجھے تو کچھ نقصان نہیں۔ تو بیچارے اس غریب کو کیوں گالیاں دیتا ہے اور کیوں رشتے ناطے توڑنے کی دھمکیاں دیتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسکو چاہیئے کہ اپنے (ٹوٹے ہوئے) رشتوں کو ملائے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ ص۱۴۹ حدیث ۱۰۶۹ کتاب الآداب)

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہماری (طرح) نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا

Marfat.com

ذبیحہ کھائے تو وہی مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے تو تم اللہ کی خیانت اُس کے ذمہ میں نہ کرو (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ دوم ص۲۰۱ حدیث ۳۷۷ کتاب الصلوٰۃ)

میرے عزیز دوست! اگر شریعت پر عمل کرنا ہو تو مہربانی کر کے خدا اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو مان لو۔ آپ کے سامنے کلام مجید کی آیتیں اور حدیثیں موجود ہیں۔ اور اگر آپ پر نفسانیت سوار ہے۔ اور جہالت پر ہی اڑے رہنے میں ہی آپ کو لطف و مزہ آتا ہے تو آپ جانیں۔ ہمارا کام تو صرف سمجھانا ہے ہدایت کا دینا تو صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

حدیث:۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام مسلمانوں کا ایک ذمہ ہے۔ ان میں کا ادنیٰ شخص بھی اس کی پیروی کر سکتا ہے۔ پس جو شخص کسی مسلمان بھائی کی آبروریزی کرے اُس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی کوئی نفلی عبادت قبول ہو گی نہ فرض (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۲ ص۱۱۵ حدیث ۴۱۳ باب الجہاد)

اے دوست! اپنے خود کی فکر کر اور شریعت کا عامل بن جا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی فکر کرتے پھریں اور آپ خود ہی غفلت میں رہ جائیں۔

Marfat.com

(۱۰)

سلام کا جواب

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے گیارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو، یا اُن ہی الفاظ کو لوٹا دو"

میرے عزیز دوستو! آپ نے دیکھا بھی ہے کہ جہالت انسان کو کہاں تک لے جاتی ہے۔ آج ہندوستان میں اکثر جگہ پر ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو سلام کا جواب بھی نہیں دیتے۔ اور سلام کرنے والے سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ اب سنئے اس بارے میں فقہاء کرام کا فتویٰ۔

سلام کرنا سنت ہے اور جواب سلام کا واجب ہے
(عین الہدایہ جلد چہارم ص۴۲۵ کراہت کے بیان میں)

اگر سلام کا جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ سلام کا جواب دینا خدا کا حکم ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۴۲)

اپنے آپ کو دین کے پیشوا کہلانے والے بھی اکثر اس مصیبت میں مبتلا ہیں کہ سرِ عام واجب کو ترک کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو حنفی اور عاشقِ رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم سمجھتے ہیں۔

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُس وقت تک جنّت میں نہیں جاؤ گے جب تک کہ ایماندار نہ بنو گے۔ اور ایماندار اُس وقت تک نہیں بنو گے جب تک آپس میں محبت نہیں کرو گے۔ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جس پر عمل کرنے سے تم آپس میں محبت کرنے لگو، وہ بات سلام کو رواج دینا ہے (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۲ حدیث ۳۶ کتاب الایمان۔ ترمذی شریف جلد دوم ص۱۱ حدیث ۵۴۷، ابواب الآداب، اور ابن ماجہ شریف ص۲۳ حدیث ۱۷ رائے اور قیاس کے بیان میں بھی ہے)

ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کا اندھا پن دیکھیے نہ تو قرآن کریم کی آیتوں کو مانتے ہیں اور نہ تو حدیثوں کو اور نہ ہی حنفی مذہب کی معتبر کتابوں کو، پھر بھی اپنے آپ کو سنّت والجماعت سمجھتے ہیں۔

حدیث :- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے لیئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے ملنا جلنا (اور بات چیت کرنا) تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ جب دونوں ملیں تو یہ اِدھر مُنہ پھیر لے، وہ اُدھر مُنہ پھیر لے۔ ان دونوں میں اچھا وہ (آدمی) ہے جو پہلے سلام کرے۔

(ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۷ حدیث ۱۸۳۱، اعتصام کے بیان میں۔ صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ ص۲۷ حدیث ۱۱۶۰ اجازت لینے کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۳۱۸ حدیث ۸۵۳ ادب کے بیان میں بھی ہے)

Marfat.com

سلام تو کیا خاک کریں گے جواب بھی نہیں دیتے۔ جاہل جیب بھر و پیر، اور جاہل پیٹ بھر و مولوی اپنے مُریدا در معتقدیوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت والوں کو یا دیوبند کے عالموں کو یا اُن کے جاننے والوں کو تم لوگ سلام کروگے یا جواب دوگے تو کافر ہو جاؤگے۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔!

حدیث :- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی جب تم میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو سام علیکم کہتے ہیں (یعنی تم پر موت ہو) تم جواب میں (صرف) وعلیکم کہدیا کرو (یعنی تم پر ہو)
(صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۸ صفحہ ۷۲۲ حدیث ۱۸۱۸ مرتد کے بیان میں)

ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۵ حدیث ۱۵۷۲ سورہ مجادلہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جب تمہیں اہل کتاب سلام کریں تو جواب میں یوں کہو عَلَیْکَ مَا قُلْتَ (تجھ پر ہو جو تو نے کہا)

اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ کلمہ اُس وقت کہے جبکہ وہ سلام کے علاوہ کوئی بُرا کلمہ کہے۔ ورنہ اس کے سلام کا جواب سلام ہی سے دینا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

بعض علما کہتے ہیں کہ سلام کا جواب سلام ہی سے دینا چاہیئے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف عَلَیْکَ کہنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب دیکھیئے حنفی مذہب کے علماء دین کیا فرماتے ہیں۔

ذمیوں اور کُفّار کو جواب سلام دینے میں مضائقہ نہیں۔
(عین الہدایہ جلد چہارم صفحہ ۳۲۶ کراہت کے بیان میں)

Marfat.com

یہودی یا نصرانی یا مجوسی مسلمان کو سلام کریں تو اس کا جواب دینے میں مضائقہ نہیں (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّمختار جلد چہارم ص۲۲۹ باب الحظر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی بھی سلام کرے اسے جواب دو۔ چاہے وہ مجوسی ہو (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۱۲۷ سورہ نساء کے گیارھویں رکوع میں)

اے میرے عزیز دوست! بعض نفس پرست مسلمان ایسے بھی ہیں جو مسلمان بھائیوں کو آپس میں ملنے جلنے اور بات چیت کرنے سے بھی روکتے ہیں۔ سلام کرنے اور سلام کا جواب دینے سے بھی منع کرتے ہیں۔ حالانکہ یہی روکنے والے دوسری قوموں سے، غیر مسلموں سے بڑے مزے سے ملتے جلتے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھتے اٹھتے بھی ہیں۔ بات چیت بھی کرتے ہیں بعض جگہ تو کھاتے پیتے بھی دیکھے گئے ہیں، غرضکہ دنیا بھر سے یہ مسلمان یارانہ اور دوستی کرتے پھریں گے۔ لیکن اپنے مسلمان بھائیوں سے اسقدر دشمنی کہ سلام و کلام اور ملنے جلنے کی بھی مخالفت۔ یہ کوئی انصاف ہے؟

Marfat.com

(۱۱)

مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے تیرھویں رکوع کے اندر آیت ۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اور جو تم کو سلام علیک کرے (یعنی جو تم کو سلام کرے) تو تم اُسے نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے"

محکم بن جثامہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک چھوٹا سا لشکر اخسم کی طرف بھیجا۔ جب یہ لشکر بطنِ اخسم میں پہنچا تو عامر بن اضبط اشجعی اپنی سواری پر سارے اسباب کے چلے آرہے تھے۔ پاس پہنچکر انہوں نے سلام کیا۔ سب تو رُک گئے لیکن محکم بن جثامہ نے آپس کی بنا پر (یعنی نفسانی جھگڑے کی وجہ سے) اُس پر جھپٹ کر حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا اور اسباب لوٹ لیا۔ پھر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ عامر نے اسلامی طریقہ پر سلام کیا تھا۔ لیکن جہالت کی پہلی عداوت کے سبب سے محکم نے اُسے تیر مار کر ہلاک کر ڈالا۔ محکم اپنی دونوں چادریں اوڑھے ہوئے آئے اور رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے اس امید سے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعائے استغفار کر دیں گے لیکن آپؐ نے

Marfat.com

فرمایا، اللہ تجھے نہ بخشے یہاں سے یہ سخت نادم، شرمسار اور روتے ہوئے اٹھے۔ اپنی چادروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ سات روز بھی نہ ہوئے تھے کہ وہ مر گئے۔ لوگوں نے ان کو دفن کیا۔ لیکن زمین نے ان کی لاش باہر پھینک دی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی سے نہایت ہی بدتر لوگوں کو زمین سنبھال لیتی ہے لیکن خدا کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہیں مسلمان کی حرمت دکھلائے۔ چنانچہ اُن کی لاش کو پہاڑ پر ڈال دیا گیا اور اوپر پتھر رکھ دیئے گئے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صفحہ ۹۴ تیرھویں رکوع میں)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے کہا اے کافر تو (اُن) دونوں میں سے ایک ایسا ہی ہوگا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ صفحہ ۲۴۳ حدیث ۱۰۳۱ ادب کے بیان میں۔ صحیح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۳ حدیث ۴۵ کتاب الایمان۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۷۰ حدیث ۴۹۷ ایمان کے باب میں بھی ہے)

یعنی جس مسلمان کو کافر کہا گیا ہے وہ یقیناً کافر ہے جب تو کچھ حرج نہیں اور اگر وہ پکا مسلمان ہے تو اس کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔

میرے عزیز دوست! اگر کوئی شخص مرتے وقت کافر ہو کر مرا ہے تو وہ خدا کا بندہ ہے اور خدا اس کا مالک ہے جو چاہے کرے ہمیں اس میں کچھ دخل دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اگر مرنے والا پکا مسلمان ہو کر مرا ہے تو بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اب مرنے والا اسلام پر مرا یا کفر پر۔ وہ سوائے خدا

Marfat.com

کے اور کوئی نہیں جانتا۔ پس کسی کو کافر کہنے سے چپ رہنا ہی بہتر ہے۔
مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضمضم بن جوش یمامی سے کہا کہ اے یمامی! کسی شخص سے ہرگز یہ نہ کہنا کہ خدا تجھے نہ بخشے گا یا جنت میں داخل نہ کرے گا۔ یمامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ حضرت! ایسی باتیں تو ہم لوگ اپنے بھائیوں اور دوستوں سے بھی غصہ غصہ میں کہہ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خبردار! ہرگز نہ کہنا، سنو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں دو شخص تھے جن میں سے ایک تو عبادت میں بہت چُست اور مستعد تھا۔ اور دوسرا اپنی جان پر زیادتی اور گناہ کرنے والا تھا۔ اور دونوں میں دوستانہ اور بھائی چارہ تھا۔ عابد بسا اوقات اس دوسرے کو کسی نہ کسی گناہ میں دیکھتا تھا اور کہتا رہتا تھا اے شخص (گناہوں سے باز آ وہ جواب دیتا تو مجھے میرے رب پر چھوڑ دے۔ کیا تو مجھ پر نگہبان بنا کر بھیجا گیا ہے؟ ایک مرتبہ عابد نے دیکھا کہ وہ پھر کسی گناہ کے کام کو کر رہا ہے۔ وہ گناہ اُسے بہت بڑا معلوم ہوا تو کہا افسوس! تو توبہ کر لے۔ اُس نے وہی جواب دیا تو عابد نے کہا، خدا کی قسم خدا تجھے نہیں بخشے گا یا جنت نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روحیں قبض کر لیں۔ جب یہ دونوں خدا کے یہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس گناہ گار سے فرمایا، جا اور میری رحمت کی بنا پر جنت میں داخل ہو جا۔ اور اس عابد سے فرمایا کیا تجھے حقیقی علم تھا (کہ میں اسکو نہیں بخشونگا) کیا تو میری چیز (یعنی رحمت) پر قادر تھا؟ — اسے جہنم کی طرف لیجاؤ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اس نے ایک کلمہ زبان

Marfat.com

ہے ایسا نکال دیا جس نے اس کی دُنیا اور آخرت برباد کردی (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۴۲۵ سورہ نساء کے ساتویں رکوع میں۔ یہ حدیث کچھ حرفوں کی کمی کے ساتھ صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۸۶ حدیث ۹۰۶ کتاب الادب میں بھی ہے)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ایسے منافقوں کو اسلام سے خارج نہیں فرمایا جن کا نفاق اللہ تعالیٰ کی وحی سے معلوم تھا (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۱۱۵ مقدمہ میں)

مجھے ان فرقہ پرستوں پر بڑا افسوس ہوتا ہے کہ سچے مسلمان اور دین کے مبلغوں کو کافر کہتے ہیں اور جو اُن کو کافر نہ کہے ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ ہماری جہالت کی بھی کوئی حد ہے!۔

حدیث:۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ تھا اور لوگ اسے حمار (یعنی گدھا) کہتے تھے۔ یہ شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ نے اس کو شراب پینے پر مارا بھی تھا۔ پھر ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پکڑا ہوا آیا (کیونکہ اس نے شراب پی تھی) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو پھر مارنے کا حکم دیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ! اس پر لعنت کرکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (یہ شراب پیا ہوا) لایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لعنت مت کرو۔ قسم خدا کی میں جانتا ہوں کہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۷ ص۳۸۳ حدیث ۱۶۸۱ حدود کے بیان میں)

Marfat.com

اکثر باتیں یا عمل ایسے ہوتے ہیں کہ اُن پر کفر کا فتویٰ ہوتا ہے
لیکن یاد رہے کہ وہ فتویٰ صرف اس فعل پر ہوتا ہے نہ کہ انسان
پر۔ یعنی وہ کام کفر کا ہوتا ہے لیکن وہ کافر نہیں ہوتا (عین الہدایہ
جلد اول ص۷۹ عقائد کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اور کافر کے درمیان میں نماز سے فرق ہوتا ہے (ابنِ ماجہ شریف ص۱۷۳ حدیث نمبر۱۰۹۰ نماز کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اور ان لوگوں کے درمیان میں نماز کا عہد ہے جس شخص نے نماز کو ترک کیا اُس نے کفر کیا (ابنِ ماجہ شریف ص۱۷۳ حدیث ۱۰۹۱ نماز کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک اور اسلام میں صرف نماز کا فرق ہے۔ لہذا جس شخص نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے شرک کیا (ابنِ ماجہ شریف ص۱۷۳ حدیث ۱۰۹۲ نماز کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے اور کفر کے درمیان صرف ترکِ نماز کا فرق ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۹۸ حدیث ۵۸۱ ایمان کے بیان میں۔ اور صحیح مسلم شریف، جلد اول ص۱۴۱ حدیث ۱۴۳ کتاب الایمان میں بھی ہے)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ نماز کو قصداً چھوڑ دینا کفر ہے۔ اللہ کے کلام میں بھی یہی ہے۔

قرآن شریف کے اکیسویں پارہ میں سورہ روم کے چوتھے رکوع کے اندر آیت ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"قائم رکھو نماز کو اور نہ ہو جاؤ شرک کرنے والوں میں سے"

مگر آج ہزاروں مسلمان ایسے موجود ہیں جو نماز نہیں پڑھتے ہیں لیکن ہم انہیں کافر نہیں کہتے کیونکہ اس کی آخرت کا حال خود خدا جانتا ہے، ہمیں کیا معلوم کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں

حدیث:۔ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندے کی اس چیز پر نظر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن کو کافر کہا وہ بھی اس کے قاتل کی طرح ہے۔ اور جس نے کسی چیز سے خود کشی کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اسی چیز سے عذاب دے گا جس سے اس نے خودکشی کی ہوگی (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ حدیث ۴۹۶۔ ابواب الایمان)

کسی کو کافر کہنے کے مسائل میں مختار یہ ہے کہ کہنے والے نے اگر اس کو برا کہنے کی نیت سے (کافر کہا) اور اسے کافر اعتقاد نہیں کیا ہے تو (کہنے والا) کافر نہیں ہے اور اسکو کافر اعتقاد کر کے اپنے اعتقاد کیساتھ اس کو (کافر) کہا ہے تو (کہنے والا خود) کافر ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم صفحہ ۵۸۵ مرتد کے باب میں)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے اسلام کی اچھائی اور عمدگی میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ فضول (باتوں کو) اور لغو (یعنی بیکار) چیزوں کو ترک کر دے (مختصر)
(ترمذی شریف جلد دوم ص۳۹ حدیث ۱۷۹ زہد کے بیان میں)

ہمارے ہندوستان میں بعض جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ اپنے دین کی اچھائی اسی میں سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو کافر کہیں اور لوگوں کی زبان سے کافر کہلائیں گالیاں اور طعنے دیں، دوسروں کا مذاق اڑائیں۔ ان کی بے عزتی کریں۔ انکی آبرو ریزی کریں، ان پر لوگوں کو ہنسائیں۔ ان کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیں۔ انکے وعظ بند کرائیں وغیرہ

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو (صحیح بخاری شریف جلد اول، پارہ اوّل، ص۸ حدیث ۹ باب الوحی۔ صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۰ حدیث ۲۴ کتاب الایمان میں دوسری سند سے ہے۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص۹۹ حدیث ۴۸۸ ایمان کے بیان میں بھی دوسری سند سے ہے)

میرے عزیز دوست! ہمارے بعض مسلمان بھائی تو آج کل پکا مسلمان اس کو سمجھتے ہیں جو دوسرے مسلمان بھائیوں کو تکلیف دینے میں کسر باقی نہ رکھتا ہو مولوی اس کو سمجھتے ہیں جو وعظ میں گالیاں بکے۔ اور پیر اس کو سمجھتے ہیں جو ہمارے آپس کے اندر جھگڑے اور نا اتفاقی پیدا کرا دے۔

(۱۲)

کافر کو بھی اسے کافر کہنا مکروہ ہے

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے انیسویں رکوع کے اندر آیت ۱۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو کافر اپنے کفر میں ہی مرجائیں اُن پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے"۔

جو لوگ کفر کریں اور توبہ نصیب نہ ہو اور کفر ہی کی حالت میں مرجائیں۔ اُن پر خدا کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ یہ لعنت اُن پر چپک جاتی ہے اور قیامت تک ساتھ رہتی ہے۔ اور پھر دوزخ کی آگ میں لیجائے گی۔ اور عذاب میں ہمیشہ ساتھ رہے گی۔ نہ تو عذاب میں کمی ہوگی اور نہ اُس سے پناہ ملے گی۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے سخت سے سخت عذاب ہوتے رہیں گے (تفسیر ابن کثیر، دوسرا پارہ ص ۱۶)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کافر کو ٹھہرایا جائیگا پھر اُس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے گا۔ پھر فرشتے پھر تمام لوگ۔

کافروں پر لعنت بھیجنے کے مسئلے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ مگر کسی متعین کافر پر (یعنی کسی ایک کافر کا نام لے کر) لعنت بھیجنے کے بارے میں علماء کرام کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جائز نہیں اسلئے کہ اسکے مرنے کی کسی کو خبر نہیں (کہ مسلمان ہو کر مرے گا

Marfat.com

یا کافر ہو کر مرے گا (تفسیر ابن کثیر دوسرا پارہ صلا)

کافر کو اے کافر یا اے فاسق یا اے مشرک کہنا مکروہ ہے۔

(عین الهدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۸۶ کراہت کے باب میں)

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔
ہمارے حنفی مذہب میں کافر کو بھی اے کافر کہنا منع ہے۔ تو پھر ایک مسلمان کو کافر کہنا اور لوگوں سے کہلوانا کیسے جائز ہوگا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارے زمانے میں اکثر لوگ فساد، بغض، عناد اور فرقہ پرستی کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اپنی پیٹ بھرائی کے لیے دوسروں کو لہابی، وہابی، بدعتی، گمراہ، کافر، غیر مقلد وغیرہ وغیرہ کہتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگ نفس پرست ہوتے ہیں۔ ان کو مذہب کا اور مسلمانوں کی بربادی کا کچھ بھی خیال نہیں ہوتا۔ اور جہاں پر اُن کے وعظ ہوتے ہیں وہاں پر سوائے آگ لگانے کے اور لوگوں کو لڑانے کے اور کچھ بھی نصیحت نہیں ہوتی۔ اُن کی دی ہوئی بری تعلیم کی وجہ سے اُن کے جاہل مُرید اور جاہل مقتدی سرے عام یعنی کھلم کھلا حق پرستوں کو فاسق، فاجر، کافر، مرتد، گمراہ، بے دین، وہابی، کھرّا، پھرا ہوا کہہ کر اسلام سے خارج کرنے کو دینی کام اور آخرت کے لئے نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نفس پرستوں کو ہدایت دے۔ اور اگر ان لوگوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ اُمت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے فتنوں سے بچائے (آمین)

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا الٰہی! ابوسفیان پر لعنت بھیج۔ الٰہی۔

Marfat.com

حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ الٰہی! صفوان بن اُمیہ پر لعنت بھیج (ترمذی شریف جلد دوم ۱۶۶ حدیث ۸۶۳ سورہ آل عمران کی تفسیر میں)

یہ بات جنگِ اُحد کے دن کی ہے۔ اُس روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو چوٹ بھی لگ گئی تھی۔ اور ایک دانت مبارک بھی شہید ہوگیا تھا۔ اس وقت ان تین آدمیوں کا نام لے کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی تو اسی وقت اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی (قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے تیرھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲۸ میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

"اے پیغمبر! تمہارے اختیار میں کچھ نہیں۔ خدا چاہے تو اسکی توبہ قبول کرے، چاہے تو عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی لعنت کرنے سے روک رہا ہے۔

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورۂ انبیاء کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

"اور ہم نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو سارے عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

اے میرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم آپ تو سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ کو زیبا نہیں کہ کسی پر لعنت بھیجیں کیونکہ اگر میں چاہوں تو ان کی توبہ قبول کروں اور چاہوں تو عذاب کردوں کیونکہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، ظلم کر رہے ہیں۔ سچوں کا سامنا کر رہے ہیں۔ لڑتے ہیں اور آپ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر چوتھا پارہ ۲۳)

Marfat.com

ترمذی شریف جلد دوم ص۱۶۶ حدیث ۸۶۳ میں لکھا ہے کہ جن لوگوں پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی تھی وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا (یعنی پکے مسلمان ہو کر دنیا سے رحلت پائی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لعنت کرنے سے روک دیا تو پھر ہماری اور آپ کی کیا ہستی ہے کہ ایک دوسرے کو دنیاوی جھگڑوں کے لئے مذہب کو آڑ بنا کر کافر کہتے پھریں۔ بہتر یہی ہے کہ ہم ایسی باتوں سے رک جائیں اور توبہ کر لیں۔

اے عزیز دوست میرے! اللہ تعالےٰ جس کو چاہے ہدایت دے جس کو چاہے گمراہ کرے ہمیں کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر ہم خود حق پر ہیں تو ہمارا کام ہے دوسروں کو نصیحت کرنا بے چارے غریب، ان پڑھ اور بھولے بھالے مسلمانوں کو آپس میں لڑانا، گالیاں دینا اور دوسروں سے دلوانا۔ میرے بھیا - یہ ہمارا کام نہیں ہے۔

حدیث :- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام آدمیوں میں سب سے زیادہ نفرت اور عداوت اللہ تعالیٰ کو اس آدمی سے ہے جو بڑا جھگڑالو ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۶۱ حدیث ۸۳۵، سورہ بقرہ کی تفسیر میں۔

اور صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۹ ص۵۵۲ حدیث نمبر ۲۲۶۷ قصاص کے بیان میں بھی ہے)

Marfat.com

میرے دوستو! جھگڑنا بند کر دو۔ یہ جو ہندوستان میں بعض لوگوں کی طرف سے کفربازی کے فتووں کے مشین گن چل رہے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اصل بات ان لوگوں کی نفسانیت ہے۔

> اگر کسی یہودی یا مجوسی سے کہا کہ اے کافر تو گنہگار ہوگا اگر اُس پر (اس کا کہنا) گراں گزرے (فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم صفحہ ۲ کراہت کے باب میں)

میرے عزیز دوست! کافر کا لفظ ایسا بُرا ہے کہ اگر کافر کو بھی اے کافر کہہ کر بلایا جائے تو یقیناً اُسے بھی بُرا معلوم ہوگا۔ اس لئے کسی کافر کو بھی کافر کہنا مکروہ ہے۔ کیونکہ کسی بھی انسان کے مرتے دم کی خبر تو اللہ ہی کو ہے کہ وہ ایمان پر مرا ہے یا کفر پر مرا ہے۔

یہ ساری آیاتِ شریفہ اور احادیثِ کریمہ نیز حنفی مذہب کی معتبر کتابوں کے فتوے آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ خود ہی انصاف سے فیصلہ کریں کہ ایک مسلمان کو کافر کہنا اور لوگوں سے جبراً کسی کو کافر کہلوانا اور جو کافر نہ کہے اس کو بھی کافر سمجھنا کس قدر جہالت ہے؟۔

Marfat.com

(۱۳)

خاتمہ کی خبر خدا ہی کو ہے

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورۂ آل عمران کے تیرہویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ کا ہے وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عذاب کرے۔ اللہ پاک بخشنے والا بڑا مہربان ہے"

میرے عزیز دوست! زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب کا خالق و مالک اور رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ ہمیں کسی بات میں کچھ اختیار نہیں ہے وہ جس کو چاہے عذاب کرے اور جس کو چاہے بخش دے، ہمیں تو صرف اتنا حکم ملا ہے کہ کوئی مسلمان بھائی شریعت کے خلاف کام کرتا ہو تو اس کو نرمی سے، اخلاص سے، پیار سے، محبت سے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ وہ مان لے تو اچھی بات ہے اور اگر نہ مانے تو اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا مانگنی چاہیئے۔ اس کو کافر، فاجر، فاسق، منافق لہابی، وہابی، گمراہ، کھوٹا، پھرا ہوا کہنے سے یا گالیاں اور طعنے دینے سے کوئی انسان ہدایت پر نہیں آسکتا اور ہمیں ایسا کرنا اور دوسرے لوگوں سے کرانا جائز بھی نہیں ہے کیونکہ اس شخص کا حقیقی علم ہمیں نہیں ہے کہ وہ مرتے وقت ایماندار ہو کر مرے گا، یا

Marfat.com

کافر ہو کر مرے گا۔!

بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں اور مرتے وقت اللہ کے فضل و کرم سے ایماندار ہو کر مرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے کام کرتے رہتے ہیں اور مرتے وقت کافر ہو کر مرتے ہیں میری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے رحم و کرم سے ہم کو اور ہمارے عام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو بُری موت سے بچا کر ایمان کے ساتھ دُنیا سے اُٹھائے (آمین)

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ فرمایا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رکھ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ جو کچھ (خدا کی طرف سے) لائے اس پر بھی ایمان لائے تو کیا ہم لوگوں کے بارے میں (دین سے پھر جانے کا) آپ اندیشہ رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ سب لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے (ترمذی شریف، جلد دوم ص۲ حدیث ۹ تقدیر کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور مشرکوں سے مقابلہ ہوا اور دونوں طرف والوں نے خوب جنگ کی۔ پھر جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے لشکرگاہ میں لوٹ کر گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص تھا جو کافروں کا کوئی بھاگا ہوا آدمی بھی نہ چھوڑتا تھا، اس کے پیچھے جاتا اور اُسے اپنی

Marfat.com

تلوار سے مار دیتا۔ تو سہل رضؓ نے کہا کہ آج ہماری طرف سے کوئی شخص ایسا نہیں لڑا جیسا فلاں شخص لڑا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آگاہ رہو وہ شخص اہلِ جہنم میں سے ہے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہوں گا چنانچہ وہ اس کے ساتھ رہا جہاں کہیں وہ کھڑا ہوا وہیں یہ بھی کھڑا رہا۔ اور جب وہ دوڑا تو یہ بھی اُس کے ساتھ دوڑا۔ سہل کہتے ہیں پھر وہ شخص سخت زخمی ہو گیا تو اُس نے مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر ٹکا کر اور اس کی نوک اپنے سینے کے بیچ میں رکھ دی، پھر اپنی تلوار پر جھک پڑا، اور اپنے آپ کو قتل کر ڈالا (یعنی خود کشی کرلی) پس وہ شخص رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا جس کی نسبت آپ نے ابھی فرمایا کہ یہ اہلِ جہنم میں سے ہے اور لوگوں نے اس کو بہت سخت سمجھا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں اطمینان کرائے دیتا ہوں چنانچہ میں اس کی نگرانی میں نکلا، بالآخر وہ شخص سخت زخمی ہو گیا۔ پھر اُس نے مرنے میں جلدی کی اور اپنی تلوار سے خود کشی کرلی۔ پس رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا کہ ایک آدمی ظاہر میں اہلِ جنت کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ آخرکار اہلِ دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی ظاہر میں دوزخ والوں کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ آخرکار جنت والوں میں سے ہوتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد دوم۔ پارہ ۱۱ ص۴۵ حدیث ۱۵۵، جہاد کے بیان میں۔ اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص۲۰ حدیث ۹۷ کتاب الایمان میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے

Marfat.com

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق اور مصدوق تھے کہ تم میں سے ہر شخص کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں تمام کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی زمانے تک خون رہتا ہے۔ پھر اتنے ہی دنوں تک گوشت رہتا ہے۔ پھر اللہ فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اس کا عمل، اس کا رزق، اور اس کی عمر لکھ دے اور (یہ بھی لکھ دے کہ) نیک ہے یا بد پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ پس بے شک تم میں سے کوئی شخص (ایسے) عمل کرتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان میں صرف ایک گز (کا فاصلہ) رہ جاتا ہے۔ پھر اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور دوزخیوں کے عمل کرنے لگتا ہے اور کوئی شخص (ایسے) عمل کرتا ہے کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان میں صرف ایک گز دور رہ جاتا ہے۔ پھر اس پر خدا کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت کے کام کرنے لگتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ صـ ۱۲۳ حدیث ۴۲۹ پیدائش کے باب میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صـ ۲ حدیث ۵ تقدیر کے بیان میں بھی ہے)

حدیث:۔ ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ہزارہا پھر ہزارہا برس تک خدا کے یہاں مومن لکھا رہتا ہے لیکن مرتا ہے اس حال میں کہ خدا اس پر ناراض ہوتا ہے اور بندہ خدا کے یہاں ہزارہا سال تک کافر لکھا رہتا ہے پھر مرتے وقت خدائے تعالیٰ اس سے خوش ہوجاتا ہے (تفسیر ابن کثیر، پارہ ۲۹ صـ ۱۴ سورہ قلم کے پہلے رکوع میں)

اے عزیز دوست میرے! ان حدیثوں کو مدنظر رکھ کر ہمیں چپ رہنا ہی

بہتر ہے۔ ہماری نظروں سے اگر ہم کسی کو کافر سمجھیں تو یہ ہماری نفسانیت اور جہالت ہے کیونکہ کسی کے مرتے وقت کی خبر ہم کو نہیں ہے کہ وہ مرنے والا ایمان پر مرا ہے یا کفر پر ۔

(۱۴)

توبہ

قرآن شریف کے پانچویں پارہ کے اندر سورۂ نساء کے سولہویں رکوع میں آیت نمبر ۱۱۰ کے اندر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو شخص کوئی برا کام کر بیٹھے یا اپنے حق میں ظلم کر لے پھر خدا سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو بڑی رحمت والا، بڑی مغفرت والا پائے گا۔"

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص نے گناہ کیا اور کہا اے اللہ میرے گناہ کو بخش دے تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور وہ جانتا ہے اس کا ایک پروردگار ہے جو گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا۔ اسی طرح تین بار کہا (مختصر) (صحیح مسلم شریف جلد دوم صہ ۲۰۵ حدیث ۱۰۲۴ توبہ کے بیان میں

Marfat.com

اور صحیح بخاری شریف، جلد تیسری پارہ ۳۰ صفحہ ۷۷۴ حدیث ۲۲۷۵ توحید کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے بخدا میں ایک دن میں اللہ سے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار اور توبہ کرتا ہوں (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ صفحہ ۲۸۷ حدیث ۱۲۳۰ دعا کے بیان میں)

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورہ مریم کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہاں۔ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کا ذرا بھی نقصان نہ کیا جائے گا"۔

حدیث:۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں (یعنی بنی اسرائیل) میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے ۹۹ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اُس نے لوگوں سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ اُس کو ایک راہب کا پتہ دیا گیا۔ وہ شخص اُس عابد کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ میں نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ جواب میں عابد نے کہا کہ نہیں (ہو سکتی) یہ سُن کر اُس نے عابد کو بھی مار ڈالا۔ اور پوری سو کی تعداد کر لی۔ اس کے بعد اس نے پوچھا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟۔ اُس کو ایک عالم کا پتہ دیا گیا۔ اس نے اُس کے پاس پہنچ کر کہا۔ میں نے سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ اُس عالم نے کہا ہاں (ہو سکتی ہے) تمہارے

Marfat.com

اور تمہاری توبہ کے درمیان کوئی چیز بھی حائل نہیں ہو سکتی۔ تم فلاں بستی میں جاؤ وہاں تم کو کچھ لوگ خدا کی عبادت کرتے ہوئے ملیں گے۔ تم بھی اُن کے ساتھ خدا کی عبادت کرو، اور اپنی بستی میں واپس آجاؤ۔ چنانچہ وہ شخص اس بستی کی طرف روانہ ہوگیا۔ ابھی آدھا راستہ بھی طے نہ ہوا تھا کہ موت نے اس کو پکڑ لیا۔ اس کی موت کے بعد رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کر کے خدا کی طرف متوجہ ہو کر آیا ہے (اس لئے اس کی روح کو ہم لے جائیں گے)، عذاب کے فرشتوں نے کہا اس شخص نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا (اس لئے اس کی روح کو ہم لے جائیں گے) آخر ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں (ان کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے) آیا۔ اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں نے اسکو اپنا حکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لیا۔ اُس نے کہا کہ دونوں طرف کی زمینوں کو ناپو، جدھر کا راستہ اس شخص کے قریب ہو اُس کو اُسی کی جانب شمار کر لو (یعنی اگر وہ جگہ اس شخص سے قریب ہے جہاں سے یہ چلا ہے تو یہ گنہگار ہے، اس لیے نیکی کا مقام اس سے دور ہے۔ اور اگر وہ مقام قریب ہے جدھر وہ جا رہا تھا تو پھر یہ گنہگار نہیں ہے۔ اس لئے کہ گناہ کے مقام سے دور اور نیکی کے مقام کے قریب پہنچ گیا ہے۔)

چنانچہ زمین کو ناپا گیا تو اس جگہ کو قریب پایا گیا جدھر کو وہ جا رہا تھا، اور رحمت کے فرشتوں نے اُس کی روح کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ جب اس شخص کو موت نے پکڑ لیا تھا تو وہ سینے کے بل (یعنی گھسٹتے ہوئے) کچھ آگے بڑھ گیا تھا۔ تاکہ وہ اُس مقام کے قریب ہو جائے جہاں وہ جا رہا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب زمین کو ناپا گیا تو عبادت گزار لوگوں کی آبادی کا فاصلہ صرف ایک بالشت قریب تھا۔ اس لئے اس کو نیک آدمیوں کی آبادی

Marfat.com

میں شمار کر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب اس شخص کو درمیان راہ میں موت آ گئی تو خدا نے زمین کو حکم دیا کہ وہ زمین جدھر سے وہ آرہا تھا دور ہو جائے اور وہ زمین جدھر وہ جا رہا تھا قریب ہو جائے (صحیح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲ حدیث ۱۰۲۹ توبہ کے بیان میں۔ اور صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۴ صفحہ ۱۸۵ حدیث ۶۸۱ بنی اسرائیل کے بیان میں)

اے میرے عزیز دوست! دیکھا توبہ کا پھل کہ اس کے زندگی بھر کے گناہ بخش دیئے گئے۔ وہ ڈاکو تھا، لٹیرا تھا، قاتل تھا، سب کچھ تھا، لیکن دل میں ندامت آئی اور وہ دل کے ساتھ اپنے مالک کی طرف جھک پڑا تو رحمت خداوندی نے اس کو اپنے دامن میں لے لیا۔ خدا کی رحمت تو بندے سے بہت قریب رہتی ہے لیکن ہم اس سے دور بھاگ رہے ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت۔

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ میں سورۂ زمر کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو جاؤ۔ بالیقین اللہ تعالیٰ (تمہارے) سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ واقعی وہ بڑی بخشش اور بڑی رحمت والا ہے۔"

اس آیت میں تمام نافرمانوں کو گو وہ مشرک و کافر ہوں توبہ کی دعوت دی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ خدا کی ذات غفور رحیم ہے۔ وہ ہر تائب کی توبہ قبول کرتا ہے۔ ہر جھکنے والے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ توبہ کرنے والے کے اگلے گناہ بھی معاف

Marfat.com

فرما دیتا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی ہوں، کبھی کے ہوں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ص۱۰)

قرآن مجید کے انیسویں پارہ میں سورہ فرقان کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جس نے توبہ کی اور ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور خدا تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے"

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، گناہ کے بدلے ثواب کے کام کرنے لگے شرک کے بدلے توحید پر جم گئے۔ بدکاری کے بدلے پاکدامنی حاصل ہوئی، کفر کے بدلے اسلام ملا۔ ایک معنی تو اس آیت کے یہ ہوئے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلوص کے ساتھ اُن کی جو توبہ تھی، اُس سے خوش ہو کر اللہ عزوجل نے ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ یہ اس لئے کہ توبہ کے بعد جب کبھی انہیں اپنے گناہ یاد آتے تھے تو انہیں ندامت ہوتی تھی، یہ غمگین ہو جاتے تھے، شرمانے لگتے تھے اور استغفار کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے گناہ اطاعت سے بدل دیئے گئے۔ گو وہ اُن کے نامۂ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھے ہوئے تھے۔ لیکن قیامت کے دن وہ سب نیکیاں بن جائیں گے۔ تفسیر ابن کثیر پارہ انیس ۱۹ صفحہ بیس ۲۰)

میرے عزیز دوست! رحمت خداوندی کے تو خزانوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں لینے والا چاہیئے۔ توبہ کرنے والا چاہیئے۔ آج تک جتنے بھی گناہ کئے ہوں سب نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے۔ نمازیں چھوڑ کر جتنے گناہ کمائے، جوا کھیل کر جتنی بُرائی کمائی شراب و کباب میں پروردگار کی جتنی نافرمانی حاصل کی، اور بھی جتنے کالے کرتوت کئے

Marfat.com

توبہ کر کے سب نیکیوں سے بدل دیئے جائیں گے۔ جتنی چوریاں کیں، جتنی بے ایمانی کی جتنے حق مارے، جتنے ظلم کئے، جتنے رنڈی بھانڈ نچائے، جتنے عرس وقوالی میں گناہ کمائے وہ سب توبہ کرنے سے نیکیوں میں بدل جائیں گے۔ جتنا مسلمانوں کو ستا کر انہیں مار پیٹ کر، انہیں گالیاں دے کر، انہیں طعنے دے کر، ان کا مذاق اڑا کر اُنہیں اسلام سے خارج بنا کر، انہیں کافر و فاجر کہہ کر، انہیں فاسق ومنافق بتلا کر، انہیں وہابی، لہابی، بے ایمان، بے دین، غیر مقلد، کھرّا، پھرا ہوا، کے خطاب دے کر پروردگار کا غصہ کمایا ہے توبہ کر کے صحیح دین پر آجاؤ۔ وہ غصہ غفور رحیم کی رضامندی اور رحمت میں بدل جائے گا۔ قرآن وحدیث سے منہ موڑ کر۔ انبیاء اولیا، غوث، قطب، ابدال اور علماء حق کے راستے کو چھوڑ کر، جتنی بھی رسمیں اور بدعتیں کر کے، ڈھول، تاشے، تابوت بنا کر جیب بھرو پیروں کو اور پیٹ بھرو مولویوں کو اپنا پیشوا بنا کر جتنے بھی کفر وشرک اور جہالت کے بدترین گناہ کئے ہیں وہ سب توبہ کر کے شریعت محمدیہ پر آجانے کے بعد نیکیوں میں بدل جائیں گے مختصر یہ کہ بندہ اگر اپنے گناہوں میں سر سے پاؤں تک ڈوبا ہوا ہو اور چاہے دن کی روشنی میں کھلے ہوئے اور رات کی اندھیریوں میں چھپے ہوئے گناہوں کی تعداد زمین سے آسمان تک یا مشرق سے مغرب تک پھیلی ہوئی ہو۔ اور اس حالت میں بھی اپنی جہالت چھوڑ کر توبہ کر کے شریعت پر آجائے تو یقیناً پروردگار اپنی بے شمار رحمتوں کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہونے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اگر پھر بھی میرے عزیز توبہ کی توفیق نصیب نہ ہو تو اس سے بڑی ناکامی اور اس سے بڑی بدقسمتی اور جہالت کیا ہو سکتی ہے؟ —

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جانتا ہوں اُس شخص کو جو سب کے بعد جنت میں جائے گا اور سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا وہ شخص وہ ہے جو قیامت کے دن خدا کے دربار میں لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اس کے صغیرہ (یعنی چھوٹے چھوٹے) گناہ اس کے سامنے پیش کرو، اور اس کے کبیرہ (یعنی بڑے بڑے) گناہ علیحدہ (چھپا کر) رکھو۔ چنانچہ صغیرہ گناہ اُس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور پوچھا جائے گا۔ فلاں فلاں دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا اور فلاں فلاں دن تو نے یہ کام کئے تھے؟۔ وہ انکار نہیں کرسکے گا اور کہے گا ہاں (میں نے یہ گناہ کئے تھے) لیکن کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ پھر اُس سے کہا جائے گا تیرے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ یہ سُن کر وہ عرض کرے گا پروردگار میں نے کچھ اور (گناہ کے بڑے بڑے) کام بھی کئے تھے جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا (پہلے تو ظاہر ہونے سے ڈر رہا تھا اور اب اس نیت سے کہہ رہا ہے کہ شاید ان گناہوں کے بدلے میں بھی نیکیاں مل جائیں تو اچھا ہے) اس بات کو بیان کرتے ہوئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنس پڑے۔

(صحیح مسلم شریف جلد اول ص۳۹ حدیث ۱۷۱، کتاب الایمان۔ شمائل ترمذی ص۱۷ حدیث ۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ ص ـ سورہ فرقان کے چھٹے رکوع میں)

قرآن کریم کے سولہویں پارہ میں سورہ طٰہٰ کے چوتھے رکوع کے اندر، آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور عمل نیک کرے پھر

Marfat.com

سیدھے رلستے پر چلے اُس کو میں بخش دینے والا ہوں "

حدیث :۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ نیکی خوش خلقی کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹک پیدا کرے اور جس پر لوگوں کی آگاہی کو تو پسند نہ کرے (ترمذی شریف جلد دوم صہ ۵ حدیث نمبر ۲۵۱ زہد کے بیان میں)

میرے محترم دوست! نیکی وہ ہے جو دل میں اطمینان پیدا کرے اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے۔ اب تو اپنے دل سے ایمانداری کے ساتھ پوچھ لے کہ جو کام تو کر رہا ہے وہ کیسا ہے۔ اگر دل میں اطمینان پیدا کرتا ہے جب تو ٹھیک ہے، اور اگر کھٹکا پیدا ہوتا ہے تو توبہ کرلے۔

آج مسلمانوں پر دُنیا کے دروازے ایک ایک کرکے بند ہوتے چلے جارہے ہیں۔ صرف ایک ہی دروازہ غفور رحیم کا ہمارے لئے ہر وقت کھلا ہے۔ ہے کوئی بندہ اپنے مالک مہربان کی طرف آنے والا؟

Marfat.com

(۱۵)

پانچ باتوں کا علمِ غیب صرف اللہ کو ہے

قرآن شریف کے اکیسویں پارہ میں سورہ لقمان کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش برساتا ہے۔ اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اُسے جانتا ہے اور کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ کل کیا کچھ کرے گا اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو اللہ ہی پورے علم والا اور صحیح خبر والا ہے"۔

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (۱) جو رحم کے اندر ہے (یعنی ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی) اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا (۲) اور کل جو کچھ ہوگا (یعنی کل کیا ہونے والا ہے) اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا (۳) اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی (۴) یہ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کونسی جگہ مرے گا (۵) اور یہ سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ نمبر ۳۰ صفحہ ۵۳۷ حدیث نمبر ۲۲۲۲ توحید کے بیان میں)

Marfat.com

میرے عزیز دوستو! اب علمِ غیب کے مسائل کا بیان ہو رہا ہے۔ مہربانی کرکے بغیر غصہ اور ضد کے اطمینان کے ساتھ خلوصِ دل سے خوب غور و فکر اور سمجھداری کے ساتھ پڑھنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ پوری حقیقت آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔ آپ نے قرآن کریم میں پڑھ لیا کہ پانچ باتوں کا علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے، اور صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرماتے ہیں کہ ان پانچ باتوں کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج تک جو ہو چکیں اور قیامت تک جو ہونے والی باتیں تھیں وہ بتادی ہیں اور بہت سے اللہ کے لال دنیا میں تھے اور فی الحال بھی موجود ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک رہیں گے کہ ہونے والی بات کہہ دیتے ہیں۔

علمِ غیب دو قسم کا ہے، ایک ذاتی اور دوسرا عطائی، اب جو ذاتی ہے وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں ہے۔ اور وہی ایک عالم الغیب ہے۔ سوائے اُس کے اور کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے۔ اور جو عطائی ہے۔ وہ اطلاع علی الغیب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا ہوا علم۔

کسی نبی، یا ولی، یا فرشتے کو ہم تو کیا بلکہ روئے زمین پر کوئی بھی عالم الغیب نہیں کہے گا۔ اور حضور پُرنور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی کوئی عالم الغیب نہیں کہتا کیونکہ یہ علم آپ کو بتایا گیا ہے۔ سکھایا گیا ہے۔ جس وقت جتنی ضرورت پڑی اتنا ہی اللہ پاک نے بتادیا۔ اللہ تعالیٰ کے جو خاص بندے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ تین طرح سے بتلادیتا ہے (۱) وحی کے ذریعے سے (۲) الہام کے ذریعے سے (۳) کشف کے ذریعے سے۔

Marfat.com

(۱) وحی اس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے فرشتہ خبر لے کر آئے۔
قرآن شریف کے بارھویں پارہ میں سورۂ ہود کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یہ خبریں غیب کی خبروں میں سے ہیں جن کی وحی ہم تیری طرف کرتے ہیں۔ انہیں اس سے پہلے نہ تو تو جانتا تھا اور نہ تیری قوم"

قصہ نوح علیہ السلام اور اسی قسم کے گزرے ہوئے واقعات وہ ہیں جو آپ کے سامنے نہیں ہوئے لیکن بذریعہ وحی کے ہم آپ کو ان کی خبر کر رہے ہیں۔ اور آپ لوگوں کے سامنے وہ حقیقت اس طرح بیان کر رہے ہو کہ ان کے ہونے کے وقت آپ وہاں پر موجود تھے۔ اس سے پہلے نہ تو آپ کو ان باتوں کی خبر تھی۔ اور نہ آپ کی قوم میں سے کوئی جانتا تھا۔

(۲) الہام اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے کسی نیک بندے کے دل پر کوئی بات ظاہر ہو جائے۔

(۳) کشف کہتے ہیں پردہ اٹھا دینے کو۔ جب کسی نبی یا ولی کو کوئی بات معلوم کرانی ہو یا کچھ دکھانا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل اور آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹا لیتا ہے تو وہ ساری چیزیں اس کو نظر آنے لگتی ہیں جتنی اللہ تعالیٰ بتلانا چاہتا ہے۔ مثلاً ہم احمد آباد میں ہیں اور اللہ تعالٰی نے ہم کو بمبئی دکھانا چاہے۔ یا ہم بمبئی میں ہیں اور کلکتہ دکھانا چاہے۔ یا ہم کلکتہ میں ہیں اور ہمیں دہلی دکھانا چاہے تو اس کے درمیان میں جتنی بھی چیزیں ہوتی ہیں وہ اللہ کے حکم سے بیچ میں سے ہٹ جاتی ہیں اور وہ شہر ایسا نظر آتا ہے گویا ہمارے سامنے موجود ہے۔

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قریش نے جھٹلایا (اور کہا کہ آپکا معراج کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور اگر صحیح ہے تو بیت المقدس کے حالات بتادو) تو میں حجرے میں کھڑا ہوگیا (خانۂ کعبہ کے پاس ایک آدھے دائرے کے نیچے دیوار ہے اُسے حطیم یا حجرہ کہتے ہیں۔ وہاں پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے) اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا۔ میں بیت المقدس کو دیکھ کر اُس کی نشانیاں بتانے لگا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں بیت المقدس کو دیکھ رہا ہوں (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۴۰ حدیث ۹۹۱ سورہ بنی اسرائیل کی تفسیر میں)

اب وحی کا جو معاملہ تھا وہ تو ہمارے سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ختم ہوگیا۔ رہیں یہ دو باتیں کشف اور الہام تو ان کے ذریعے سے آج بھی اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو جو باتیں بتلانا چاہتا ہے وہ بتلا دیتا ہے۔ مگر عالم الغیب تو سوائے خداعزوجل کے اور کوئی بھی نہیں۔

٭

Marfat.com

(۱۶)

علمِ غیب کی دلیلیں

حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کے علمِ غیب کی دلیل سنئے۔
قرآن مجید کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا کر اُن فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ اُن سب نے کہا خدایا تیری ذات پاک ہے۔ ہمیں تو صرف اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھا رکھا ہے۔ پورے علم و حکمت والا تو تو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا تم ان کے نام بتادو، جب انہوں نے ان کے نام بتا دیئے تو فرمایا کیا میں نے تمہیں (پہلے ہی سے) نہ کہا تھا کہ زمین و آسمان کا غیب میں ہی جانتا ہوں۔"

حضرت آدم علیہ السلام کو انسان، جانور، زمین، سمندر اور پہاڑ وغیرہ کے نام بتا کر اُن فرشتوں کے پاس بھیجا اور اُن سے فرمایا کہ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ میں زمین میں خلیفہ نہ بناؤں تو مجھے ذرا ان چیزوں کے نام تو بتادو۔ جب

Marfat.com

ان فرشتوں نے دیکھا کہ ہماری اگلی بات سے خداوندِ عالم ناراض ہے تو وہ کہنے لگے کہ خدایا تو اس بات سے پاک ہے کہ تیرے سوا اور کوئی غیب کو جانے ہماری توبہ ہے اور اقرار ہے کہ ہم غیب جاننے والے نہیں۔ ہم تو صرف وہی جان سکتے ہیں جو تو ہمیں سکھلادے، جیسے تو نے ان چیزوں کے نام صرف آدم علیہ السلام کو ہی سکھلائے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم انہیں تمام چیزوں کے نام بتا دو، چنانچہ انہوں نے بتا دیئے تو فرمایا اے فرشتو! کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمان و زمین کے غیب کو جاننے والا صرف میں اکیلا ہی ہوں اور کوئی نہیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ اول ص ۹۸)

میرے عزیز دوست! جو بات اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے حضرت آدم علیہ السلام جانتے تھے، وہ بات فرشتے نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ فرشتوں کو بھی علم غیب نہیں تھا۔

آسمانی فرشتے بھی کچھ نہیں جانتے کہ زمین پر خدائے تعالیٰ کیا کچھ کرنا چاہتا ہے، جب تک کہ ان کو معلوم نہ کرا دیا جائے (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۵ ص ۳ سورہ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں)

جنگِ بدر کی لڑائی میں ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگی مصلحت سے رائے دیتے ہیں تو اسی وقت ایک فرشتہ اللہ کی طرف سے اپنے حبیب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل ع کی موجودگی میں یہ حکم پہنچاتا ہے کہ اس صحابی کی رائے ٹھیک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل ع سے پوچھا، آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آسمان

Marfat.com

کے تمام فرشتوں کو میں نہیں پہچانتا۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہے فرشتہ، شیطان نہیں ہے۔ پھر اسی رائے پر عمل ہوا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صلہ سورہ انفال کے دوسرے رکوع میں)

اللہ تعالیٰ کے بغیر بتائے کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ اب آیئے حضرت آدم علیہ السلام کا علمِ غیب دیکھئے۔

قرآن مجید کے آٹھویں پارہ میں سورہ اعراف کے دوسرے رکوع کے اندر آیات نمبر ۱۹ ،۲۰ اور ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو سہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو مگر اس درخت کے قریب بھی نہ جانا، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ لیکن شیطان نے انہیں وسوسہ ڈالا، تاکہ ان پر وہ چیزیں کھول دے جو اُن پر پوشیدہ کر دی گئی تھیں، (یعنی شرمگاہیں) کہنے لگا کہ تمہارے پروردگار نے جو اس درخت سے تمہیں روک دیا ہے، یہ صرف اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم فرشتے بن جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہنے والے بن جاؤ۔ اُن کے سامنے قسمیں کھا کھا کر انہیں یقین دلانے لگا کہ میں تو تمہارا ہمدرد اور خیر خواہ ہوں"

ابلیس کو جنت سے نکال کر حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو جنت میں پہنچا دیا گیا۔ اور ایک درخت کے علاوہ ان کو ساری جنت کی چیزیں کھانے

Marfat.com

کی اجازت دے دی گئی تھی۔ شیطان کو اس میں بڑا ہی حسد ہوا، ان کی نعمتوں کو دیکھ کر لعین جل گیا اور ٹھان لی کہ جس طرح ہو انہیں بہکا کر خدا کے حکم کے خلاف کام کرا دوں۔ چنانچہ جھوٹ موٹ اُن سے کہنے لگا۔ دیکھو یہ درخت وہ ہے جس کے کھانے سے تم فرشتے بنجاؤ گے اور ہمیشہ کی زندگی اس جنت میں رہو گے۔ اپنا اعتبار جمانے کے لیے قسمیں کھانے لگا کہ دیکھو میری بات کو سچی مانو۔ میں تمہارا خیر خواہ ہوں، تم سے پہلے میں یہاں پر رہ چکا ہوں۔ ہر ایک چیز کی خاصیت سے واقف ہوں۔ تم اسے کھالو، بس پھر یہیں پر رہو گے۔ بلکہ فرشتے بنجاؤ گے۔ اُس خبیث کے بہکانے میں حضرت آدم علیہ السلام آگئے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صفحہ ۴۹)

دیکھا میرے عزیز دوست! یہ ہے اطلاع علی الغیب کی حقیقت کہ اللہ تعالیٰ جب معلوم کرانا چاہے تو معلوم ہو جاتا ہے اگر اللہ پاک معلوم کرانا نہ چاہے تو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہوتا کہ یہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے تو کیا وہ اس درخت سے کھاتے، ہرگز نہ کھاتے۔ مگر ان کو علمِ غیب نہیں تھا۔

اب سنیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علمِ غیب۔

قرآن شریف کے بارھویں پارہ میں سورۂ ہود کے ساتویں رکوع کے اندر آیات نمبر ۶۹ اور ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

• ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر آتے ہیں اور سلام کیا۔ انہوں نے بھی جواب سلام دیا اور بغیر کسی دیر کے بچھڑے کا گوشت لے آئے۔ اب جو دیکھا کہ انکے تو ہاتھ بھی اُسے نہیں لگتے (یعنی کھاتے نہیں)، تو انہیں انجان دیکھکر

Marfat.com

دل میں اُن سے ڈرنے لگے۔ انہوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم تو قوم لوط
کی طرف بھیجے ہوئے آئے تھے ؏

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ فرشتے شکلِ انسانی میں بطور مہمان کے آتے ہیں جو قومِ لوط کی ہلاکت کی خبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند (یعنی لڑکا پیدا ہونے) کی بشارت لے کر خدا کی طرف سے آتے ہیں، وہ آکر سلام کرتے ہیں۔ آپ ان کے جواب میں سلام کہتے ہیں سلام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے سامنے مہمانی پیش کرتے ہیں۔ بچھڑے کا گوشت جسے گرم پتھروں پر سینک لیا گیا تھا وہ لاتے ہیں جب دیکھا کہ ان مہمانوں کے ہاتھ تو بڑھتے ہی نہیں۔ یعنی کھانا کھاتے ہی نہیں۔ اس وقت ان سے کچھ بدگمان سے ہوگئے اور دل میں خوف کھانے لگے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۲۴)

دیکھا میرے دوست! حضرت ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کو پہچان نہ سکے۔ اور آپ کے یہاں حضرت سارا رضی اللہ عنہا کے بطن سے اولاد پیدا ہوگی اس کی بھی آپ کو خبر نہ تھی۔ کیونکہ آپ کو علمِ غیب نہیں تھا۔

اب حضرت لوط علیہ السلام کا علمِ غیب سنیئے۔

قرآن شریف کے بارھویں پارہ میں سورۂ ہود کے ساتویں رکوع کے اندر آیات نمبر ۷۷ اور ۷۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس
پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے بہت غمگین ہوگیا اور دل ہی دل میں کہنے
لگا کہ بڑی مصیبت کا دن ہے۔ اُس کی قوم دوڑتی ہوئی اُسکے پاس
آپہنچی۔ وہ تو پہلے ہی سے بدکاریوں میں مبتلا تھی۔

Marfat.com

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حضرت لوط علیہ السلام اپنی زمین میں تھے کہ فرشتے بصورتِ انسان آئے اور ان کے مہمان بنے۔ شرماشرمی میں انکار تو نہ کر سکے اور انہیں لے کر گھر چلے۔ راستے میں صرف اس نیت سے کہ یہ اب بھی واپس چلے جائیں، اُن سے کہا کہ واللہ یہاں کے لوگوں سے زیادہ بُرے اور خبیث لوگ کہیں بھی نہ ہوں گے۔ (کیونکہ وہ قوم لواطت میں مبتلا تھی) کچھ دور جا کر پھر یہی کہا۔ فرشتوں کو خدا کا حکم بھی یہی تھا کہ جب تک ان کا نبی ان کی بُرائی نہ بیان کرے انہیں ہلاک نہ کرنا (کیونکہ یہ فرشتے قومِ لوط کی بدکاریوں کی وجہ سے ان کو ہلاک کرنے کو آئے تھے)
(تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۲۶)

دیکھا میرے دوست! حضرت لوط علیہ السلام فرشتوں کو پہچان نہ سکے کیونکہ آپ کو علمِ غیب نہیں تھا۔

اب سنئے حضرت داؤد علیہ السلام کا علمِ غیب۔

قرآن مجید کے تیئیسویں ۲۳ پارہ سورہ صٓ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۱-۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کیا تجھے جھگڑا کرنے والوں کی بھی خبر ہوئی جبکہ وہ دیوار پھاند کر عبادت کی جگہ آ گئے۔ جب یہ حضرت داؤد ع کے پاس پہنچے تو یہ ان سے ڈر گئے۔"

تبیان کے حوالے سے لکھا ہے کہ جبریل اور میکائیل علیہما السلام دو جھگڑنے والوں کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے اور ہر ایک کے ساتھ فرشتوں کا ایک ایک گروہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے دن تقسیم کر رکھے تھے۔

Marfat.com

ایک دن عبادت کرتے، ایک دن فیصلے کرتے۔ ایک دن وعظ کہتے، ایک دن اپنے خاص کام کرتے۔ عبادت کے دن بالاخانے پر جاتے یعنی اوپر کی منزل جاتے اور پاسبان یعنی چوکیدار اس کے آس پاس کھڑے ہوکر لوگوں کو اوپر جانے سے منع کرتے اُس دن فرشتے آدمیوں کی صورت میں حضرت داؤد علیہ السلام کے گھر میں آئے اور ان کے عبادت خانے پر چڑھ گئے۔ جب اندر حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے آئے تو وہ اُن سے ڈر گئے۔ اس لئے کہ وہ بغیر اجازت اوپر چلے گئے تھے۔ فرشتے بولے کہ نہ ڈرو، اے داؤدؑ ہم دو گروہ ہیں، جھگڑنے والے۔ ایک دوسرے پر ہم نے ظلم کیا ہے۔ آپ ہمارا فیصلہ کر دیں (تفسیر قادری جلد دوم ص۳۳۱)

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت داؤدؑ فرشتوں کو پہچان نہیں سکے کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنیئے حضرت سلیمان علیہ السلام کا علم غیب۔

قرآن شریف کے انیسویں[۱۹] پارہ میں سورہ نمل کے دوسرے رکوع کے اندر آیات نمبر۲۰ ،۲۱ اور ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"آپ نے پرندوں کی دیکھ بھال کی۔ اور فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ کیا واقعی وہ غیر حاضر ہے یقیناً میں اُسے سخت سزا دوں گا یا اُسے ذبح کر ڈالوں گا۔ یا میرے سامنے کوئی معقول وجہ بیان کرے۔ کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہدہد نے آکر کہا۔ میں ایک ایسی چیز کی خبر لایا ہوں کہ تجھے اس کی خبر ہی نہ تھی۔ میں سبا کی ایک سچی خبر لایا ہوں"

Marfat.com

ہدہد نام کا ایک پرندہ تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج میں رہتا تھا۔ ایک وقت وہ نظر نہیں آیا۔ تو حضرت سلیمان ع نے فرمایا کہ وہ کہاں گیا اور کیوں حاضر نہیں ہوا۔ اتنے میں تو وہ ہدہد پرندہ بھی آگیا۔ اور کہنے لگا کہ ایسی خبر لایا ہوں جس کی آپ کو بھی خبر نہیں ہے۔ یعنی ایک عورت ایک جگہ بادشاہی کر رہی تھی اور بہت بڑی سلطنت اس کے تابع تھی جس کی خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں تھی۔

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت سلیمان علیہ السلام کتنے بڑے بادشاہ اور پیغمبر بھی تھے۔ لیکن ہدہد کہاں گیا اس کی بھی خبر آپ کو نہیں تھی۔ اور ایک بہت بڑی سلطنت دنیا ہی میں تھی جس پر ایک عورت حکومت کر رہی تھی۔ اس کی بھی آپ کو خبر نہیں تھی۔ کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنیے حضرت یعقوب علیہ السلام کا علم غیب۔

قرآن شریف کے تیرھویں پارہ میں سورہ یوسف کے گیارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب یہ قافلہ جدا ہوا تو اُن کے والد نے کہا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔ اگر تم مجھے کم عقل نہ سمجھو"۔

میرے عزیز دوست! یہ تو عام مسلمان جانتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزند یعنی حضرت یوسف ع کو ان کے بھائیوں نے باپ سے جدا کر دیا تھا جنکے فراق میں کوئی کہتا ہے اسی سال، کوئی کہتا ہے تریپن سال، کوئی کہتا ہے اٹھارہ سال جدا رہے بہرحال باپ بیٹے میں جدائی اُن کے سگے بھائیوں نے ڈال دی تھی۔ اے میرے

Marfat.com

عزیز دوست! اب آپ ہی سوچیں کہ زمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے زیادہ خدا کا کوئی محبوب بندہ اس وقت نہ تھا مگر پھر بھی ایک عرصہ تک یوسف علیہ السلام کی یاد میں رو رو کر آنکھیں جاتی رہیں۔ لیکن یوسف علیہ السلام کا پتہ نہ چلا کہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، زندہ ہیں یا نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو معلوم کرانا تھا تو حضرت یوسف علیہ السلام اپنا کرتہ باپ کی خدمت میں بھیجتے ہیں، جب یہ قافلہ مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے یوسف ؑ کی خوشبو آتی ہے۔ اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب مگر عالم الغیب تو سوائے خدا کے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر میرا مالک مختار چاہے تو ساتوں آسمانوں کے اوپر یا ساتوں زمینوں کے نیچے کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر دے دے۔ اور اگر وہ نہ چاہے تو سر کے اوپر یا پاؤں کے نیچے کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر نہیں ہو سکتی۔ اگر حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو کیوں برسوں تک رو رو کر اپنی آنکھیں کھوتے مگر بات یہ تھی کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب۔

قرآن شریف کے انیسویں پارہ میں سورۂ نمل کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یاد کرو جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارہ لے کر ابھی تمہارے پاس آجاؤں گا تاکہ تم سینک تاپ لو۔"

Marfat.com

دیکھا میرے عزیز دوست! حضرت موسیٰ آگ سمجھ کر اور آگ لینے کی نیت
سے کوہِ طور پر جا رہے ہیں۔ آپ کو یہ تو خبر نہ تھی کہ مجھے وہاں پر جانے سے پیغمبری
مل جائے گی۔

قرآن شریف کے انیسویں ۱۹ پارہ میں سورہ نمل کے پہلے رکوع کے اندر
آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تو اپنی لاٹھی ڈال دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب
(لاٹھی کو زمین پر ڈال دیا تو) اُسے ہلتا جلتا دیکھا اس طرح کہ گویا
وہ ایک بہت بڑا سانپ ہے تو منہ موڑے ہوئے پیٹھ پھیر کر بھاگے
اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ اے موسیٰ! خوف نہ کر۔ میرے دربار میں
پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کی نیت سے کوہِ طور پر جا پہنچے تو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اسے موسیٰ! لاٹھی اپنے ہاتھ سے زمین پر ڈال دے۔ تاکہ تم
اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ خدائے تعالیٰ فاعلِ مختار ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے
موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد سنتے ہی لاٹھی زمین پر ڈال دی۔ اسی وقت وہ پھنپھناتا
بڑا سانپ بن گئی۔ اور بہت بڑے جسم کا سانپ۔ بڑی ڈراؤنی صورت کا، اور اس
بلا کا تیز چلنے والا۔ اسے جیتا جاگتا، چلتا پھرتا، زبردست اژدہا دیکھ کر حضرت
موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے اور دہشت کے مارے ٹھہر نہ سکے۔ اور منہ موڑ کر پیٹھ پھیر کر
بھاگنے لگے۔ ایسے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں آواز دی
اے موسیٰ ——! ڈرو نہیں۔ میں تو تمہیں اپنا برگزیدہ رسول اور ذی عزت پیغمبر

Marfat.com

بنانا چاہتا ہوں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹ صلا)

میرے عزیز دوست! یہ تو تھی پیغمبری ملنے سے پہلے کی بات۔ اب آئیے پیغمبری ملنے کے بعد کی بات بتاؤں میرے بھیا کو۔

قرآن مجید کے سولہویں پارہ میں سورہ طٰہٰ کے تیسرے رکوع کے اندر آیات نمبر ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸ اور ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کہنے لگے کہ اے موسیٰ! یا تو تو پہلے ڈال یا ہم پہلے ڈالتے ہیں جواب دیا کہ نہیں تم ہی پہلے ڈالو۔ اب تو موسیٰ (علیہ السلام) کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں بوجہ ان کے جادو کے دوڑ بھاگ رہی ہیں، تو موسیٰ علیہ السلام اپنے دل ہی دل میں ڈرنے لگے۔ ہم نے فرمایا کچھ خوف نہ کر۔ تو ہی غالب رہیگا تیرے دائیں ہاتھ میں جو ہے اسے ڈال دے کہ ان کی تمام کاریگری کو کھا جائے گا۔"

جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب بتلاؤ تم اپنا وار پہلے کرتے ہو یا ہم پہلے کریں؟ اس کے جواب میں خدا کے پیغمبر نے فرمایا تم ہی پہلے اپنے دل کی بھڑاس نکال لو، تاکہ دنیا دیکھ لے کہ تم نے کیا کیا اور پھر خدا نے تمہارے کئے کو کس طرح مٹا دیا۔ اسی وقت انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں میدان میں ڈال دیں۔ کچھ ایسا معلوم ہونے لگا گویا سانپ بنکر چل پھر رہی ہیں۔ اور میدان میں دوڑ بھاگ رہی ہیں۔ ان کی پھینکی ہوئی لکڑیوں اور رسیوں سے اب سارا کا سارا میدان بھرپور ہو گیا وہ آپس میں گڈمڈ ہو کر نیچے کے اوپر اور اوپر کے نیچے ہونے لگے۔ اس منظر نے حضرت

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کو خوفزدہ کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ ان کے کرتب کے قائل ہو جائیں اور اس باطل میں پھنس جائیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اپنے داہنے ہاتھ کی لکڑی کو میدان میں ڈال دے۔ فوراً آپ نے حکم برداری کی۔ خدا کے حکم سے یہ لکڑی زبردست، بےمثال اژدہا بن گئی جس کے پیر بھی تھے اور سر بھی تھا۔ کچلیاں اور دانت بھی تھے۔ سب کو ہڑپ کر لیا۔ اب سب پر حق ظاہر ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ ۷۸)

دیکھا میرے عزیز دوستو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خوف پیدا ہو گیا کیونکہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی سے خبر کر دی۔ اسی کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔

حدیث :۔ حضرت سعید بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ نوفل بکالی کا یہ خیال ہے کہ بنی اسرائیل کے پیغمبر موسیٰ! وہ موسیٰ نہ تھے جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ رہے تھے۔ ابن عباس رضی نے یہ کہا، خدا کا دشمن جھوٹ کہتا ہے۔ میں نے ابی بن کعب سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے درمیان وعظ کرنے کھڑے ہوئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں سب سے بڑا عالم ہوں۔ اس پر خدا کی طرف سے عتاب نازل ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے علم کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا تھا۔ خدا نے ان کی طرف وحی بھیجی اور بتایا کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہے وہ تم سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

نے عرض کیا اے پروردگار! میں کیونکر اس سے مل سکتا ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو بتایا گیا کہ زنبیل میں ایک مچھلی رکھ لو، جہاں پر مچھلی گم ہو جائے وہ بندہ اسی جگہ پر ہوگا۔ چنانچہ موسیٰ روانہ ہو گئے اور آپ کے ساتھ ایک جوان یوشع بن نون بھی ساتھ ہو لئے۔ اور زنبیل میں ایک مچھلی ڈال لی۔ دونوں برابر چلتے رہے یہاں تک کہ دونوں ایک بڑے پتھر کے پاس پہنچے اور سو گئے۔ مچھلی زنبیل میں تڑپی اور زنبیل سے نکل کر دریا میں چلی گئی۔ اور جس جگہ مچھلی پانی میں جا کر گری تھی خدا نے وہاں کے پانی کا بہاؤ روک دیا۔ اور اس جگہ کے اندر طاق بن گیا، اور مچھلی کے لئے وہاں پر ایک سرنگ سی بن گئی۔ موسیٰ علیہ السلام اور وہ نوجوان سو کر اُٹھے اور یہ کیفیت دیکھی تو حیران رہ گئے۔ اور اس کے بعد دونوں روانہ ہوئے اور دن کے بقیہ حصے میں اور رات بھر چلتے رہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا ساتھی اُن سے مچھلی کے نکل جانے کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان سے صبح کا کھانا طلب کیا اور کہا کہ اس سفر میں ہم کو سخت تکلیف ہوئی ہے۔ یعنی ہم تھک گئے ہیں۔ ہمارا کھانا لاؤ، تاکہ کھانا کھا کر تازہ دم ہو لیں۔ حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس مقام تک بالکل نہ تھکے تھے جہاں ان کو جانے کا حکم ملا تھا۔ اور اس سے آگے بڑھ کر اُن پر تھکان غالب ہو گئی تھی۔ یوشع نے کہا کہ جب ہم پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو آپ سے میں مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔ اور شیطان ہی نے مجھے اُس کا ذکر کرنے سے بھلا دیا۔ وہاں مچھلی زنبیل سے نکل کر چلی گئی۔ اور دریا میں اُس نے عجیب طریقے سے اپنا راستہ بنا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اسی جگہ کی تو تلاش میں تھے۔ چنانچہ دونوں نشانات قدم پر واپس ہوئے اور پتھر پر پہنچے جہاں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو کمبل اوڑھے ہوئے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

ان کو سلام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُن سے پوچھا، یہ تمہاری زمین میں سلام کا رواج کہاں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا، بنی اسرائیل والے موسیٰ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (میں وہی موسیٰ ہوں) خضر علیہ السلام نے کہا۔ تم کو خدا نے جو علم دیا ہے تم اُس پر قائم رہو۔ اور میں (تمہارے) اُس علم سے واقف نہیں ہوں۔ اور جو علم خدا نے مجھ کو سکھایا ہے میں اس پر قائم ہوں۔ اس علم سے تم واقف نہیں ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، جو علم خدا نے آپکو دیا ہے اگر اس میں سے صحیح طور پر آپ کچھ مجھ کو سکھا دیں تو میں آپ کی ہمراہی قبول کر سکتا ہوں۔ خضر علیہ السلام نے کہا۔ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے اور جس علم سے تم واقف نہیں ہو اُس پر صبر بھی کیونکر کر سکتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا انشاءاللہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے، اور کسی معاملہ میں آپ مجھ کو نافرمان نہ پائینگے خضر علیہ السلام نے کہا۔ اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو جب تک میں خود کسی بات کو نہ بتاؤں تم مجھ سے کچھ دریافت نہ کرنا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بہتر ہے چنانچہ موسیٰ اور خضر علیہما السلام دونوں دریا کے کنارے کنارے روانہ ہوئے ایک مقام پر دونوں کے قریب سے ایک کشتی نکلی تو انہوں نے کشتی والوں سے کہا کہ تم ہم کو سوار کر لو، کشتی کے آدمی نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور دونوں کو بغیر کرایہ کے کشتی پر بٹھا لیا۔ اس کے بعد خضر علیہ السلام نے کشتی کے ایک تختے کی طرف توجہ کی اور اُسے کشتی میں سے اُکھاڑ لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، ان لوگوں نے تو ہم کو بغیر کرایہ کے بٹھا لیا۔ اور آپ نے ان کی کشتی توڑ کر سب کو غرق کر دینے کا سامان کیا۔ یہ بات تو آپ نے بہت ہی عجیب کی۔ خضر علیہ السلام نے کہا

Marfat.com

میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر نہ کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھول مواخذہ کے قابل نہیں۔ آپ بھول پر مجھ سے مواخذہ نہ کریں۔ (یعنی میری پکڑ نہ کریں) اور اپنی ہمراہی کے بارے میں مجھ کو مشکلات میں مبتلا نہ کریں۔

پھر کشتی سے اتر کر دونوں آگے روانہ ہوئے۔ دونوں دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ ایک لڑکا ملا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کا سر پکڑا اور مروڑ کر اکھاڑ ڈالا اور وہ مر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، آپ نے ایک معصوم بچے کو بے گناہ مار ڈالا۔ یہ بہت ہی بُرا کام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ تم میرے ساتھ رہ کر صبر و ضبط سے کام نہ لے سکو گے خضر علیہ السلام نے اب کی مرتبہ سختی کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام سے یہ الفاظ کہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھ کو اپنی ہمراہی سے جدا کر دیجئے گا۔ آپ نے تو میرے عذر کو قبول کرنے میں انتہا کر دی ہے۔

اس کے بعد دونوں پھر روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا۔ گاؤں والوں نے مہمانداری سے انکار کر دیا۔ وہاں دونوں کو ایک دیوار دکھائی دی جو جھکی ہوئی اور گرنے کے قریب تھی۔ خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اُس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر کہا، ہم ایسے لوگوں کے پاس آئے کہ جنہوں نے ہماری مہمانی نہیں کی اور ہمیں کھانا نہیں کھلایا۔ اگر آپ چاہتے تو ان سے دیوار درست کرنے کی اُجرت تو لے سکتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا۔ اب یہیں سے میرے اور تمہارے درمیان جُدائی ہے۔ میں ان تمام باتوں

Marfat.com

سے تم کو آگاہ کئے دیتا ہوں جن پر تم سے صبر نہ ہو سکا۔

(کشتی اس لئے نقصان والی بنا دی تھی کہ آگے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر اچھی اور نئی کشتی کو چھین لیتا تھا اور اس نقصان کو دیکھ کر اس کشتی کو نہیں لے گا، اور لڑکے کو اس لئے مار دیا کہ یہ لڑکا کافر تھا اور اس کے ماں باپ نیک تھے۔ اور اس لڑکے کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان کو نیک لڑکی دے گا۔ اور مکان کو اس لئے ٹھیک کر دیا کہ یہ مکان یتیم بچوں کا تھا اور اس مکان کی دیواروں میں ایک خزانہ تھا۔ اگر یہ مکان گر جاتا تو ان یتیم بچوں کا مال دوسرے لوگ لے جاتے۔ یہ تھے وہ راز جو موسیٰ علیہ السلام کے علم سے باہر تھے)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان کر کے فرمایا خداوند تعالیٰ موسیٰؑ پر رحم فرمائے اگر انہوں نے اور صبر کیا ہوتا تو ان کی کچھ اور خبریں ہم کو معلوم ہو جاتیں موسیٰ اور خضر علیہما السلام جب کشتی پر جا رہے تھے تو ایک چڑیا کشتی کے ایک کنارے پر آکر بیٹھ گئی تھی۔ اور دریا میں سے اپنی چونچ میں پانی بھر لیا۔ خضر علیہ السلام نے یہ دیکھکر موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ میرے اور تمہارے علم نے خدا کے علم میں سے اتنی بھی کمی نہیں کی جتنی کہ اس چڑیا نے دریا میں سے ایک چونچ بھر پانی اٹھا کر دریا میں کمی کی ہے۔

(صحیح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۴۰ حدیث ۱۰۷۰ کتاب الفضائل میں۔
صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول صفحہ ۴۲ حدیث ۱۱۹، علم کے بیان میں۔
ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۲۰۸ حدیث ۱۰۷۰ سورہ کہف کی تفسیر میں۔
اور تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۱۵ صفحہ نمبر ۱۰ سورہ کہف کے نویں رکوع میں بھی ہے۔)

Marfat.com

دیکھا میرے عزیز دوست! جو موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا وہ علم حضرت خضر علیہ السلام کو نہیں تھا۔ اور خضر علیہ السلام کو جو علم تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کو نہیں تھا اور مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے دریا میں سے ایک چڑیا کے چونچ بھرنے کی مقدار سے بھی کم ہے۔

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل برہنہ غسل کیا کرتے تھے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے جاتے تھے۔ اور موسیٰ علیہ السلام تنہا غسل کیا کرتے تھے تو بنی اسرائیل نے کہا کہ واللہ موسیٰ کو ہم لوگوں کے ساتھ غسل کرنے سے سوائے اس کے کچھ مانع نہیں ہے کہ وہ فتک (یعنی فوطہ بڑھنے کی بیماری) میں مبتلا ہیں۔ اتفاق سے ایک دن موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے اور اپنا لباس پتھر پر رکھ دیا وہ پتھر اُن کا لباس لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اُس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ اے پتھر میرے کپڑے دے دے۔ اے پتھر میرے کپڑے دیدے یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ لیا اور کہا واللہ موسیٰ ؑ کو کچھ بھی بیماری نہیں ہے، اور (پتھر ٹھہر گیا) موسیٰ علیہ السلام نے اپنا لباس لے لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت موسیٰ ؑ کی مار سے اس پتھر پر چھ یا سات نشان (اب تک) باقی ہیں (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ دوم ص۷۶ حدیث ۲۷۵ غسل کے بیان میں۔ صحیح مسلم شریف جلد اول ص۵۶ حدیث ۲۸۹ حیض کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص۲۳۴ حدیث ۱۷۸ سورۂ احزاب کی تفسیر میں بھی ہے)

Marfat.com

اے عزیز دوست میرے! اگر موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہر گز حضرت خضر علیہ السلام کے پاس علم سیکھنے کے لئے نہ جاتے اور نہ اُس پتھر پر کپڑے رکھتے مگر بات یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب نہیں تھا۔

اب سنئے جنوں کا علم غیب۔

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورۂ سبا کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب ہم نے اُن پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ نہ بتایا مگر گھن (ایک قسم کا کیڑا ہوتا ہے جو لکڑی کو کھا جاتا ہے) کے کیڑے نے سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھا لیا۔ جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس ذلت کی مصیبت میں نہ پھنسے رہتے "

حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا بیان ہو رہا ہے اور یہ بھی کہ جو جن ان کے فرمان کے مطابق کام کاج کر رہے تھے اُن پر اُن کی موت کی خبر کیسے معلوم نہ ہوئی۔ وہ وفات کے بعد بھی لکڑی کے ٹیکے سے کھڑے تھے اور یہ جنات ان کو زندہ سمجھتے ہوئے اپنے سخت سے سخت کاموں میں مشغول تھے مجاہد وغیرہ فرماتے ہیں کہ تقریباً ایک برس اسی طرح گزر گیا۔ جس لکڑی کے سہارے سلیمان علیہ السلام کھڑے تھے اُسے جب دیمک چاٹ گئی اور وہ کھوکھلی ہو گئی تو آپ گر پڑے۔ اب جنات اور انسانوں کو آپ کی موت کا پتہ چلا

Marfat.com

تب تو نہ صرف انسانوں کو بلکہ خود جنات کو بھی یقین ہو گیا کہ ان میں سے کوئی بھی علمِ غیب نہیں جانتا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۹۶)

(۱۷)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب

میرے عزیز دوست! ذرا سوچ، سمجھداری اور نرمی کے ساتھ اس باب کو خوب غور سے پڑھنا۔ آج ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا شہر یا دیہات ہوگا جہاں پر علمِ غیب کے مسئلے پر جھگڑے نہ ہوتے ہوں۔ آج ہم آپ کے سامنے آدم علیہ السلام سے لے کر ابھی تک سمجھاتے آرہے ہیں اور یہ بھی آپ کو بتلا چکے ہیں کہ فرشتوں کو یا نبیوں کو یا ولیوں کو جو کچھ علمِ غیب دیا گیا ہے وہ اطلاع علی الغیب ہے اور عالم الغیب خدا کے سوا اور کوئی بھی نہیں ہے۔ میرا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں سے زیادہ علم و عزت اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اور اللہ کے بعد سب سے بڑی ہستی اور سب سے بڑا مرتبہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔ مگر عالم الغیب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی بھی نہیں ہے۔

قرآن عظیم کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے تیئیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

" اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا
اور کوئی نقصان مجھے نہ پہنچتا۔ میں تو صرف ڈرانیوالا اور خوشخبری
سُنانے والا ہوں اُن لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں "

ف اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ صاف صاف کہہ دو کہ غیب کی کسی بات کا علم مجھے نہیں ہے۔ میں تو صرف وہی جانتا ہوں جو خدائے تعالیٰ مجھے معلوم کرا دے۔ اگر مجھے غیب کی خبر ہوتی تو میں اپنے لئے بہت سی بھلائیاں سمیٹ لیتا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۹ صفحہ ۵۵)

اے دوست میرے! اب سُنیئے وہ حدیثیں جن سے ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کوئی نئی بات بتائی تو معلوم ہو گئی اور جب نہ بتایا تو معلوم نہ ہوا۔

حدیث :- اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، سب سے پہلے جو وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر شروع ہوئی وہ اچھے خواب تھے۔ پس جو خواب آپ دیکھتے تھے وہ صبح کی روشنی کی مثال ظاہر ہو جاتے تھے (پھر خدا کی طرف سے) خلوت کی محبت آپ کو دی گئی۔ اور آپ غارِ حراء میں خلوت فرمایا کرتے تھے۔ اور وہاں آپ تحنث کیا کرتے تھے (یعنی کئی کئی رات لگاتار عبادت کیا کرتے تھے) بغیر اس کے کہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر آئیں اور آپ اس کے لئے زادِ راہ لے جایا کرتے تھے (یعنی کھانا پینا کچھ دنوں کا ساتھ لے جاتے تھے) پھر جب وہ ختم ہو جاتا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ کر آتے تھے اور اسی قدر پھر زادِ راہ لے جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس وحی آگئی اور آپ غارِ حراء میں تھے۔ یعنی اللہ کی طرف سے آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس فرشتے نے

Marfat.com

آپ سے کہا پڑھو۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے زور سے دبایا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی پھر مجھے چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ پڑھئے۔ تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھئے۔ تو میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پھر پکڑ لیا اور تیسری بار بھی مجھے زور سے دبایا پھر مجھ سے کہا اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ اپنے پروردگار کے نام کی برکت سے پڑھو جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا۔ اور یقین کر لو کہ تمہارا پروردگار بڑا بزرگ ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اس واقعہ کے سبب سے ہلنے لگا۔ اور آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ اور گھر والوں سے کہا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ ان لوگوں نے آپ کو کمبل اوڑھا دیا۔ یہاں تک کہ جب آپ کے دل سے خوف جاتا رہا تو آپ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے سب حال جو غارِ حرا میں گزرا تھا بیان کر کے فرمایا بلاشبہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ (آپ کو اس قسم کا خیال ہرگز نہ کرنا چاہیئے) خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو پریشان نہیں کرے گا۔ یقیناً آپ قرابت داروں کی پاسداری کرتے ہیں، اور خدا کی راہ میں مدد کرتے ہیں۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر چلیں اور ورقہ بن نوفل (اپنے چچا کے بیٹے) کے پاس لائیں۔ یہ وہ شخص تھا کہ جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور عبرانی کتاب لکھا کرتا تھا جس قدر اللہ کو منظور ہوتا تھا انجیل کو عبرانی میں لکھا کرتا تھا۔ اور بڑا بوڑھا آدمی تھا کہ بینائی جا چکی تھی تو اس سے خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے میرے بھائی۔ اپنے بھتیجے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے

Marfat.com

ان کا حال سنو! ورقہ بولے۔ اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کر دیا تو ورقہ نے آپ سے کہا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ اے کاش! میں اُس زمانے میں (جب آپ نبی ہوں گے) جوان ہوتا۔ اے کاش میں اُس وقت تک زندہ ہی رہتا جبکہ آپ کو آپ کی قوم (مکہ سے) نکالے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر بہت تعجب سے فرمایا کہ کیا یہ لوگ مجھے نکالیں گے۔ ورقہ نے کہا ہاں۔ جس شخص نے آپ کے جیسی بات بیان کی اُس سے ہمیشہ دشمنی کی گئی ہے۔ اور اگر مجھے آپ کی نبوت کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی بہت زور دار مدد کروں گا۔ مگر چند ہی روز میں ورقہ کی وفات ہو گئی اور وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا۔

(صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول صفحہ ۲ حدیث ۳ وحی کے بیان میں اور ایسی ہی حدیث مختصر طور پر دوسری سند سے ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۷۲ حدیث ۱۱۷۵ سورۂ مدثر کی تفسیر میں بھی ہے)

قرآن کریم کے انتیسویں ۲۹ پارہ میں سورہ مدثر کے پہلے رکوع کے اندر، آیات نمبر ۱، ۲ اور ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کر۔"

اے میرے عزیز دوست! یہ تھی نبوت ملنے کے وقت کی پریشانیاں، اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں کپڑا اوڑھتے، کیوں گھر میں چھپتے، کیوں آپ کو دہشت معلوم ہوتی، کیوں آپ ورقہ کا مشورہ لیتے۔ کیوں آپ فرشتے

Marfat.com

سے ڈرتے ؟ یہ ساری باتیں علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے تھیں۔ اب آئیے نبوت ملنے کے بعد کی حدیثیں سناؤں۔ خوب غور سے سن اور یاد بھی رکھ۔ پھر اپنے ایمان کی ترازو سے تول لینا کہ صحیح کیا ہے ؟۔

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس زمانے میں جنگِ موتہ ہورہی تھی اس زمانے میں (ایک دن) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے (ہم لوگوں سے) فرمایا کہ اس وقت زید نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر جعفر نے جھنڈا لیا اور وہ شہید کر دیئے گئے (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اس وقت آنسوؤں کی کثرت سے بہہ رہی تھیں) پھر خالد بن ولید نے بغیر سرداری کے جھنڈا لیا اور ان کے ہاتھوں پر لڑائی فتح ہوگئی (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۵ ص۲۷۸ حدیث ۱۱۵۶ جنازے کے بیان میں)

اے میرے عزیز! اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔ کہ سینکڑوں میل پر لڑائی ہورہی ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں بیٹھے بیٹھے خبر دے رہے ہیں۔ اب سنئے بے خبری کی حدیث۔

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم عسفان سے لوٹتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ اور صفیہ بنتِ حیی کو آپ نے پیچھے بٹھا لیا تھا۔ پھر آپ کی اونٹنی کا پیر پھسل گیا تو آپ دونوں (اونٹنی پر سے) گر پڑے۔ پس ابو طلحہ جلدی سے (اپنے اونٹ پر سے) کود پڑے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ پر مجھے فدا کرے (کہیں آپ کو چوٹ تو نہیں لگی ؟) آپ نے فرمایا تم عورت کی

Marfat.com

خبر لو۔ پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور اُن پر چادر ڈال دی اور سواری کو درست کیا۔ پھر دونوں سوار ہو گئے (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۲ صفحہ ۸۹ حدیث ۳۲۲ کتاب الجہاد)

میرے عزیز دوست! سوچنے کا مقام ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو اونٹنی کے پھسلنے سے پہلے ہی آپ اتر جاتے، یا کم سے کم اونٹنی کا پیر پھسلنے سے پہلے اونٹنی کو تو سنبھال لیتے یا اسکا پیر پھسلنے ہی نہ دیتے مگر میرے عزیز علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہیں۔

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب آفتاب ڈھل گیا، باہر تشریف لائے اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھی! پھر آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور آپ نے قیامت کا ذکر کیا اور بیان فرمایا کہ اُس میں بڑے بڑے حوادث ہوں گے۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا جو شخص کچھ پوچھنا چاہے وہ پوچھے۔ تم مجھ سے جو بات پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا جب تک کہ میں اپنے اس مقام میں ہوں، تو لوگوں نے رونے کی کثرت کی اور آپ نے اس قول کی کثرت کی کہ مجھ سے پوچھو۔ پھر عبداللہ بن حذیفہ سہمی رضی کھڑے ہوئے اور انہوں نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذیفہ ہے۔ پھر آپ بار بار یہ فرمانے لگے کہ مجھ سے پوچھو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں جو ہمارا پروردگار ہے، اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے جو ہمارے نبی ہیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جنت اور دوزخ میرے سامنے ابھی اس دیوار کے کونے میں پیش کی گئی ہے۔ ایسی عمدہ چیز (جیسی جنت ہے) اور

Marfat.com

ایسی بری چیز (جیسی جہنم ہے) کبھی نہیں دیکھی (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ صہ ۱۳۴ حدیث ۵۰۵ نماز کے بیان میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھو لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جب تک میں یہاں پر ہوں، یعنی اس جگہ پر کھڑا ہوں اُس وقت تک جو پوچھنا ہو پوچھ لو۔ اسی کا نام اطلاع علی الغیب ہے۔ کیونکہ ایسا نہیں فرمایا کہ جب چاہو تب پوچھ لو۔ اب سنئے دوسری حدیث۔

حدیث: ۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ میں نے عبداللہ بن اُبی کو اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو خرچہ اور خیرات نہ دو۔ یہاں تک کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں۔ اور دیکھو چلنے دو۔ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا (یعنی ہم انہیں مدینے میں سے نکال دیں گے) میں نے یہ بات اپنے چچا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ دی۔ انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ دی۔ آپ نے مجھے بلایا۔ میں نے جو بات سنی تھی کہہ دی پھر آپ نے عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھیوں کے پاس آدمی بھیجا (کہ پوچھو اُس نے ایسا کہا یا نہیں ؟) اُنہوں نے حلف اُٹھا لیا (یعنی قسمیں کھانے لگے) اور انکار کر دیا۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جھوٹا کہا اور اُن کی بات کو سچ مانا۔ مجھے ایسا رنج ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ رہا، میرے چچا نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے جھوٹا قرار دیا اور تجھ پر غصہ ہوگئے۔ اسی وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی (یعنی سورۂ منافقون) تو آپ نے مجھے بلوایا اور وہ آیت سنائی اور فرمایا، اے زید! اللہ نے تیری تصدیق

Marfat.com

کی۔ تو سچا ہے (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ نمبر ۲۰ صفحہ ۷۲۹ حدیث نمبر ۲۰۳۰
سورہ منافقون کی تفسیر کے باب میں۔ ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۲ حدیث نمبر ۱۱۶۵
سورہ منافقون کی تفسیر کے باب میں۔ اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صفحہ ۲۰ سورہ منافقون
کے پہلے رکوع میں بھی ہے)

قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارہ میں سورہ منافقون کے پہلے رکوع کے اندر پہلی اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تیرے پاس جب منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یقیناً تو اس کا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس اللہ کی راہ سے رک گئے۔ بے شک برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں"

اسی سورہ میں اسی رکوع کے اندر آیت ۷ اور ۸ میں اللہ تعالیٰ اور زیادہ خلاصہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

"یہی وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں انہیں کچھ نہ دو یہاں تک کہ وہ ادھر ادھر چلے جائیں آسمان و زمین کے کل خزانے اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ لیکن یہ منافق بے سمجھ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو ہم عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا سنو! عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں

Marfat.com

کے لیے ہے لیکن یہ منافق بے علم ہیں "

دیکھا میرے عزیز دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رض کو جھٹلایا حالانکہ وہ سچے تھے اور منافقوں کی باتوں کو سچ مان لیا، حالانکہ وہ جھوٹے تھے۔ یہ سب کیوں ہوا؟۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ اگر علم غیب ہوتا تو کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم سچے کو جھوٹا اور جھوٹے کو سچا سمجھتے؟ ہرگز نہیں۔

یہ ہو نہیں سکتا کہ باوجود ایک بات کو جانتے ہوئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ بولیں۔ مگر بات یہ تھی کہ منافقوں کی قسموں پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین اور اعتبار آگیا کہ یہ لوگ جھوٹے نہیں ہیں۔ اس لیے اُن منافقوں کی بات سچ مان لی تو اسی وقت اللہ تعالےٰ نے وحی نازل فرمائی اور اُن منافقوں کا جھوٹ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی سچائی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلادی، اور اسی کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب، آئی بات سمجھ میں! یا اور آیتیں اور حدیثیں سُناؤں میرے بھیا کو۔!

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، بعد میں منبر پر بیٹھ گئے اور نماز کے اور رکوع کے بارے میں فرمایا کہ میں یقیناً تمہیں پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں، جیسا تمہیں (آگے سے) دیکھتا ہوں (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ دوم ص۱۰۹ حدیث م۴۰۱، کتاب الصلوٰۃ۔ صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۷ حدیث م۴۷۹ نماز کے بیان میں اور مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۲۱۵ حدیث م۱۰۱۳ صفوں کو برابر

Marfat.com

کرنے کے بیان میں)

اس حدیث سے بھی علمِ غیب ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک خاص کشف ہے جس کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اب دیکھئے دوسری حدیث اوپر والی حدیث کے جواب میں ـ

حدیث :۔ حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ مجھ سے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی کیفیت نہیں بیان کرتیں۔ انہوں نے کہا اچھا (سنو بات کہتی ہوں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے، پھر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو (میں نہاؤں گا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پس آپ نے غسل فرمایا، پھر کھڑا ہونا چاہا مگر آپ بے ہوش ہو گئے۔ بعد اس کے ہوش آیا تو پھر فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ چکے۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا۔ (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ ص ۱۶۲ حدیث ۶۴۲ اذان کے بیان میں)

یہ حدیث بہت بڑی ہے۔ ہم نے صرف اس حدیث کا مضمون سمجھانے کی غرض سے مختصر لکھی ہے۔ ہم کو یہ بتانا تھا کہ اگر حضور صلے اللہ علیہ کو علمِ غیب ہوتا تو بار بار کیوں پوچھتے کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے یا نہیں؟ ـ

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جو مجھے علم ہے وہ تمہیں ہوتا تو تم بہت ہی کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص ۳۲۲ حدیث ۱۴۰۱ رقاق

Marfat.com

کے بیان میں اور ترمذی شریف جلد دوم ص۳۸ حدیث ۱۶۷۵ جہاد کے بیان میں بھی ہے)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو علم و عزت اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دی ہے وہ کسی انسان کو تو کیا کسی فرشتے کو بھی نصیب نہیں ہے مگر اس سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا جہالت ہے۔

قرآن کریم کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے سترھویں رکوع کے اندر آیت ۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر بڑا بھاری فضل ہے"

نزولِ وحی سے پہلے آپ جو نہ جانتے تھے اس کا علم پروردگار نے آپکو بذریعہ وحی کرا دیا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۵ ص۱۰)

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرضِ وفات میں بار بار دریافت کرتے تھے۔ میں آج کہاں رہوں گا۔ (یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کا انتظار کرتے تھے) پھر جب میرا دن آیا تو اللہ نے آپ کو میرے پہلو اور سینے کے درمیان میں قبض فرمایا (یعنی آپ کا انتقال ہوا) اور میرے ہی گھر دفن کئے گئے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۲۰ ص۳۱۳ حدیث ۱۲۸۸ نماز کے بیان میں)

اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں پوچھتے۔ کیا ایک بہترین ہستی جو ساری دنیا کے جہان کے لئے صداقت و دیانت کا مجسمہ اور رحمت کا پیکر

Marfat.com

بنا کر بھیجی جائے وہ باوجود جاننے کے بھی جھوٹ بولے اور خبر ہوتے ہوئے بھی لوگوں سے بار بار پوچھے کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ یہ کھلا جھوٹ ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک پر ایک قسم کا بہتان ہے۔ مسلمانوں کو ایسے الفاظ کہنے سے رُک جانا چاہیئے۔

حدیث :۔ حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود کہتی ہیں کہ میں عیدگاہ میں تھی تو میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے (عورتوں سے) فرمایا کہ تم لوگ صدقہ دو۔ زینب رضی اللہ عنہا (اپنا مال اپنے شوہر) عبداللہ بن مسعود رضؓ اور اُن یتیم بچوں پر جو اُن کی تربیت میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں تو انہوں نے حضرت عبداللہ رضؓ سے کہا کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں (اپنا مال) تم پر اور اپنے زیر تربیت یتیموں پر خرچ کروں تو انہوں نے کہا تم ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو۔ چنانچہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو میں نے دروازے پر ایک انصاریہ عورت کو دیکھا کہ وہ بھی میری جیسی ضرورت سے آئی تھی۔ پس بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے نکلے تو ہم نے کہا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میرے لئے یہ کافی ہے کہ میں (اپنا مال) اپنے شوہر پر اور ان یتیم بچوں پر جو میری تربیت میں ہیں خرچ کروں؟ اور ہم نے (بلال رضؓ سے) کہہ دیا کہ تم ہماری خبر نہ کرنا کہ فلاں فلاں عورتیں ہیں (جب بلال رضؓ نے آپ سے جا کر یہ پوچھا) تو آپ نے فرمایا وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا، زینب۔ آپؐ نے پوچھا کہ کونسی زینب؟ بلال رضؓ نے عرض کیا عبداللہ بن مسعود رضؓ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا ہاں (کافی ہے) بلکہ اُس کو

Marfat.com

دوہرا ثواب ملے گا۔ قرابت کا حق ادا کرنے کا ثواب اور خیرات دینے کا ثواب۔ (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۶ ص ۳۳۲ حدیث ۱۳۶۱ کتاب الزکوٰۃ۔ اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۴۹۲ حدیث ۱۰۰۶ کتاب الزکوٰۃ)

میرے عزیز دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں پوچھتے کہ کونسی عورت اور کونسی زینب؟ کیا نبی اور رسول اسی لئے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں کہ ایک بات کو جانتے ہوئے بھی جھوٹ بولیں۔ یہ کسی طرح سے بھی صحیح نہیں ہے میرا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری زندگی مبارک میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جاننے کے باوجود آپ جھوٹ بولیں کہ کونسی عورت اور کونسی زینب؟ مگر بات یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مرد یا حبشی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، جب وہ مرگئی تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بابت لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو مرگئی۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی (اچھا اب) مجھے اس کی قبر بتادو چنانچہ لوگوں نے قبر بتائی۔ پھر آپ نے اس پر نماز (جنازہ) پڑھی (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ دوم ص ۱۱۸ حدیث ۴۳۶ کتاب الصلوٰۃ)

حدیث:۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (فتح مکہ) کے سال گئی تو میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر پردہ کئے

Marfat.com

ہوئے تھیں۔ اُمّ ہانی کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟
میں نے عرض کیا کہ میں ہوں اُمّ ہانی بنت ابی طالب۔ آپ نے فرمایا مرحبا اُمّ ہانی۔
(مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ دوم ص۹۶ حدیث ۳۴۳ کتاب الصلوٰۃ
صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۱۶ حدیث ۶۹۹ مسافر کی نماز کے بیان میں اور
ترمذی شریف جلد دوم ص۱۱۷ حدیث ۵۹۳ ابواب الآداب میں بھی ہے)

میرے عزیز دوست! اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات بتلانا نہ چاہے تو دیوار اور پردہ کے پیچھے کی بات تو کیا بلکہ پیر کے نیچے کیا چیز ہے اور سر کے اوپر کیا ہو رہا ہے اس کی بھی خبر نہیں پڑسکتی کیونکہ عالم الغیب سوائے خدا کے کوئی بھی نہیں اور یہی تمام سلف صالحین اور جمہور علمائے اُمت کا عقیدہ ہے۔ جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کوئی بات بتلانا چاہے تو ساتوں زمین کے نیچے اور ساتوں آسمان کے اوپر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے وہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔ اور کل علم غیب ذاتی سوائے خدا کے اور کسی کو نہیں ہے۔
اب دل لگا کر غور سے سنو۔ چند آیتیں اور چند حدیثیں اور سناتا ہوں میرے بھیا کو
قرآن شریف کے بیسویں پارہ میں سورہ نمل کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"آپ کہہ دیجئے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا سوائے خدا کے"۔

سنو! خدائی فیصلہ ہو چکا ہے کہ آسمان اور زمین کی تمام مخلوقات غیب سے بے خبر ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۰ ص ۷)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو کوئی تم سے کہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم علمِ غیب جانتے تھے تو وہ جھوٹا ہے (یہ کہہ کر اسی آیت کی تلاوت کی جو اوپر لکھی ہے) (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۳۰، ص۵۲۷ حدیث ۲۲۳۳ توحید کے بیان میں۔ ترمذی شریف جلد دوم ص۱۸۴ حدیث ۹۲۶ سورہ انعام کی تفسیر کے باب میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت خالد بن ذکوان رُبَیِّعَ بنتِ معوذ سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع کہتی ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس اُس صبح کو جو بعد شبِ زفاف تھی تشریف لائے اور میرے پاس جیسے تو بیٹھا ہے اس طرح بیٹھ گئے اور لڑکیاں دف بجا کر مرثیہ اپنے باپوں مقتولینِ بدر کے پڑھ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ ایک لڑکی نے اُن میں سے یہ کہا۔ ہم میں ایسے نبی ہیں جو جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اس طرح مت کہو۔ وہی کہو جو تم (پہلے) کہہ رہی تھیں (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۶ ص۳۰ حدیث ۱۱۶۷ کتاب المغازی۔ مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۴۶ حدیث ۲۹۸۴ کتاب النکاح، اور ابو داؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۱ ص۵۶۹ حدیث ۱۴۹۱ باب ۴۷۵ میں بھی ہے)

اس حدیث میں لڑکیوں نے اشارہ غیب کا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو ایسا کہنے سے رد کیا۔ کیونکہ یہ بات آپ کو ناگوار معلوم ہوئی (یعنی پسند نہیں آئی) اس لئے کہ غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے معلوم کرا دیتا ہے اپنے رسولوں کو غیب کی باتوں میں سے (مظاہر حق جلد تیسری ص۱۲۶ نکاح کے بیان میں)

Marfat.com

مگر ہائے ہندوستان کی جہالت نہ تو قرآن کریم کی آیتوں کو مانتے ہیں اور نہ تو حدیثوں کو اور نہ فقہائے کرام کی کتابوں کو۔ اگر مانتے ہیں تو صرف نفس پرستوں کی باتوں کو مانتے ہیں۔

قرآن شریف کے بارھویں پارہ میں سورہ ہود کے تیسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتوں کو جانتا ہوں"

آپ فرماتے ہیں کہ میں صرف رسول ہوں، اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت اور توحید کی طرف اس کے فرمان کے مطابق تم سب کو بلاتا ہوں، اس سے میری مراد تم سے مال سمیٹنا نہیں ہے۔ ہر بڑے چھوٹے کے لیے میری دعوت عام ہے، جو قبول کرے گا نجات پائے گا۔ خدا کے خزانے کے ہیر پھیر کرنے کی مجھ میں قدرت نہیں اور میں غیب بھی نہیں جانتا اگر جو بات مجھے اللہ تعالیٰ معلوم کرا دے وہ معلوم ہو جاتی ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۲ صفحہ ۱۲)

میرے عزیز دوست! علم غیب کی یہی حالت ہے جتنا اللہ تعالیٰ بتلانا چاہتا ہے وہ بتلا دیتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں اطلاع علی الغیب۔ مگر عالم الغیب خدا کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے اٹھارویں رکوع کے اندر آیت ۱۷۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور وہ خدا ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے مگر

Marfat.com

اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند کر لیتا ہے "

فرمان ہے کہ خدا کے غیب کو تم نہیں جان سکتے۔ ہاں وہ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ مومن اور منافق میں صاف تمیز ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے پسند کر لیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ ص۵۴)

اس آیت شریفہ سے کل علم غیب ثابت نہیں ہوتا بلکہ جتنا اللہ تعالیٰ چاہے اس کی اطلاع کر دیتا ہے۔

قرآن مجید کے اُنتیسویں پارہ میں سورہ جن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۶-۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو خبردار نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرے۔ لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرہ دار مقرر کر دیتا ہے "

اس آیت کریمہ میں دلیل ہے اس امر کی کہ اکثر جاہلوں میں یہ جو مشہور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم زمین کے اندر کی چیزوں کا بھی علم رکھتے تھے، وہ بالکل غلط ہے۔ اس روایت کی کوئی اصل نہیں، محض جھوٹ ہے۔ اور بالکل بے اصل ہے۔ ہم نے تو اسے کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ ہاں اس کے خلاف صاف ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت پوچھا جاتا ہے اور آپ اس کے معین وقت سے اپنی لاعلمی ظاہر کرتے تھے۔ ایک اعرابی کی صورت میں حضرت جبریل علیہ السلام نے بھی آ کر جب قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا تو آپ نے صاف فرما دیا کہ اس کا علم نہ پوچھنے والے کو ہے

Marfat.com

اور نہ اُسے ہے جس سے پوچھا جاتا ہے (تفسیر ابن کثیر ۲۹ ص ۵۰)

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے تیئیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ اس کا قائم ہونا کب ہے۔ تو جواب دے کہ اس کا علم تو صرف میرے پروردگار کے پاس ہی ہے۔ وہی اسے اس کے مقررہ وقت پر ظاہر کر دے گا۔ وہ تو زمین و آسمان میں گراں ہو رہی ہے۔ وہ تمہارے پاس اچانک ہی آجائے گی۔ اس طرح تجھ سے دریافت کرتے ہیں کہ گویا تو اس سے واقف ہے۔ صاف کہہ دے کہ اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔"

حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی جب بصورت اعرابی یعنی دیہاتی انسان کی صورت میں آکر مسائل کی ترتیب میں آپ کے پاس بیٹھ کر آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ نے صاف جواب دیا کہ اس کا علم نہ تجھے ہے اور نہ مجھے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ ص ۵۳۔ صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۵ حدیث ۱ کتاب الایمان۔ صحیح بخاری شریف۔ جلد اول، پارہ اول ص ۱۸ حدیث ۴۸ کتاب الایمان۔ ترمذی شریف جلد دوم ص ۹۵ حدیث نمبر ۴۷۱ ابواب الایمان ابن ماجہ شریف ص ۴۰۸ حدیث ۴۰۳۹ کتاب الفتن۔ اور مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۹۶ حدیث ۵۲۴۷ قیامت کے بیان میں بھی ہے۔

حدیث ۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ

Marfat.com

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں (یعنی بیچ والی اور شہادت کی انگلی، سے یوں اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں (بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۰ ص ۶۳۸ حدیث ۲۰۳۹ سورہ نازعات کی تفسیر میں۔ صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۴۷ حدیث ۱۸۴۴ فتنوں کے بیان میں۔ ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۸ حدیث ۸۱ ابواب الفتن۔ اور مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۴۹۶ حدیث نمبر ۵۲۴۶ قیامت کے بیان میں بھی ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح آئے ہیں اور آپ نے دونوں انگلیاں جوڑ کر بتلایا (یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی) لیکن اس کے باوجود آپ کو قیامت کا علم نہ تھا (کہ کب آئے گی) اس کے بارے میں جب بھی کسی نے سوال کیا تو یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملا کہ جواب دو، میں نہیں جانتا۔ اس کا علم تو صرف خدا ہی کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ ص ۵۴)

قرآن مجید کے تیسویں پارہ میں سورہ نازعات کے دوسرے رکوع کے اندر آیت ۴۲، ۴۳ اور ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"لوگ تجھ سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت دریافت کر رہے ہیں۔ تجھے اس کے بیان کرنے سے کیا تعلق۔ اس کے علم کی انتہا تو خدا کی جانب ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لوگ قیامت کے بارے میں آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ وہ کب آئے گی، تم کہہ دو کہ نہ مجھے اس کا

Marfat.com

علم ہے۔ نہ مخلوق میں سے کسی اور کو۔ صرف خدا ہی جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی اور سوائے خدا کے اس کا صحیح وقت کسی کو بھی معلوم نہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص ۱۴۱)

بعض جاہل کہتے ہیں کہ حضورؐ جانتے تھے مگر بتایا نہیں، یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک قسم کا جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔ اکثر جاہل فقیر اور جاہل صوفی جو کہتے ہیں کہ قرآن شریف کے چالیس پارے نازل ہوئے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس پارے کسی کو نہیں سکھائے، یہ بھی بالکل غلط اور جھوٹ ہے جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

"غیب کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں جنہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ تری اور خشکی کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے جو پتہ (درخت سے) گرتا ہے۔ اس کا بھی اسے علم ہے۔ زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی تری خشکی ایسی نہیں جو کھلی کتاب میں نہ ہو"

اللہ تعالیٰ کا علم تمام موجودات کو گھیرے ہوئے ہے یعنی جو چیز کہ خشک زمین اور صحرا میں ہو۔ بحر یعنی سمندر، دریاؤں میں کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ آسمان اور زمین کا ایک ذرہ بھی اس پر پوشیدہ نہیں۔ کسی کو کچھ دکھائی دے یا نہ دے مگر اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ سب کی حرکات سے واقف ہے جمادات کی حرکات یہاں تک پتے کا جھڑنا بھی اس کے علم سے باہر نہیں ہے۔

Marfat.com

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۸ ص ۶۷)

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ یہ تھا کہ جب آپ کسی سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں سے قرعہ ڈالتے۔ اور جس کا نام نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے چلتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی غزوہ میں جانے کے لئے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا۔ میرا نام نکل آیا اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔

میں ایک ہودج میں سوار تھی، جب کہیں قیام ہوتا تھا تو ہودج اُتار لیا جاتا تھا پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس ہوئے، جب مدینہ کے قریب پہنچے تو معمول کے مطابق ایک رات کو پڑاؤ سے کوچ کا حکم ہوا۔ کوچ کا اعلان ہوتے ہی میں اُٹھی اور لشکر سے باہر نکل کر قضائے حاجت کی اور پھر واپس اپنی قیام گاہ پر چلی آئی۔ قیامگاہ پر میں نے سینے کو چھو کر دیکھا تو میرا ہار جو مقام ظفار کے پوتھ کا تھا غائب تھا۔ خدا جانے کہاں ٹوٹ کر گر گیا۔ میں اس کی تلاش میں چلدی اور دیر تک اُس کو تلاش کرتی رہی۔ ادھر وہ جو میرا ہودج اونٹ پر باندھا کرتے تھے آئے اور ہودج کو اٹھایا اور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ میں ہودج کے اندر ہوں۔ اس زمانے میں عورتیں نازک اندام ہوتی تھیں۔ گوشت اور چربی کی زیادتی سے موٹی نہ ہوتی تھیں اور تھوڑا کھانا کھاتی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں کو ہودج میں وزن محسوس نہ ہوا جبکہ انہوں نے اس کو اٹھایا۔ اور اونٹ پر رکھ کر باندھا۔ پھر اُس زمانے میں میں ایک نوعمر لڑکی تھی، اس وجہ سے ہودج میں ان کو وزن کا اندازہ نہ ہو سکا۔ غرضکہ

Marfat.com

(ہودج باندھ کر) انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا۔

میں اپنی قیام گاہ پر واپس آئی تو وہاں نہ کوئی پکارنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا تھا۔ آخر میں اسی جگہ پر چلی گئی جہاں ٹھہری ہوئی تھی اور میں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ جب لوگ مجھ کو نہ پائیں گے تو لوٹ کر یہیں پر آئیں گے۔ میں اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی کہ نیند کا خمار آنکھوں میں پیدا ہوا۔ اور میں سو گئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی لشکر سے پیچھے شب باش ہو گیا تھا۔ رات کو وہ وہاں سے چل کر صبح کو میری قیامگاہ پر پہنچا۔ اور سوتے ہوئے انسان کی سیاہی دیکھی۔ وہ میرے قریب آیا اور مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اس لئے کہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اس نے مجھ کو دیکھا تھا اس نے مجھ کو پہچان کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ میں اس کی آواز کو سن کر جاگ گئی اور دوپٹہ میں منہ چھپا لیا اور خدا کی قسم میں نے اس سے ایک کلمہ بھی نہیں کہا اور نہ اس کی زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوا کوئی کلمہ سنا۔ غرض کہ اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھا دیا۔ اور میں اس کے ہاتھ کا سہارا لے کر اونٹنی پر سوار ہو گئی اور وہ اونٹنی کی مہار پکڑ کر (یعنی نکیل کی رسی پکڑ کر) روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ ہم لشکر میں پہنچ گئے، جبکہ سخت گرمی کے وقت لشکر والے ایک جگہ پر اترے پڑے تھے۔ (میرے اس واقعہ میں) جن لوگوں کو ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے (یعنی مجھ پہ تہمت اور بہتان لگا کر جن لوگوں کی قسمت میں ہلاک ہونا تھا ہلاک ہو گئے) اس معاملہ میں سب سے بڑی افترا پردازی کا ذمہ دار (مدینہ کا مشہور منافق) عبداللہ بن اُبَی بن سلول تھا۔

Marfat.com

ہم مدینہ میں پہنچے اور پہنچتے ہی میں بیمار ہوگئی۔ اور ایک مہینے تک بیمار رہی جن لوگوں نے بہتان باندھا تھا اُن کے بیان اور قول پر لوگ غور کرتے رہے لیکن مجھ کو اس کی کوئی خبر نہ تھی۔ البتہ بیماری کے زمانے میں جس بات نے مجھ کو شک میں ڈال دیا تھا وہ یہ تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانے میں جس مہربانی کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ مہربانی اس بیماری میں نظر نہ آتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے پاس تشریف لاتے تو سلام کے بعد پوچھتے تم کیسی ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرزِ عمل سے مجھ کو شک ہوتا تھا۔ لیکن کسی بُرائی کا احساس مجھ کو نہ ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ (بیماری سے آرام ہو جانے کے بعد) کمزوری ہی کی حالت میں ایک بار اُمّ مسطح کے ساتھ میں قضائے حاجت کے واسطے گئی۔ اور یہ واقعہ گھروں کے قریب پاخانے بنانے سے پہلے کا ہے۔ اس وقت ہماری حالت پاخانہ کے لیے جنگلوں میں جانے کی بابت بالکل (ابتدائی) عربوں کی سی تھی۔ اور ہم گھروں کے قریب پاخانے بنانے سے اذیت پاتے تھے۔ اُم مسطح فراغت کے بعد گھر لوٹیں۔ راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں اُلجھ کر گر پڑیں اور انہوں نے کہا مسطح ہلاک ہو اور برباد ہو۔ میں نے کہا تم نے بُری بات کہی۔ تم ایسے آدمی کو بُرا بھلا کہتی ہو جو بدر کی جنگ میں شریک ہو چکے ہیں۔ ام مسطح نے کہا۔ ناواقف اور بھولی لڑکی تم نے نہیں سُنا اُس نے کیا کہا ہے۔! میں نے پوچھا اُس نے کیا کہا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھ کو ام مسطح نے بہتان لگانے والوں کی باتیں سنائیں، اور ان کو سنکر میری بیماری میں اس بیماری کا درد اور زیادہ ہو گیا۔

Marfat.com

میں جب گھر واپس آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھکو سلام کر کے پوچھا تم کیسی ہو؟ میں نے عرض کیا اگر آپ مجھ کو میرے ماں باپ کے گھر جانے کی اجازت دے دیں تو بہتر ہے۔ میرا منشا اس سے یہ تھا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر جا کر اُن سے اس خبر کی تصدیق کر دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اجازت دیدی اور میں نے اپنے ماں باپ کے گھر جا کر اپنی ماں سے کہا۔ اماں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میری ماں نے کہا، بیٹی غم نہ کر۔ خدا کی قسم! جو عورت چمکدار (یعنی حسین و جمیل) ہوتی ہے اور اس کا شوہر اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ اس کی سوکنیں اس پر طرح طرح کے الزام نہ لگائیں۔ میں نے کہا لوگ اس قسم کی باتیں کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس رات کو میں ساری رات روتی رہی، یہانتک کہ صبح ہوگئی۔ نہ تو آنسو تھمتے تھے اور نہ نیند آتی تھی۔ صبح کو بھی میں برابر روتی رہی۔ ادھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ وحی آنے میں دیر ہو گئی ہے (یعنی ایک ماہ تک وحی نہیں آئی تھی) تو اپنی بیوی کو (یعنی مجھکو) طلاق دینے کے معاملے میں مشورہ کرنے کیلئے علی بن ابی طالبؓ اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور اُسامہ بن زید رضؓ نے اپنے علم کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کی پاکدامنی کو بیان کیا اور اس محبت کو ظاہر کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے ہے چنانچہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ (یعنی عائشہؓ) آپ کی بیوی ہیں اور ہم اُن کی نسبت بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ اور علی بن ابی طالب رضؓ نے کہا خداوند تعالیٰ نے آپ کے لئے تنگی نہیں رکھی۔ اس کے سوا اور بہت سی عورتیں ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے دریافت فرمائیں گے تو وہ آپ سے سچ سچ بیان کریگی، چنانچہ حضرت علیؓ

Marfat.com

کے مشورہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ لونڈی کو طلب فرمایا اور بریرہ سے پوچھا۔ بریرہ! تم نے عائشہؓ میں کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تم کو شک پیدا ہوا ہو۔ بریرہ نے عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں نے حضرت عائشہؓ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جا سکے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک نوجوان لڑکی ہیں جو گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ آکر اس کو کھا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور عبد اللہ بن اُبی بن سلول کے متعلق عذر طلب کیا (یعنی یہ فرمایا کہ عبد اللہ بن اُبی نے میری بیوی کے متعلق تہمت لگا کر مجھ کو تکلیف پہنچائی ہے۔ اس کے ناروا فعل پر اگر انتقام لیا جائے تو کون میری مدد میں رہے گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا مسلمانو! جس شخص کی جانب سے مجھ کو اپنے گھر والوں کے معاملے میں تکلیف پہنچی ہے اس کی طرف سے کون عذر کر سکتا ہے (یعنی اس کے بہتان کے متعلق کون جواب دے سکتا ہے؟) خدا کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں پائی۔ اور لوگوں نے جس شخص کا میرے سامنے ذکر کیا ہے میں نے اس میں بھی بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں دیکھی۔ وہ شخص میرے گھر میں صرف میرے ہی ساتھ جایا کرتا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سنکر حضرت سعد بن معاذ انصاری رضؓ کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس شخص کی بابت یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا ہے تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے۔ اور اگر اس کا تعلق ہمارے خزرجی بھائیوں سے ہے تو اس کی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو جو حکم فرمائیں گے ہم اس کے اوپر عمل کریں گے۔ سعد بن

Marfat.com

معاذ رضؓ کے الفاظ سن کر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہو گئے جو قبیلۂ خزرج کے سردار تھے اور ایک نہایت صالح اور دیندار آدمی تھے لیکن اس وقت قومی حمیت نے ان کو جاہل بنا دیا تھا۔ انہوں نے سعد بن معاذ رضؓ سے کہا (اگر وہ شخص قبیلۂ خزرج سے ہوا تو) خدا کی قسم تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے اور نہ تم میں اتنی قوت ہے کہ تم اس کو قتل کر سکو (سعد بن عبادہؓ کے یہ پرجوش الفاظ سن کر) سعد بن معاذ رضؓ کے چچازاد بھائی اُسید بن حُضیر رضؓ نے سعد بن عبادہ رضؓ سے کہا۔ خدا کی قسم تم نے جھوٹ کہا۔ ہم ضرور اس کو قتل کر دیں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے جھگڑا کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ قبائلِ اوس اور خزرج کے لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا اور وہ لوگ لڑنے پر تیار ہو گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بدستور منبر پر تشریف فرما تھے اور لوگوں کے جوش کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا جوش ٹھنڈا ہو گیا اور وہ خاموش ہو گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ دن بھی مجھ کو برابر روتے ہوئے گزرا اور ایک لمحہ کے لئے بھی آنسو نہ تھمتے اور نہ نیند آتی پھر دوسری رات بھی میں برابر روتی رہی۔ نہ آنسو تھمتے اور نہ آنکھوں میں نیند آتی۔ روتے روتے میری یہ حالت ہو گئی کہ میرے ماں باپ نے یہ خیال قائم کر لیا کہ روتے روتے اس کا جگر پھٹ جائے گا۔ میرے ماں باپ بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی کہ ایک انصاریہ عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی، میں نے اجازت دے دی۔ وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور سلام کیا پھر بیٹھ گئے۔

جب سے یہ (بہتان کا) واقعہ ہوا تھا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس

Marfat.com

نہ بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہوئی تھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بیٹھکر تشہد پڑھی اور پھر فرمایا، حمد وصلوٰۃ کے بعد اے عائشہ! تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہاری بابت مجھ کو ایسی ایسی خبریں پہنچی ہیں۔ اگر تم ان باتوں سے پاک ہو تو خداوند تعالیٰ تمہاری پاک دامنی کو ظاہر کرے گا۔ اور اگر تم نے (واقعی) گناہ کیا ہے تو تم خدا سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرو، اس لئے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر کے توبہ کرتا ہے تو خدا اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ختم ہوئے اور ادھر میرے آنسو گر کر خشک ہوگئے یہاں تک آنسو کا ایک قطرہ بھی مجھ کو (نکلتا ہوا) محسوس نہیں ہوا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا، تم میری طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا جواب دو۔ میرے باپ نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ حضورؐ کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی ماں سے کہا کہ تم میری طرف سے جواب دو۔ میری ماں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں کیا عرض کروں؟۔

میں اس زمانے میں ایک نوجوان لڑکی تھی، کچھ زیادہ قرآن بھی نہ پڑھا تھا۔ میں اپنے ماں باپ سے کہا۔ خدا کی قسم میں اس بات کو خوب سمجھتی ہوں کہ تم نے اس بات کو سُنا ہے اور وہ تمہارے دلوں میں جگہ پکڑ چکی ہے اور تم اس کو سچ خیال کرتے ہو اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں گناہ سے پاک اور پاکدامن ہوں اور اللہ ہی خوب جانتا کہ میں حقیقت میں پاک ہوں تو تم میری بات کو درست نہ سمجھو گے اور مجھ کو سچی قرار نہ دو گے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی بات کا اعتراف کروں اور اللہ ہی خوب جانتا کہ میں (اس سے) پاک وصاف ہوں تو تم ضرور میرے اعتراف کی تصدیق کرو گے۔ خدا کی

قسم میں اپنے اور تمہارے معاملہ میں اس مثل سے بہتر کوئی مثل نہیں پاتی جو یوسف علیہ السلام کے باپ (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے کہی تھی (یعنی میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں اور اللہ ہی میرا مددگار ہے) یہ کہہ کر میں نے منہ پھیر لیا اور بستر پہ جا کر لیٹ رہی۔ خدا کی قسم میں اس وقت اس کا یقین رکھتی تھی کہ میں پاک دامن ہوں اور خداوند تعالیٰ مجھ کو ضرور (اس الزام سے جو مجھ پر لگایا گیا ہے) بری کر دے گا۔ لیکن خدا کی قسم یہ بات میرے وہم اور گمان میں بھی نہ تھی کہ میری شان میں وحی نازل ہو گی۔ وہ وحی جس کی تلاوت کی جائے گی میں اپنے آپ کو اتنا حقیر خیال کرتی تھی کہ مجھ کو اس کا خیال بھی نہ ہو سکتا تھا کہ خداوند تعالیٰ میرے بارے میں وحی متلو (تلاوت کی جانے والی وحی) نازل فرمائے گا اور میرے متعلق اپنے ارشاد سے عزت بخشے گا۔ البتہ میرا خیال صرف یہ تھا اور میں صرف یہ امید رکھتی تھی کہ خداوند تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب دکھائے گا جس کے ذریعہ خدا کی طرف سے میری برأت ہو جائے گی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! ابھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس جگہ سے جُدا نہ ہوئے تھے جہاں تشریف فرما تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی شخص باہر گیا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی پر وحی نازل فرمائی اور وحی نازل ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہا درجہ کی سختی اور شدت ہوتی تھی، یہاں تک کہ سخت سردی کے دنوں میں وحی کے بوجھ سے موتیوں کے مانند پسینے کے قطرے ٹپکنے لگتے تھے یہی کیفیت آپ پر اس وقت طاری ہوئی۔ جب یہ کیفیت دور ہوئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے سب سے پہلے یہ فقرہ ارشاد فرمایا۔

○ عائشہ رض! خوش ہو جاؤ۔ خداوند تعالیٰ نے تم کو بری کر دیا۔"

Marfat.com

یہ سن کر میری ماں نے کہا۔ عائشہ اٹھ کر حضورؐ کے پاس جاؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم میں کسی کا شکریہ ادا نہ کرونگی۔ ہاں صرف اس بزرگ اور برتر ذات کی حمد و ثنا کرونگی جس نے میری سچائی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خداوند تعالیٰ نے میری سچائی کے بارے میں دس آیتیں نازل فرمائی ہیں (وہ دس آیتیں قرآن شریف کے اٹھارویں پارہ میں سورہ نور کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱ سے لے کر نمبر ۲۰ تک آیتیں ہیں)

(صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۲۱۲ حدیث ۱۰۲۴ توبہ کے باب میں اور صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۶ ص ۳۳۶ حدیث ۱۲۹۰ کتاب المغازی میں بھی ہے۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص ۲۲ حدیث ۱۴۷ سورہ نور کی تفسیر میں بھی ہے)

دیکھا میرے عزیز! سارا مدینہ حیران اور پریشان تھا۔ ایک مہینے تک کسی کو بھی علم غیب نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور دس آیتیں نازل فرمائیں تب حضورؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حق بات معلوم ہوئی۔ ورنہ بات اتنی گرم ہوتی چلی جا رہی تھی کہ آپس آپس میں خون یا جنگ ہو جانے کی نوبت آگئی تھی۔ اگر ان میں سے کوئی بھی علم غیب جانتا ہوتا تو آپس میں لڑنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوتے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں حضرت علی اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کی صلاح لیتے اور لونڈی بریرہ سے کیوں پوچھتے۔ اور حضرت عائشہ رضہ سے آپ ناراضی کیوں ظاہر کرتے۔ آپ کو توبہ کے لئے کیوں فرماتے۔ توبہ تو وہ کرے جس نے گناہ کیا ہو، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس گناہ سے پاک تھیں۔ مگر بات اصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے۔ اگر عالم الغیب

Marfat.com

ہوتے تو یہاں تک نوبت اس بات کی نہ آتی۔ کیوں کہ جب قافلہ روانہ ہوا اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا ہے اور وہ ہار کی تلاش میں گئی ہیں لہذا قافلہ والوں کو تھوڑی دیر کے لئے رُک جانے کا حکم فرماتے۔ مگر میرے عزیز دوست! یہ ساری باتیں علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے ہوئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگ رفتہ رفتہ مسلمان ہونے لگے تو مکہ والوں نے آپ کا امتحان لینے کے لئے مشورہ کیا تو بات یہ طے ہوئی کہ مدینے کے یہودی عالموں سے کچھ سوال ایسے پوچھ کر لے آؤ کہ جن کا جواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ دے سکیں۔ چنانچہ قریشیوں میں سے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ کے یہودی علماء کے پاس بھیجا کہ تم جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت کل حالات ان سے بیان کرو۔ ان کے پاس اگلے انبیاء کا علم ہے، ان سے پوچھو کہ ان کی رائے آپ کی بابت کیا ہے۔ یہ دونوں مدینہ گئے۔ احبارِ مدینہ سے ملے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و اوصاف بیان کئے آپ کی تعلیم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم کو علم ہو تو بتلاؤ کہ ان کی نسبت کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیکھو ہم تمہیں ایک فیصلہ کن بات بتلاتے ہیں۔ تم جا کر اُن سے تین سوالات کرو۔ اگر جواب دے سکیں تو اُن کے سچے ہونے میں کچھ شک نہیں۔ بے شک وہ خدا کے نبی اور رسول ہیں۔ اگر جواب نہ دے سکیں تو اُن کے جھوٹا ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ پھر جو تم چاہو کرو۔ ان سے پوچھو کہ اگلے زمانے میں جو نوجوان چلے گئے تھے اُن کا واقعہ بیان کرو۔ وہ ایک عجیب واقعہ ہے۔ اور اس شخص کی حالت دریافت کرو جس نے تمام زمین کا

Marfat.com

گشت لگایا تھا۔ مشرق و مغرب ہو آیا تھا۔ اور روح کی بابت دریافت کرو۔ اگر وہ بتلا دیں تو اُسے نبی مان کر اُس کی اطاعت کرو۔ اگر نہ بتا سکے تو وہ شخص جھوٹا ہے جو چاہو کرو۔ یہ دونوں وہاں سے واپس آئے اور قریشیوں سے کہا لو بھائی آخری اور انتہائی فیصلے کی بات انہوں نے بتلادی ہے۔ اب چلو محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے سوالات کریں۔ چنانچہ یہ سب آپ کے پاس آئے اور تینوں سوالات کئے۔ آپ نے فرمایا تم کل آؤ۔ میں تمہیں جواب دوں گا لیکن آپ انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ پندرہ دن گزر گئے نہ تو آپ پر وحی آئی اور نہ اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب معلوم کرایا گیا۔ اہلِ مکہ میں ہلچل مچ گئی اور کہنے لگے کہ لیجئے صاحب کل کا وعدہ تھا۔ آج پندرہ دن ہو گئے لیکن وہ بتلا نہیں سکے۔ ادھر آپ کو دوسرا غم ستانے لگا۔ ایک تو قریشیوں کو جواب نہ ملنے پر اُن کی باتیں سُننے کا اور دوسرا وحی کے بند ہو جانے کا۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام سورہ کہف لے کر نازل ہوئے۔ اُس میں انشاء اللہ نہیں کہنے پر آپ کو ڈانٹا گیا۔ ان نوجوانوں کا قصہ بیان کیا گیا، اور مشرق سے مغرب تک جانے والے کا ذکر کیا گیا اور روح کی بابت جواب دیا گیا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۵ ص ۸۳ سورہ کہف کے پہلے رکوع کی تفسیر میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم قریشیوں کو جواب دیتے وقت انشاء اللہ کہنا بھول گئے تھے تو پندرہ دن تک وحی نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم جواب نہ دے سکے اور جواب نہ ملنے پر مکہ میں ایک شور برپا ہو گیا تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہوتا تو کیوں اس قدر حیران و پریشان ہوتے اور انشاء اللہ کہنا کیوں بھول جاتے جس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔

Marfat.com

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ کہف کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہرگز ہرگز کسی کام پر یوں نہ کہنا کہ میں اسے کل کروں گا۔
مگر ساتھ ہی انشاء اللہ کہہ لینا"

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ مائدہ کے پندرھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جس دن اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کر کے دریافت
فرمائے گا کہ تم کیا جواب دیئے گئے وہ کہیں گے خدایا ہمیں کچھ علم نہیں
بے شک تو تمام چھپی ہوئی باتوں کو بخوبی جاننے والا ہے"

رسولوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا کہ تمہاری امتوں نے تمہیں مانا یا نہیں۔ رسولوں کا یہ جواب کہ ہمیں کچھ خبر نہیں، یہ حال اُس دن دہشت کی وجہ سے ہوگا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ جواب نہ دے سکیں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ عقل جاتی رہے گی۔ پھر دوسری منزل میں ہر نبی اپنی اپنی امت پر گواہی دے گا۔ گو انبیا جانتے تھے کہ کس کس نے ہماری نبوت ہمارے زمانے میں قبول کی لیکن کیونکہ وہ ظاہر کے دیکھنے والے تھے۔ اور خداوند عالم باطن میں بھی دیکھنے والا ہے۔ اس لئے ان کا جواب بالکل درست ہے کہ ہمیں علم حقیقی مطلق نہیں۔ تیرے علم کی نسبت تو ہمارا علم محض لاعلمی ہے۔ حقیقی عالم تو صرف تو ہی ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۷ صفحہ ۴۵)

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا الٰہی ! سفیان پر لعنت بھیج۔ الٰہی حارث

Marfat.com

بن ہشام پر لعنت بھیج. الٰہی صفوان بن اُمیہ پر لعنت بھیج (مختصر) (ترمذی شریف جلد دوم صہ ۱۶۶ حدیث ۸۶۳ سورہ آل عمران کی تفسیر میں.

اے عزیز میرے! کتاب پڑھنے والے. خوب دھیان سے پڑھنا. اس حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آدمیوں کے نام لے لیکر لعنت کر رہے ہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے.

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے تیرھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے.

"اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم! تمہارے اختیار میں کچھ نہیں ہے. خدا چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے چاہے تو عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں"

اس آیت شریفہ کی تفسیر میں اور اوپر والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ جن لوگوں پر حضور ص نے لعنت بھیجی تھی وہ سب مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا. یعنی پکے مسلمان اور مومن ہو کر دنیا سے رحلت فرمائی.

یہ تینوں شخص دشمن کی فوج کے سردار تھے. لکھتے ہیں کہ جنگِ اُحد والے دن لڑائی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت مبارک شہید ہو گیا تھا. اسکے علاوہ اور بھی زخم لگے تھے. اس وقت آپ نے ناراض ہو کر ان لوگوں پر لعنت بھیجی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو لعنت کرنے سے منع فرما دیا.

اب آپ ہی انصاف کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر علم غیب ہوتا

Marfat.com

کہ یہ لوگ مسلمان ہو جانے والے ہیں اور میری لعنت پر اللہ تعالیٰ ممانعت کا حکم نازل فرمائے گا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہرگز لعنت نہیں فرماتے۔ مگر بات یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بہت سی چیزیں ہیں جن کا علم اللہ نے کسی کو نہیں کرایا ہے۔ نہ نبیوں کو نہ ولیوں کو نہ فرشتوں کو۔ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس سال، کس مہینے میں اور کس دن یا کس رات میں وہ آئے گی۔ اسی طرح بارش کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں ہے کہ کب آئے گی۔ اور کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ کے پیٹ کا بچہ نر ہوگا یا مادہ۔ سُرخ ہوگا یا سیاہ۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل نیکی کرے گا یا بدی۔ مرے گا یا جیئے گا۔ بہت ممکن ہے کہ کل مَوت یا آفت آجائے اور کسی کو یہ خبر نہیں کہ کس زمین میں وہ دبایا جائے گا یا سمندر میں بہایا جائے گا، یا جنگل میں مرے گا، یا نرم یا سخت زمین پر مرے گا۔ (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۲۱ صہ ۵۹ سورہ لقمان کے چوتھے رکوع کی تفسیر میں)

میرے عزیز دوستو! ان حدیثوں اور آیتوں سے معلوم ہوا کہ جناب رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اتنا ہی علم تھا جتنا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا تھا لیکن جہاں پر خدا کی طرف سے آپ کو اطلاع نہیں دی گئی وہاں پر آپ کو اپنے آس پاس اور قریب کی ہونے والی باتوں تک کا علم نہ تھا۔ جب یہ بات ظاہر ہو چکی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہ تھے۔ عالم الغیب صرف اللہ عزّ و جل ہے۔ تو اب جاہل واعظوں اور بے دین لوگوں نے گمراہ کرنے کے لئے جہالت کا دوسرا دروازہ کھولا۔ اور کہتے ہیں کہ زندگی میں تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو

Marfat.com

کل علمِ غیب نہیں تھا۔ وفات کے وقت کل علمِ غیب اور اختیارات دے دیئے گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات بھی بالکل جھوٹ، سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ آنکھوں کے اندھے، جیب کے بندے، پیٹ کے پجاری، نفس کے غلام اور شریعت کے دشمن، اُمتِ محمدیہ کو گمراہ کرنے کے لئے نئی نئی چالیں چلتے ہیں۔ اور نئی نئی باتیں گھڑتے ہیں۔ حالانکہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اس بات کو بھی کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ سنئے حدیث۔

حدیث:- سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی میں انکو پہچان لونگا اور وہ مجھ کو پہچان لیں گی، پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا، یہ لوگ تو میرے ہیں یا میرے طریقہ میں ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں، انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں (یہ سن کر) میں کہوں گا وہ لوگ دور ہوں مجھ سے دور، خدا کی رحمت سے دور جنہوں نے میرے دین میں میرے بعد تبدیلی کر ڈالی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص۸۰۲ حدیث ۵۲۰۱ حوض کوثر اور شفاعت کے بیان میں۔ اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری ص۲۴۰ حدیث ۱۴۸۷ کتاب الحوض میں دوسری سند سے بھی ہے)

اے عزیز میرے! تو سنت والجماعت کا دعویٰ اس لئے کرتا ہے کہ جی بھر کر قرآن مجید کو... ٹھکرائے۔ جی بھر کر حدیثوں سے انکار کرے۔ آپ نے خود ہی فیصلہ

Marfat.com

فرما دیا۔ یعنی نہ آپ کو اختیار رہا کہ جی چاہتے ہوئے بھی اپنی امت کے ان لوگوں کو حوضِ کوثر کے پانی سے سیراب کر سکے۔ اور نہ آپ کو یہ معلوم کہ میری وفات کے بعد ان لوگوں نے شریعت کی کیا حالت بنا رکھی تھی۔ پھر آپؐ کو وفات کے بعد علم غیب اور اختیارات کہاں ملے؟۔

قرآن شریف کے بارھویں[12] پارہ میں سورہ ہود کے دسویں رکوع کے اندر آیت نمبر[123] میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"زمین اور آسمانوں کا علمِ غیب اللہ ہی کو ہے"

اے میرے عزیز دوست! اگر اتنا سمجھانے پر بھی آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کو جہالت نے کس قدر جاہل بنا دیا ہے۔ قرآن حکیم کو کھول کھول کر بیان کر دیا۔ حدیثوں کو واضح طور پر سمجھا دیا۔ تفسیر کو بھی آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اتنا سمجھانے پر بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آتا، اس کیلئے جتنا بھی افسوس کیا جائے بخدا کم ہے۔

٭

Marfat.com

۱۸

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علمِ غیب

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب اُحد کے دن مشرکین بھاگے تو ابلیس چلایا کہ اے خدا کے بندو، اپنے پیچھے والوں کو (اور پیچھے بھی مسلمان ہی تھے) پس آگے والے مسلمان (پیچھے والے مسلمانوں پر) ٹوٹ پڑے اور وہ اور پیچھے والے باہم لڑنے لگے۔ پس حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو اپنے والد یمان کو دیکھا تو کہنے لگے کہ اے خدا کے بندو۔ میرے باپ میرے باپ۔ اگر خدا کی قسم وہ نہ رکے، یہاں تک کہ انہوں نے ان کے باپ کو قتل کر دیا۔ تو حذیفہ رضؓ نے کہا: اللہ تمہیں بخشے۔ عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر برابر حذیفہ رضی اللہ عنہ کو رنج رہا، یہاں تک کہ وہ اللہ عزوجل سے مل گئے (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ ص ۱۳۶ حدیث ۵۱۸ پیدائش کے بیان میں)

دیکھا میرے دوست! صحابہ کرام رضؓ کو بھی علم غیب نہ تھا۔ اگر علمِ غیب ہوتا تو حضرت حذیفہ رضؓ کے باپ حضرت یمان رضؓ کو باوجود منع کرنے کے کیوں قتل کرتے؟ اور اگر اس سے بھی زیادہ خلاصہ دیکھنا ہو تو دیکھ لو۔

صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۵ ص ۲۷۷ حدیث نمبر ۱۱۵۱ جنازہ کے بیان میں لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر

Marfat.com

رضی اللہ عنہ حاضر نہیں تھے۔ اگر وہ جانتے ہوتے کہ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ہونے والی ہے تو کیا وہ باہر جاتے ؟ ان کی غیر حاضری رہتی ؟ ہرگز نہیں مگر بات یہ تھی کہ آپ کو علم غیب نہیں تھا۔ دوسری حدیث صحیح بخاری شریف، جلد دوم پارہ ۱۴ صفحہ ۲۳ حدیث ۸۸۹ مناقب کے باب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا بیان لکھا ہے کہ وہ نماز پڑھاتے ہیں۔ پیچھے سے ایک غلام نے خنجر سے زخمی کر دیا تو آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھو تو مجھے کس نے قتل کیا۔ یعنی مجھے مارا کس نے ؟ وہ تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر دیکھتے رہے۔ معلومات کر لینے کے بعد آکر کہا کہ مغیرہ کے غلام نے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی معمولی ہستیاں نہیں تھیں۔ ان صحابہ کرام رضی سے کرامتیں بھی ثابت ہیں اور ان کے مرتبہ کے متعلق ہمارے فقہاء کرام فرماتے ہیں۔

ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو کبھی اعلیٰ درجہ کا ولی نہیں پہنچ سکتا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۳۴ مقدمہ میں)

اس بات کو مدنظر رکھو کہ جب انبیاء کرام اور صحابہ عظام کو بھی علم غیب نہیں تھا تو ولیوں، پیروں، خواجگان اور دوسرے کسی کو بھی عالم الغیب سمجھنا کھلی جہالت ہے۔ صریح غلطی ہے۔

Marfat.com

(۱۹)

علمِ غیب کے بارے میں حنفیوں کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں۔ اور وہی سمیع و بصیر ہے اس سے معلوم ہوا کہ سُننے والا اور دیکھنے والا جس طرح اللہ کی صفت ہے، اس میں کسی مخلوق کی مشابہت بالکل نہیں ہے۔ پس جس نے اللہ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے ملایا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی۔ (عین الہدایہ جلد اول ص۱۷ عقائد کے بیان میں)

علامہ جلال الدین دوانی وغیرہ نے گناہ کبیرہ یہ نقل کئے ہیں۔ شرک کرنا ساتھ نام اللہ کے۔ خواہ اُس کی ذات میں کسی کو شریک کرے یا عبادت یا استعانت میں یا علم میں یا قدرت میں یا تصرف میں یا پیدا کرنے میں یا پکارنے میں یا کہنے میں یا نام رکھنے میں یا ذبح کرنے میں یا نذر ماننے میں یا لوگوں کے امور سونپنے میں یعنی جیسا اللہ تعالیٰ کو سب کام سپرد ہیں، ایسے اوروں کو بھی جانتے (مظاہر حق۔ جلد ۱ ص۳۹ کتاب الایمان۔ باب الکبائر و علامات النفاق)

تمام بندوں کے علم خدا کے علم کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلے میں ایک قطرہ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص۵۵ سورہ لقمان کے تیسرے رکوع میں)

Marfat.com

غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے مگر ہاں جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ معلوم کرا دیتا ہے اپنے رسولوں کو غیب کی باتوں میں سے (مظاہر حق، جلد تیسری ص۲۶ باب اعلان النکاح)

کل علم غیب سوائے خدا کے اور کسی کو بھی نہیں۔ اس میں سے جتنا جس کو چاہتا ہے بتلا دیتا ہے۔ چاہے نبی ہو یا ولی، چاہے قطب ہو یا ابدال یا فرشتہ ہو سب کو معلوم وہی ہوتا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ بتا دے۔ بغیر بتائے کسی کو کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکتا۔

ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہیں تھا مگر اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دے دی (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو خبر دے دی) اور علماء حنفیہ نے خلاصہ کر دیا ہے کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے (عین الہدایہ جلد پہلی ص۲۶ عقائد کے بیان میں)

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ثابت کرنا کفر ہے۔ کیونکہ علم غیب خاص اللہ ہی کو ہے (غایۃ الاوطار ردترجمہ درمختار جلد دوم ص۱۱ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات)

میرے عزیز دوست! قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ میں علم غیب نہیں جانتا اور حدیث کریمہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں علم غیب نہیں جانتا، اور

Marfat.com

حنفی مذہب کے علماء دین نے فرمایا کہ جو شخص بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرے وہ کافر ہے۔ اتنے اتنے ثبوت ہوتے ہوئے بھی جیب بھر پیر اور پیٹ بھر مولوی اپنی جہالت اور نفسانیت پر اڑے ہوئے ہیں۔ خود بھی تباہ اور برباد ہو رہے ہیں اور بھولے ان پڑھ مسلمانوں کو بھی عقیدہ کی آڑ بنا کر تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

میرے عزیز دوست! جب ایسی ایسی ٹھوس دلیلیں جو قرآنِ پاک کی آیتوں سے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اور فقہائے کرام کے فتووں سے کھلم کھلا دی گئیں۔ اگر ایسے ٹھوس ثبوت اور مضبوط دلیلوں کو بھی یہ شریعت کے دشمن اور اپنی آخرت کو برباد کرنے والے نہ مان سکے تو پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور سُنتوں کو کیا مانیں گے اور کمال کی بات تو یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ پھر بھی دلیلوں کے سامنے سینے ٹھونک کر آتے ہیں اور ایک ہی جھٹکے میں قرآن و حدیث اور فقہائے حنفیہ کے فیصلوں تک کو ٹھکرا دیتے ہیں پھر آخر مسلمان ہو کر اور کس چیز کو مانو گے؟ خوب اچھی طرح یاد رکھ لو کہ سنّت والجماعت اسی کو کہتے ہیں جس کا ایمان اور عمل قرآن و حدیث ہی پر ہو۔

Marfat.com

(۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں چھپایا

قرآن کریم کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے دسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے رسول! پہنچا دے جو کچھ تیری طرف تیرے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو نے رسالت خدا کا حق ادا نہیں کیا۔"

اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول کے پیارے خطاب سے آواز دے کر خدائے تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے کل احکام لوگوں کو پہنچا دو (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص ۱۱۹)

اگر تو نے میرے فرمان بندوں تک نہ پہنچائے تو تو نے حق رسالت ادا نہیں کیا۔ پھر اس کی جو سزا ہے وہ ظاہر ہے۔ اگر ایک آیت بھی چھپائی تو رسالت توڑ دی (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص ۱۲۰)

اب آپ ہی سوچیں کہ یہ جو جاہل صوفی اور جاہل فقیر وغیرہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے چالیس پارے قرآن شریف کے نازل فرمائے تھے مگر اس میں سے دس پارے آپ نے کسی کو نہیں بتلائے۔ یہ جاہل

Marfat.com

لوگ اپنے آپ کو عاشقانِ رسول ﷺ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا عمل ہمیشہ کے لئے شریعت سے الگ رہا ہے۔ اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے رہتے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جو آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے احکام میں سے کچھ چھپالیا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں تبلیغ احکام کی تاکید کرتا ہے اور نبی ہمیشہ اللہ کے حکم کے موافق کیا کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۸ صـ۷۶ حدیث ۱۷۱۵ سورہ مائدہ کی تفسیر میں اور ترمذی جلد دوم صـ۱۸۴ حدیث ۹۲۶ سورہ انعام کی تفسیر میں بھی ہے)

یہ نہیں ہو سکتا کہ نبی خدا کی نازل کردہ کسی چیز کو چھپالے اور امت تک اسے نہ پہنچائے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صـ۴۲ سورہ آل عمران کے سترھویں رکوع میں)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو رہا ہے کہ تمہیں کچھ باتیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسی بتادی ہیں جو اور لوگوں سے چھپائی تھیں تو آپ نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا قسم خدا کی ہمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسی مخصوص چیز کا وارث نہیں بنایا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صـ۱۲)

کس قدر جاہل اور بد اعتقاد لوگ ہیں۔ اگر انبیا علیہم السلام ہی حق کو چھپائیں گے تو پھر حق ظاہر کون کرے گا۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ قومِ نوحؑ کس قدر مغرور تھی اور نمرود کیسا ظالم تھا اور فرعون کیسا غرور والا تھا، ان لوگوں کی کثرت، قوت اور شوکت کس قدر

Marfat.com

پھیلی ہوئی تھی۔ باوجود اس کے حضرت نوح، حضرت ابراہیم ؑ حضرت موسیٰ علیہم السلام نے اعلان کے ساتھ حق کو ظاہر کیا (عین الہدایہ جلد اول صفحہ عقائد کے بیان میں)

حدیث :۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی اُمت کو تمام نیکیاں جو وہ جانتا ہے سکھا دے اور تمام برائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں آگاہ کر دے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۵۳ سورہ نساء کے آٹھویں رکوع میں)

اب آپ ہی انصاف کریں کہ جو بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم تھا لیکن آپ نے کسی کو بتایا نہیں۔ اللہ کی پناہ۔ قرآن و حدیث اور مذہب اسلام کی شان کے خلاف باتیں بنا بنا کر خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور اوپر سے اپنے آپ کو عاشق رسول صلعم بھی کہتے ہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ خدا جانے ان لوگوں کی عقل کہاں غارت ہو گئی ہے بعض تو باوجود علم رکھنے کے گمراہ ہوئے جا رہے ہیں۔ اللہ پاک سے میری دلی دعا ہے کہ عام مسلمانوں کو اللہ پاک اپنے رحم و کرم سے ایسے گمراہوں کی تقلید سے بچائے (آمین)

Marfat.com

(۲۱)

بغیر وحی کے احکام نہیں بتلائے

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"میں تو صرف اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے"

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! تم کو کس نے منع کیا ہے کہ تم جتنی بار میرے پاس آتے ہو اس سے زیادہ آؤ۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے کہ میں اللہ کے حکم کے بغیر نہیں آتا (دیکھو بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۹ صفحہ ۵۲۵ حدیث ۱۸۳۲ سورہ مریم کی تفسیر میں)

قرآن مجید کے سولہویں پارہ میں سورہ مریم کے چوتھے رکوع کے اندر آیت ۶۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:۔

"ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے اتر نہیں سکتے"

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کیونکر آتی ہے آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ہر وحی میں فرشتہ آتا ہے کبھی گھنٹی جیسی آواز میں۔ پھر جب وحی ختم ہوتی ہے تو جو کچھ وہ فرشتہ کہتا ہے میں اُسے یاد کرلیتا ہوں۔ اور یہ وحی مجھ پر بہت سخت ہے اور کبھی فرشتہ بشکلِ انسان میرے سامنے آتا ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ پس جو کچھ وہ کہتا ہے میں اُسے یاد کرلیتا ہوں (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ ص ۱۲۵ حدیث ۴۴۶ پیدائش کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے جب اُن باتوں کا سوال کیا جاتا تھا جن کو آپ نہیں جانتے تھے تو آپؐ نزول وحی سے پہلے یوں فرماتے تھے کہ میں نہیں جانتا۔ یا جواب ہی نہیں دیتے تھے۔ رائے اور قیاس سے کچھ نہ فرماتے تھے

حدیث :- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کو تشریف لائے۔ جب آپؐ آئے تب میں بے ہوش تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی میرے اوپر چھڑکا۔ میں ہوش میں آگیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اپنے مال میں کیونکر حکم لگاؤں اور اس کا کیا کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ آیتِ میراث آپ پر نازل ہوئی (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ ص ۵۲۰ حدیث ۲۱۶۹ اعتصام کے بیان میں)

قرآن شریف کے اکیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو کچھ تیری جانب تیرے رب کی طرف سے وحی کی جاتی

Marfat.com

ہے اُس کی تابعداری کرتا رہ ۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ایک عمل سے باخبر ہے "

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کچھ بھی بتایا نہیں ہے ، جب تک کہ اللہ کی طرف سے وحی نہ آجاتی اس وقت تک شریعت کا کوئی حکم نہیں بتاتے تھے ۔

(۲۲)

میں انسان ہوں

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے دسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۹۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

" تو جواب دے کہ میرا پروردگار پاک ہے ۔ میں تو صرف ایک انسان ہوں ۔ جو رسول بنایا گیا ہوں "

کیوں میرے دوست ! ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت دیکھئے اگر کوئی کہہ دے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے تو اس کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں ، اور بولنا چالنا اور سلام وکلام بھی اس سے حرام سمجھتے ہیں ۔ اور خداوند کریم نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوادیا کہ آپ صاف صاف اعلان کے ساتھ لوگوں سے کہہ دو کہ بلا شک وشبہ میں ایک انسان ہوں جو اللہ کی طرف سے تمام جہان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں

Marfat.com

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور میں فرشتہ نہیں ہوں"

آیئے اب آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا دیا کہ آپ صاف صاف اعلان کر دیں کہ میں فرشتہ نہیں ہوں۔ اب اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر کیا تھے۔ آپ کا تعلق کونسی مخلوق سے شمار کرتے ہو۔ جنات میں سے کوئی نبی نہیں ہوا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صلا سورہ انعام کے سولہویں رکوع میں)

اب آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرشتوں میں سے نہیں تھے اور جنات میں سے کوئی نبی نہیں ہوا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو آخر کیا تھے۔ کچھ ہوں گے بھی تو۔ ہمارا تو یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں ہی میں سے تھے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور اس میں کچھ زیادتی یا کمی ہو گئی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا نماز میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے؟ آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی اتنی نماز پڑھی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدموں کا رخ قبلہ کی طرف پھیر دیا، اور قبلہ رخ ہو کر دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر نماز میں کوئی تبدیلی ہوتی تو میں اس سے

Marfat.com

تم کو خبردار کر دیتا۔ میں تو ایک انسان ہوں اور جس طرح تم بھولتے ہو، میں بھی بھولتا ہوں۔ جب میں کچھ بھول جایا کروں تو تم مجھ کو بتا دیا کرو، اور تم میں سے جب کسی کو نماز کے اندر شک ہو جائے تو وہ صحیح رائے قائم کر کے نماز کو پوری کرے اور اس کے بعد دو سجدے کر لے (صحیح مسلم شریف جلد اول صلا۱ حدیث ۱۲ مساجد کے بیان میں۔ اور صحیح بخاری شریف جلد اول صلا۱ حدیث ۸۵ قبلہ کے بیان میں بھی ہے)

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے گیارھویں رکوع کے اندر آیات ۹۴ اور ۹۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ انہوں نے کہا کہ کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو جواب دے کہ اگر زمین پر فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے ہوتے تو ہم بھی ان کے پاس کسی آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے"

میرے عزیز دوست! اگلے زمانے میں یہی حالت تھی کہ اکثر لوگ یہی اعتراض کر کے گمراہ ہوئے کہ کیا انسان نبی ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ اگر زمین پر فرشتے رہتے سہتے چلتے پھرتے اور بستے ہوتے تو ہم بھی کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے مگر زمین پر انسان رہتے سہتے، چلتے پھرتے اور بستے ہیں۔ اس لئے ہم انسان ...... ہی کو نبی بنا کر بھیجتے ہیں۔ اور آپ سے پہلے بھی ہم نے نبیوں کو انسانوں میں سے ہی

Marfat.com

بجا ہے۔

قرآن شریف کے چودھویں پارہ میں سورہ نحل کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تم سے پہلے بھی ہم انسانوں کو ہی (نبی بنا کر) بھیجتے رہے جن کی جانب وحی اتارا کرتے تھے۔ پس تم اگر نہیں جانتے ہو تو یاد والوں سے پوچھ لو"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا تو عربوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ خدا کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور بالا ہے کہ وہ کسی انسان کو اپنا رسول بنائے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صـ۳۵)

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ہم نے تجھ سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے ہیں سب ہی انسان تھے جن پر ہماری وحی آتی تھی۔ تم پہلی آسمانی کتاب والوں سے پوچھ لو کہ وہ انسان تھے یا فرشتے۔ اگر وہ بھی انسان ہی تھے تو پھر ضد کرنا بے کار ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۴ صـ۳۵)

رسول سب انسان ہی ہوتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صـ۱۷ سورہ انعام کے سولہویں رکوع میں)

قرآن شریف کے اٹھارویں پارہ میں سورہ فرقان کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں

Marfat.com

میں چلتا پھرتا ہے "۔

اس بیوقوفی کو دیکھئے کہ رسول کی رسالت کے انکار کا سبب یہ بیا
کرتے ہیں کہ یہ کھانے پینے کا محتاج کیوں ہے۔ اور بازاروں میں تجارت او
لین دین کے لئے آتا جاتا کیوں ہے (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۸ ص۹۱)

یہ ان جاہلوں کا اعتراض ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اد
شریعت کا انکار کرنے کے لئے بہانے بنایا کرتے تھے تو اس کے جواب میں
اللہ تعالیٰ کا فرمان سنئے۔

قرآن شریف کے اٹھارویں ۱۸ پارہ میں سورہ فرقان کے دوسرے رکو
کے اندر آیت نمبر ۲۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کے سب
کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے"۔

اگلے سب پیغمبر بھی انسانی ضرورتیں رکھتے تھے۔ کھانا پینا ان کے سا
بھی لگا ہوا تھا۔ بیوپار تجارت اور کسبِ معاش وہ بھی کیا کرتے تھے۔ یہ چیزیں
نبوت کے خلاف نہیں ہیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۸ ص۹۵)

میں فرشتہ نہیں ہوں کہ نہ کھاؤں نہ پیوں۔ میں تو انسان ہوں اس کی
وحی اور الہام کا پابند ہوں (تفسیر حقانی جلد ۲ ص۴۷ سورہ انعام کے چھٹے رکوع میں

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سی لیتے جوتی اپنی اور سی لیتے کپڑا اپنا۔ یعنی نیا یا پرانا کہ پیوند لگاتے اسی
اور کام کرتے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں جیسے کہ کام کرتا ہے ایک تمہارا

Marfat.com

(آدمی) اپنے گھر میں۔ اور کہا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک آدمی آدمیوں میں سے۔ جوئیں دیکھتے تھے اپنے کپڑوں میں۔ (مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۴۹۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عمرہ کہتی ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم دولتکدہ (مکان) پر کیا کیا کرتے تھے۔ ؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑے میں خود ہی جوں تلاش کر لیتے تھے اور خود ہی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنے کام کر لیتے تھے (شمائل ترمذی صفحہ ۲۹۵ حدیث نمبر ۱۳ حضور صلعم کے تواضع کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیاں خود سی لیتے تھے۔ اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے۔ اور اپنے گھر کا کام اسی طرح کرتے تھے جس طرح تم اپنے گھروں میں کام کرتے ہو۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی ہی تھے۔ اپنے کپڑوں میں جوئیں خود دیکھ لیتے تھے۔ اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنی خدمت خود کر لیتے تھے (مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۸۵ حدیث ۵۵۴۳ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادت کے بیان میں)

ان حدیثوں میں جو جوں کے بارے میں ارشاد ہے اس سے ہمیں کوئی بحث نہیں۔ جوں کس کی تھی اور کہاں سے آئی تھی۔ وہ تو اللہ ہی بہتر جانے۔ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اٹھنا فقراء اور مساکین کے ساتھ زیادہ تھا

Marfat.com

دوسری بات یہ ہے کہ اہلِ مدینہ کھیتوں اور باغوں والے لوگ تھے اور جہاں پر کھیتی باڑی ہوتی ہے وہاں یعنی دیہات و قصبہ کے ماحول میں اکثر جوئیں ہو جاتی ہیں اور ایک دوسرے پر بھی چڑھ جاتی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ممکن ہے دوسروں کی چڑھ گئی ہوں اور آپ کو اپنے کپڑے دیکھنے پڑتے ہوں۔ یا ممکن ہے بغیر جوں کے خالی یوں ہی دیکھتے ہوں۔ کیونکہ کبھی کبھی یوں معلوم ہوتا ہے کہ جوں کاٹ رہی ہے اور جب اس جگہ پر دیکھا جاتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یا کسی تنکے اور بال وغیرہ کا ذرا سا ٹکڑا ہوتا ہے اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوں دیکھ رہے ہیں

مظاہر حق جلد ۴ ص ۹۲ میں علمائے دین کا فتویٰ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی تھی۔ کیونکہ جوں اسکو پڑتی ہے جس کے پسینے میں بدبو آتی ہو۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پسینے میں مشک و عنبر سے بھی زیادہ اچھی خوشبو آتی تھی۔ بہر حال یہ حدیث بیان کرنے سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا نہیں۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر جوتا سی لینا، کپڑا سی لینا اور بکری کا دودھ دوہ لینا، یہ سب کام انسان کے ہیں یا اور کسی کے؟

اس کے علاوہ اللہ کے نعل سچے عاشقانِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم جو سنتوں پر عمل کرتے آئے ہیں اور عمل کر رہے ہیں اور قیامت تک عمل کرتے رہیں گے، وہ کہاں سے آئی ہیں۔ کھانے اور پینے کی سنتیں، اٹھنے، بیٹھنے چلنے پھرنے اور بولنے کی سنتیں، سونے اور جاگنے کی سنتیں۔ بیوی بچوں سے پیار اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کی سنتیں، دوست برادر اور ہر رشتہ دار سے سلوک کرنے کی سنتیں

Marfat.com

پیشاب اور پائخانہ کی سنتیں، سلام وکلام کی سنتیں، کپڑے پہننے اور اتارنے کی سنتیں، حجامت وغیرہ کی سنتیں۔ ان کے علاوہ وضو، نماز، روزہ حج، عمرہ اور سفر کی سنتیں یہ سب کہاں سے آئیں۔ ہم جو سُنّت والجماعت کا دعویٰ کرتے ہیں یہ کونسی سُنّت اور کس کی سنت ہے۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے تو پھر یہ سب سنتیں کہاں سے لائے اور کس نے سکھائی ہیں۔

قرآن شریف کے سولہویں[۱۶] پارہ میں سورہ کہف کے بارھویں[۱۲] رکوع کے اندر آیت نمبر[۱۱۰] میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اعلان کردے کہ میں تو تم جیسا ہی انسان ہوں"

میرے عزیز دوست! یہاں تک تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے کے ثبوت میں آیتیں اور حدیثیں سنیں۔ اب جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کا انکار کرتے ہیں اور جس حدیث سے دلیل لیتے ہیں وہ حدیث اور اس کا جواب بھی سن لیجئے۔

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وصال سے اُن پر رحم کھا کر منع فرما دیا، تو صحابہ نے عرض کیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں میرا پروردگار مجھے کھلاتا پلاتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۸ صفحہ ۴۳۹ حدیث نمبر ۱۸۱۳ روزہ کے بیان میں)

وصال کہتے ہیں لگاتار سحری اور افطار کے بغیر روزہ رکھنے کو۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم وصال کرتے تھے۔ اور آپ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی

Marfat.com

کرنے لگے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمادیا تو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں۔

میں تم جیسا نہیں ہوں کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں انسان ہی نہیں ہوں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ اور تمہیں کون کھلائے گا، پلائے گا۔ لہذا مرتبہ کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں۔

قرآن شریف کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورہ احزاب کے چوتھے رکوع کے اندر آیت ۳۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو"

میرے عزیز دوست! کچھ عقلمندی اور سمجھداری سے کام لینا۔ وہ تو حدیث تھی اور یہ تو آیت ہے اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اب آپ ہی انصاف کریں کہ وہ عورتیں نہیں تھیں تو پھر اور کون تھیں اور کیا تھیں؟ ۔تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ عورتیں ہی نہیں تھیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ پرہیزگاری اور مرتبہ میں تم دوسری عورتوں سے افضل ہو۔ اور یہی مطلب اس حدیث کا ہے جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم جیسا نہیں ہوں تو اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسان ہی نہیں تھے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تقوے پرہیزگاری اور نبوت ورسالت کے بلند مرتبوں کے لحاظ سے تم جیسا نہیں ہوں اور آپ کے مرتبہ کے بارے میں آیتیں اور حدیثیں آگے آئیں گی انشاءاللہ۔

قرآن مجید کے تیرھویں پارہ میں سورۂ رعد کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۸

Marfat.com

میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"اور تجھ سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا "

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے کہ جیسے آپ باوجود انسان ہونے کے رسولِ خدا ہیں اسی طرح آپ سے پہلے کے تمام رسول بھی انسان ہی تھے۔ کھانا کھاتے تھے ۔ بازاروں میں چلتے پھرتے تھے اور بیوی بچوں والے تھے (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۱۳ صفحہ ۵)

اب اس آیتِ شریفہ سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے ۔ کیونکہ آلِ رسول صلعم آج بھی موجود ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گی ۔ اس کے علاوہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا، پردادا ماں، نانی، پرنانی اور چچا، چچی یعنی ہر رشتہ دار موجود تھا۔ پھر کیوں انکار ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم انسان نہیں تھے ۔

اے عزیز دوست میرے یہ ہے ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی کھُلی ہوئی جہالت ۔

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ سورہ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں ۔ اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔"

Marfat.com

قرآن شریف کے تیسویں پارہ میں سورہ والتین کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا"

ان دونوں آیتوں سے دلیل ملی ہے کہ انسان فرشتوں سے افضل ہے حضرت زید بن اسلم کہتے ہیں کہ فرشتوں نے کہا خدایا تو نے اولادِ آدم کو دُنیا دے رکھی ہے۔ وہ کھاتے پیتے ہیں اور موج مزے کرتے ہیں تو تو اس کے بدلے میں ہمیں آخرت میں ہی عطا فرما۔ کیونکہ ہم اس دنیا سے محروم ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اس کی نیک اولاد کو جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، اس کے برابر میں اُسے ہرگز نہ کروں گا جسے میں نے کلمہ کن سے پیدا کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صـ۵۷ سورہ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع میں)

میرے بھائی صاحب آپ کو ایک مثال دے کر سمجھاتا ہوں امید ہے کہ انشاء اللہ آپکی سمجھ میں بات آجائے گی۔ آپ جانتے ہیں کہ پتھر تو پتھر ہی ہوتے ہیں۔ مگر ہیرا پتھر ہی میں سے بنتا ہے سوائے پتھر کے اور کسی چیز میں سے نہیں بنتا۔ سونا، چاندی، تانبہ، پیتل اور لوہا وغیرہ سے نہیں بنتا ہے۔ اگر آپ انکار کریں گے کہ یہ ہیرا پتھر سے نہیں بنتا ہے تو گویا آپ نے ہیرے کا انکار کیا۔ کیونکہ ہیرا سوائے پتھر کے اور کسی سے نہیں بنتا۔ یہی مثال تمام نبیوں اور رسولوں کی ہے کہ نبی جو ہوتے ہیں وہ انسانوں ہی میں ہوتے ہیں فرشتوں یا جنوں میں سے کوئی بھی آج تک انسانوں کے لیے نبی اور رسول بن کر نہیں آیا۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھولے۔

☆

Marfat.com

(۲۳)

بہترین اُمّت

جس طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک تمام انبیا علیہم السلام میں سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ اسی طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی شان تمام نبیوں کی اُمتوں سے اعلیٰ اور افضل ہے۔

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے گیارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں"

حدیث :۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ غالب ہی رہے گا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ ص۵۲۱ حدیث ۲۱۷۱، اعتصام کے بیان میں۔ اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۸۰ حدیث ۲۴۵ کتاب العمارہ میں بھی ہے)

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے بارھویں رکوع

Marfat.com

کے اندر آیت نمبر۱۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

میرے محترم دوست! بھلائی کا حکم کرنے والوں اور بُرائی سے روکنے والوں کی فضیلت سنئے۔

حدیث :- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے مالک نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری اُمت کے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہونگے۔ ان کے علاوہ میرے مالک کی تین مٹھیاں ہوں گی۔ (جو حشر کے میدان میں سے بھر کر جنت میں ڈال دی جائیں گی) (ابن ماجہ شریف صفحہ ۴۶۵ حدیث نمبر ۲۷۹ پرہیزگاری کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۶ حدیث ۳۰ ابواب القیامۃ والرقائق)

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے رب نے ستر ہزار آدمیوں کو میری امت میں سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا۔ حضور! کچھ اور زیادہ طلب کرتے (تو پھر) آپ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا تو مجھے خوشخبری ملی کہ ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ فاروق اعظم رض نے کہا حضور! اور برکت کی دعا کرتے (تو پھر) آپ نے فرمایا، میں نے پھر دعا کی تو ہر ہر شخص کے

Marfat.com

ساتھ ستر ستر ہزار کا وعدہ ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر گزارش کی کہ اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور کچھ مانگتے (تو پھر) آپ نے فرمایا مانگا تو مجھے اتنی زیادتی اور ملی۔ پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر بتایا کہ اس طرح۔ راوی حدیث کہتے ہیں، اس طرح جب خدا سمیٹے تو خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر مخلوق اس میں آئیگی۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ ص ۱۳ سورہ آل عمران کے بارھویں رکوع میں)

حدیث :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو کسی نبی کے ساتھ ایک شخص مومن ہوگا کسی کے ساتھ دو آدمی ہوں گے۔ کسی کے ساتھ تین۔ کسی کے ساتھ زیادہ، کسی کے ساتھ اس سے کم کسی نبی کے ساتھ کوئی نہیں ہوگا۔ ان سے پوچھا جائے گا تم نے اپنی قوم کو تبلیغ کر دی تھی ؟ وہ عرض کریں گے جی ہاں کر دی تھی۔ تب اُن کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا (کہ کیا ان نبیوں نے تم کو میرا پیغام پہنچایا تھا ؟) وہ لوگ اس سے انکار کر دیں گے تب اللہ تعالیٰ (نبیوں سے) فرمائے گا۔ تمہارا گواہ کون ہے ؟ وہ بھی عرض کریں گے۔ امتِ محمدی۔ اس وقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائیگا کہ فلاں فلاں نبی نے اپنی امت کو تبلیغ کر دی تھی ؟ یہ عرض کریں گے جی ہاں کر دی تھی۔ ان سے سوال ہوگا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا۔ وہ عرض کریں گے ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام نبیوں نے اپنی قوموں کو تبلیغ کر دی تھی۔ اور ہم نے اپنے پیغمبر کے لائے ہوئے کی تصدیق کی تھی۔

(ابن ماجہ شریف ص ۶۵۰ حدیث ۴۲۸۱ پرہیزگاری کے بیان میں)

Marfat.com

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے سترھویں رکوع کے اندر آیت ۱۴۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"ہم نے اسی طرح تمہیں عادل (یعنی انصاف کرنے والی) اُمّت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں "

سبحان اللہ! یہ شان ہے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی جو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور بُرائی سے روکنے والے ہیں ۔ ان کی گواہی سے بعض نبیوں کا چھٹکارا ہوگا ۔ اب اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کا کیا مرتبہ ہوگا ۔

میرے پیارے بھائیو! یہ مرتبہ اور عالی شان مقام ہے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا کہ انبیا علیہم السلام کے درمیان یہ لوگ گواہ منصف فیصل اور جج بن کر کھڑے ہوں گے ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے لوگوں کو بُرائی سے روک کر جہالت سے نکالا اور نیکی وبھلائی کا حکم کرکے شریعت پر لا کھڑا کیا ۔ مگر میرے عزیز! یہ ایک بہت ہی کڑوی حقیقت ہے کہ آج امتِ محمدیہ کے اکثر لوگ طرح طرح کی برائیوں میں پھنسکر اس عالی شان مرتبے کو ٹھکرا رہے ہیں ۔ عام جاہل لوگوں کی بات تو الگ رہی ، جو خاص خاص لوگ ہیں وہ بھی بدترین جہالتوں کے شکار ہیں ۔ آپ کے سامنے ہے کہ جیب بھرو پیر اور ان کے مرید کیسے کیسے کالے کرتوت پھیلا رہے ہیں ۔ آپ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پیٹ بھرو مولوی اور ان کے معتقدوں نے کیسے کیسے گورکھ دھندے چلا رکھے ہیں ۔ آپ دیکھ

Marfat.com

رہے ہیں کہ گمراہ صوفیوں نے کیسا دین کے اندر طوفانِ بدتمیزی برپا کر رکھا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ نام کے درویشوں، جاہل فقیروں، کور باطن سجادہ نشینوں اور درم کے غلام مفتیوں نے کس طرح اپنی دوکانیں جما رکھی ہیں۔ کیا ایسے مفسد لوگ قیامت کے دن کھڑے ہو کر انبیاء علیہم السلام کا چھٹکارا کرائیں گے۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔

یہ امت دنیا پر سچائی اور انصاف کا سکہ جمانے آئی تھی۔ یہ امت دنیا کی عداوت اور دشمنی ختم کر کے سب کو بھائی بھائی بنانے آئی تھی۔ یہ اُمت خدا کی توحید کی شیدا بن کر تمام کفر و شرک اور بدعتوں کی گندگیوں کو ختم کرنے آئی تھی۔ یہ امت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر آپ کی شریعت پر مٹنے کے لیے آئی تھی۔ وہی امت اگر جھوٹی اور بے انصاف بن جائے۔ وہی امت اگر لوگوں میں عداوت اور دشمنی پیدا کرنے لگے۔ وہی امت اگر خدا کی توحید سے ہٹ کر کفر و شرک اور بدعتوں میں مبتلا ہو جائے۔ وہی امت اگر شریعت سے ہٹ کر جہالت پر آ جائے تو پھر دنیا کی اصلاح کونسی اُمت کرے گی ۔۔ ؟

حدیث :۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جنتیوں کی ایک سو بیس[۱۲۰] صفیں ہوں گی۔ جن میں سے اسی[۸۰] صفیں میری امت کے لوگوں کی ہوں گی، اور باقی دوسری اُمتوں کی چالیس صفیں ہوں گی۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۶۵ حدیث ۴۲۸۵ پرہیزگاری کے باب میں)

Marfat.com

(۲۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک کے لئے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ اگر خدا کے بعد کوئی ہستی اس کی کل مخلوقات اور تمام کائنات میں بلند و بالا ہے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں تک سے اللہ نے یہ صاف فرما دیا کہ تمہاری نبوت اور شریعت اس وقت منسوخ (ختم) ہے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں رسول بن کر تشریف لے آئیں۔ اور تم کو ان کی شریعت کا پابند، ان کا مددگار اور ان کا امتی بن کر رہنا پڑے گا۔ اور اس بات پر اللہ رب العالمین نے تمام نبیوں کو جمع کر کے میثاق کے دن عہد لیا ہے۔

قرآن مجید کے تیسرے پارہ میں سورہ آل عمران کے نویں رکوع کے اندر آیت نمبر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہیں اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کیا تم اس کے اقراری ہو؟ اور اس پر میرا

Marfat.com

ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا ہیں اقرار ہے۔ فرمایا تو اب گواہ رہو اور خود میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں"

حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی وہ یہی تلقین کرے کہ وہ بھی حضور پر ایمان لائے اور آپ کی تابعداری میں لگ جائے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۸۴)

میرے عزیز دوست! یہ ہے وہ بلند مقام اور بڑا مرتبہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے۔ یہ ہے وہ شان و مرتبہ جو قرآن مجید بتا رہا ہے کہ رسولوں اور نبیوں کی مقدس جماعت بھی اقرار کرتی ہے کہ اگر خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانے میں تشریف لائے تو ہم اپنی شریعت چھوڑ کر آپ کی شریعت پر چلیں گے اور اپنی نبوت کو ختم سمجھ کر آپ کی اطاعت میں لگ کر آپ کے امتی بن جائیں گے۔ بے شک آپ امام انبیاء اور سردار انبیاء ہیں جن کا تذکرہ ہر نبی نے اپنے زمانے میں کیا۔

بعض حدیثوں میں ہے کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع (تابعداری) کے سوا چارہ نہ تھا۔ پس ثابت ہوا کہ ہمارے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور امام اعظم ہیں۔ جس زمانے میں بھی آپ کی نبوت ہوتی آپ واجب الاطاعت تھے اور تمام انبیاء کی تابعداری پر جو اس وقت ہوں، آپ کی فرمانبرداری مقدم رہتی۔ یہی وجہ تھی کہ معراج والی

Marfat.com

رات کو بیت المقدس میں تمام انبیاء کے امام آپ ہی بنائے گئے۔ اسی طرح میدانِ محشر میں خدائے تعالیٰ کو فیصلوں میں لانے کے لئے شفیع آپ ہی ہوں گے یہی وہ مقامِ محمود ہے جو آپ کے سوا اور کسی کے لائق نہیں۔ تمام انبیا اور کل رسول اس دن اس کام سے منہ پھیر لیں گے۔ بالآخر آپ ہی خصوصیت کے ساتھ اس مقام میں کھڑے ہوں گے۔ خدائے تعالیٰ اپنے درود و سلام آپ پر ہمیشہ ہمیشہ بھیجتا رہے۔ قیامت کے دن تک (آمین) (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۳ ص۸۵)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی (صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص۱۲۶ حدیث ۶۲۰ فضائل کے بیان میں)

دیکھا میرے عزیز! ہماری خوش نصیبی کے کیا کہنے۔ ہم ایسے برگزیدہ نبی ؐ کی اُمت ہیں جن کی تابعداری کرنے اور جن کی اُمت میں شامل ہونے کے لئے بڑے بڑے نبیوں اور رسولوں تک نے خوشی سے اقرار کیا اور اس اقرار میں اپنی سعادتمندی سمجھی۔ لیکن ہماری بدبختی اور جہالت کا بھی کوئی ٹھکانا نہیں۔ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ہم دور ہو گئے۔ یہاں تک کہ اگر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات ہمیں سنائی جاتی ہے تو وہ ہمیں ناگوار معلوم ہوتی ہے اور یہ سب کچھ ان نادان پیروں اور جاہل مولویوں کی وجہ سے ہو رہا ہے جو آج امتِ محمدیہ کی آنکھوں میں دھول جھونک کر گمراہی کا بازار گرم

Marfat.com

کئے ہوئے ہیں۔ خود ہی فیصلہ کرلو کہ یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی، اُن کے مرید اور مقتدی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور امت کے مددگار ہیں یا دشمن! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شانِ مبارک دیکھنی ہو تو قرآن مجید کھول کر دیکھو کہ صرف نبیوں نے ہی اپنی اُمتوں کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں بتائی بلکہ اُن پر جو کتابیں نازل ہوئی ہیں اُن میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پہچان کرادی اور بتادیا کہ آپؐ کی اطاعت واجب ہے۔

قرآن مجید کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے انیسویں ۱۹ رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۵۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"جو لوگ ایسے رسول نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

جو لوگ نبی اُمّی کا اتباع کرتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں انہیں اس پیش گوئی کا علم ہے جو اُن کی کتابوں توریت و انجیل میں نبی امی سے متعلق لکھی ہوئی ہیں۔ کتبِ انبیاء میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے جنہوں نے اپنی اپنی امت کو آپ کی بعثت کی خوشخبری دی ہے اور ان کا مذہب اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے۔ ان کے علما اور راہب اس چیز کو جانتے ہیں۔ مسند امام احمد میں ہے کہ ایک بدوی (دیہاتی) نے بیان کیا ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دودھ بیچنے کے لئے مدینہ میں گیا۔ بیع سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کہا چلو اُن سے بھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے) مل لوں اور ان سے کچھ باتیں سُنوں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ

Marfat.com

جا رہے ہیں۔ میں بھی پیچھے ہو لیا۔ یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات جانتا تھا اس کا لڑکا قریب الموت تھا۔ نوجوان اور خوبصورت۔ وہ اُس کے پاس بیٹھا ہوا تعزیتِ نفس کی خاطر توریت پڑھ رہا تھا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس یہودی سے باتیں کرنے لگے اور فرمایا کہ تمہیں تورات نازل کرنے والے کی قسم ہے۔ سچ بتاؤ اس (توریت) میں میرا ذکر اور میری بعثت کی خبر بھی ہے کہ نہیں۔ اُس (یہودی) نے سر ہلا کر کہا "نہیں" تو اس کا قریب الموت نوجوان لڑکا بول اُٹھا کہ توریت نازل کرنے والے کی قسم کہ ہم اپنی کتابوں میں آپ کی بعثت کی خبر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ؐ ہیں۔ جب وہ مرگیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہودیوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ پھر آپ نے اُس کے کفن اور نماز کا انتظام کیا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۹ صفحہ ۲۹)

حدیث :۔ عطا ابن یسار رضؓ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملا اور پوچھا کہ تورات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو صفات مذکور ہیں ان سے مجھ کو آگاہ کرو۔ عبداللہ بن عمرو رضؓ نے کہا ہاں (میں تم کو آگاہ کرتا ہوں) خدا کی قسم تورات میں آپ کی بعض وہی صفات مذکور ہیں جو قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی اے نبیؐ ہم نے تجھ کو (امت پر) شاہد بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا (ثواب کی) اور ڈرانے والا (عذاب سے) اور اُمیوں کی پناہ۔ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ نہ تو تو بدخو ہے۔ نہ سخت گیر۔ اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا۔ اور وہ ۔ ۔ ۔ برائی کو برائی کے ساتھ دور نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا ہے اور مغفرت کی دعا کرتا ہے اور اللہ اُس کی روح کو اس وقت

Marfat.com

تک قبض نہ کرے گا جب تک کہ گمراہ قوم کو اس کے ذریعہ راہ راست پر نہ لے آئے اس طرح سے کہ وہ لوگ اس کا اعتراف کرلیں گے کہ خدا کے سوا کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور اس وقت تک اُس کی روح خدا قبض نہ کرے گا جب تک اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بے حس دلوں کو اس کلمہ کے ذریعہ درست نہ کر دیں (مشکوٰۃ شریف جلد دوم صنہ ۸۴ حدیث ۵۴۷۵ باب فضائل سید المرسلینؐ)

دیکھا میرے عزیز! یہ شان مبارک ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ نبیوں نے بھی خوشخبری دی اور اُن پر نازل شدہ کتابوں نے بھی ہمارے رسولؐ کی صفتیں بیان کیں۔ لیکن یہ یہودی اس وقت انکار کر بیٹھے جب آپ رسول بن کر دنیا میں تشریف لائے۔ یہود و نصاریٰ آپ کی نبوت سے پہلے اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی صفتیں مکہ اور مدینہ والوں کو بتایا کرتے تھے۔ اور کئی یہودی عالم اور نجومی تو مدینہ طیبہ میں اپنے بوریئے اور بستر جمائے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ اللہ کے آخری پیغمبر کے مبعوث ہونے کا زمانہ قریب ہے اور مدینہ طیبہ میں آپ ہجرت کر کے تشریف لائیں گے۔ لیکن جب آپ تشریف لائے تو انہوں نے صرف اس وجہ سے انکار کر دیا کہ ہم یہودی اور نصرانی ہو کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان لائیں۔ ہم میں سے اگر آپ ہوتے تو ہم ایمان لاتے اور یہ کہہ کر اُن باتوں کو بھی چھپا گئے جن کو وہ اپنی کتابوں میں سے بیان کیا کرتے تھے۔

قرآنِ کریم کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے گیارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جن کے پہلے یہ خود اُس کے ساتھ کفر پر فتح چاہتے تھے تو

Marfat.com

باوجود آجانے اور باوجود پہچان لینے کے پھر کفر کرنے لگے۔ اللہ کی لعنت ہو ان کافروں پر۔"

جب کبھی یہودیوں اور عرب کے مشرکین کے درمیان لڑائی ہوتی تو یہود کہا کرتے تھے کہ عنقریب خدا کی سچی کتاب لے کر خدا کے ایک عظیم الشان پیغمبر تشریف لانے والے ہیں۔ ہم اُن کے ساتھ ہو کر تمہیں ایسا قتل و غارت کرینگے کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں گے۔ اللہ تعالےٰ سے دعائیں کیا کرتے تھے کہ خدایا تو اُس نبی کو جلد بھیج جس کی صفتیں ہم تورات میں پاتے ہیں تاکہ ہم اُن پر ایمان لاکر، اُن کے ساتھ ہو کر اپنا بازو مضبوط کر کے تیرے دشمنوں سے انتقام لیں۔ مشرکوں سے کہا کرتے تھے کہ اُس نبی کا زمانہ اب بالکل قریب آگیا ہے۔ لیکن جس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تمام نشانیاں آپ میں دیکھ لیں، پہچان لیا۔ دل سے قائل ہو گئے۔ مگر آپ چونکہ عربوں میں سے تھے، اس لئے حسد کر کے آپ کی نبوت کا انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی لعنت میں آگئے بلکہ وہ مشرکین جو مدینہ میں تھے۔ اور جو اُن سے یہ سنتے چلے آتے تھے اُنہیں ایمان نصیب ہوا اور بالآخر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر یہود پر غالب آگئے۔ ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل، حضرت بشر بن براء اور حضرت داؤد بن سلمہ رضی اللہ عنہم نے ان یہودِ مدینہ سے کہا بھی کہ تم تو ہماری شرک کی حالت میں ہم سے حضور ص کی نبوت کا ذکر کیا کرتے تھے۔ جو جو اوصاف تم حضرت کے بیان کیا کرتے تھے وہ تمام اوصاف آپ میں موجود ہیں۔ پھر تم خود کیوں ایمان نہیں لاتے۔ آپ کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ تو سلام بن مشکم نے جواب دیا کہ ہم انہیں نہیں کہتے تھے۔ اِسی کا ذکر اِس

Marfat.com

اس آیت میں ہے کہ پہلے سے مانتے تھے، منتظر تھے۔ لیکن آنے کے بعد حسد اور تکبر سے اپنی ریاست کے کھوئے جانے کے خیال سے صاف انکار کر بیٹھے (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۱۴۲)

میرے عزیز دوست! یہ تھے یہودی کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے کا دعویٰ کرتے تھے۔ آپ کا ساتھ دینے کی ڈینگیں مارتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کا دعویٰ کرتے تھے لیکن جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت دے کر بھیجا تو یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ انکی محبت کے دعوے، اُن کے ایمان لانے کے دعوے، اُن کے عشقِ رسول ص کے دعوے سب دھرے کے دھرے رہ گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے تشریف لائے تو ان یہودیوں نے صاف انکار کر دیا۔

اے میرے بھولے بھالے عزیز دوست! ذرا آنکھیں کھول کر ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھو تو آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ ان یہودیوں کے نقش قدم پر چلنے والے آج اکثر مسلمان ہی ہیں۔ عشقِ رسول ص کا دعویٰ کرنے والے مسلمان، محبت رسول کا دم بھرنے والے مسلمان، یا رسول کا نعرہ لگانے والے مسلمان، آپ ص کے بالوں پر جان دینے والے مسلمان، آپ ص کے قدم کے نشان کو پوجنے والے مسلمان ایسے ملیں گے کہ اگر شریعتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی صحیح بات کسی اللہ والے سے سُنتے ہیں تو اس طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جس طرح جنگلی جانور جان چھڑا کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں، اور اس طرح شریعت کی ٹھوس باتوں کا انکار کر دیتے ہیں جس طرح یہودیوں نے انکار کر دیا تھا۔

Marfat.com

میرے عزیز دوست! ایسے جعلی طریقوں سے اور جھوٹے دعووں سے رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں بڑھتی بلکہ آپ کی توہین ہوتی ہے۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جعلی طریقوں اور جھوٹے دعووں سے شانِ مبارک بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کو اتنا بڑھایا اور اتنا شرف عطا فرمایا کہ اس سے پہلے اور بعد میں اولادِ آدم کے اندر کسی کو بھی نہیں دیا۔

قرآن شریف کے تیسویں پارہ میں سورہ الم نشرح کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا"

ابو نعیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدایا مجھ سے پہلے جتنے انبیاء ہوئے ہیں ان سب کی تو نے تکریم کی۔ ابراہیم ؑ کو خلیل بنایا۔ موسیٰ ؑ کو کلیم بنایا۔ داؤد ؑ کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا۔ سلیمان ؑ کے لئے ہواؤں کو تابع کیا اور شیاطین کو بھی۔ عیسیٰ ؑ کے ہاتھ پر مُردے زندہ کرائے ہیں۔ پس میرے لئے کیا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تجھے ان سب سے افضل چیز نہیں دی کہ میرے ذکر کے ساتھ ہی تیرا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی ؑ کا نام ملا لیا جبکہ مؤذن پانچوں وقت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتا ہے۔ آپ کی عزت واجلال کے اظہار کے لئے اپنے نام سے آپ کا نام نکالا۔ دیکھو وہ عرش والا محمود ہے اور آپ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۳۰ صفحہ ۵۹ پر اوپر کی یہ دونوں باتیں ہیں)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! یہ ہے آپؐ کی شان مبارک کہ آج تک سینکڑوں برس، ہزاروں سال گزر گئے، دُنیا کی کروڑوں مسجدوں میں لاتعداد لوگ اپنی اذانوں میں، نمازوں میں آپ کا کلمہ بلند کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس طرح سے اللہ پاک برابر اعلان کرتا چلا آرہا ہے کہ تمہارے لئے نمونۂ عمل اور اطاعت کے قابل ہمارے بندوں میں صرف ایک ہی ذات ہے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک۔

مگر ہائے ہندوستان کے مسلمانوں کی جہالت کہ کسی نے آپؐ کو چھوڑ کر اپنے "حضرت" کو پکڑ لیا، کسی نے آپؐ کو چھوڑ کر اپنے نادان پیر کو پکڑ لیا، کسی نے آپ کو چھوڑ کر جاہل مولویوں کو پکڑ لیا اور کسی نے خواجہ کو پکڑ لیا اور کسی نے درویش کو پکڑا اور کسی نے کسی ولی اور صوفی کو پکڑا۔ اگر نہ پکڑا تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ پکڑا۔ اگر چھوڑا تو صرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا۔

میرے بھیا۔ یہی سب سے بڑی بدقسمتی ہے بلکہ سب سے بڑی گمراہی ہے۔ ذرا کان کھول کر سُن کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے ذرا سا بھی ہٹنا اور دوسرے کی طرف جھکنا ایکدم گمراہی ہے۔ لو دھیان سے سنو۔ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہی ایک بات ہماری ہدایت کا ذریعہ بن جائے گی۔ انشاء اللہ

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے۔ آپؐ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے تورات کو پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا۔ ابوبکرؓ نے یہ دیکھ کر کہا عمرؓ! تم کو گم کریں گم کرنے والیاں، کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے۔ جناب عمرؓ نے آپؐ کے چہرے پر نظر ڈالی اور کہا پناہ مانگتا ہوں میں اللہ سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے غصہ سے۔ راضی ہیں ہم اللہ کے رب ہونے پر اور دین اسلام پر اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر موجود ہوتے تم میں موسیٰ ؑ تو تم اُن کی اطاعت قبول کر لیتے اور مجھ کو چھوڑ دیتے (تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ) تم سیدھی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاتے۔ اگر موسیٰ ؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کے زمانے کو پا لیتے تو (یقیناً) میرا اتباع کرتے۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۱۱۳ حدیث ۱۸۲ کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ کے بیان میں)

میرے دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عالمگیر حیثیت دی ہے اور سارے جہان کا پیشوا بنا کر آپ کو بھیجا ہے۔ سارے جہان کی اطاعت گذاری صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ آپؐ رحمۃ للعالمین ہیں، سارے جہان کے لئے رحمت، پوری دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

قرآن مجید کے سترھویں پارہ میں سورہ انبیاء کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہم نے تجھے تمام جہان والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔"

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے حذیفہؓ! ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ جس کو میں نے غصہ میں برا بھلا کہہ دیا ہو یا اُس پر لعنت کر دی ہو تو سمجھ لو کہ میں بھی تم جیسا ایک انسان ہی ہوں۔ تمہاری طرح مجھے بھی غصہ آجاتا ہے۔ ہاں البتہ میں رحمۃ للعالمین ہوں تو میری دعا ہے کہ خدا میرے ان الفاظ کو بھی ان لوگوں کے لئے رحمت بنا دے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ)

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے تو کوئی ایسا نہ عنبر سونگھا نہ مشک اور نہ کوئی اور چیز جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم (کے پسینہ) کی خوشبو سے زیادہ خوشبو پائی گئی ہو۔ اور نہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے زیادہ نرم دیبا اور حریر دیکھا (یعنی ریشم و مخمل وغیرہ) (صحیح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۳۳ حدیث ۶۰ فضائل کے بیان میں اور صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۸ صفحہ ۲۴۱ حدیث ۱۸۲۲ روزوں کے بیان میں دوسری سند سے بھی ہے۔)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Marfat.com

(۲۵)

حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم

حدیث: ۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی روز ان کا انتقال ہوا۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اسی دن بے ہوشی طاری ہوگی اسی لئے اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درود آپ پر کس طرح پیش کئے جاتے ہیں۔ جبکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک محفوظ نہ ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے انبیاء کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے (ابو داؤد شریف جلد اوّل، پارہ ۶ صفحہ ۲۹۸ حدیث ۱۰۳۴ باب ۳۵۸ اور ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۷۴ حدیث ۱۰۹۷ نماز کے باب میں بھی ہے۔)

یوں تو ہر نبی اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں، کیونکہ ان کے جسم مبارک کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر کھانا یا بگاڑنا یا سڑانا حرام کر دیا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاص حیات کا شرف حاصل ہے وہ یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت

Marfat.com

قیامت تک قائم و دائم رہے گی اور باقی انبیا علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں ۔ اور یہ بھی سن لو کہ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں، ان کے اور اولیاء اللہ کے جسم مبارک کو بھی زمین خراب نہیں کر سکتی ۔

اب رہی یہ بات کہ انبیاء کرام اور اولیاء اللہ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں۔ اور اگر زندہ ہیں تو کیا وہ سن سکتے ہیں یا نہیں ؟ اور اگر سن سکتے ہیں تو کچھ کر بھی سکتے ہیں یا نہیں ؟ ان تینوں سوالوں کے جواب میں میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ۔ ہاں ان سوالوں کے جواب میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح اور مخصوص مذہب بیان کر دینا چاہتا ہوں ۔ تاکہ اہلِ سُنّت والجماعت کو حنفی مذہب کا صحیح عقیدہ معلوم ہو جائے ۔ سنیئے ۔

> امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واصحاب وسب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ اپنی آواز کسی میت کو سُنا دے لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مُردہ سُنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا چاہنا سلام اور دعا وغیرہ ہم کو شرع سے معلوم ہوا ۔ پس اپنے اٹکل سے ہم کسی چیز کو زائد نہیں کر سکتے ۔ اور آخرت کی حیات کا قیاس دُنیاوی زندگی پر بالکل غلطی ہے ۔ اس پر فقہا اور علمائے اُمت متفق ہیں ۔
> (عین الہدایہ جلد اول ص۲۳۲ صفت میت کے دفن کے بیان میں)

Marfat.com

(۲۶)

بھائی ہم کہتے ہیں یا ہم کو کہا ہے؟

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان میں بعض جگہ پر اس بات پر جھگڑے چل رہے ہیں کہ فلاں فلاں لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہیں، یہ کوئی کہنے جیسی بات ہے۔ میرے دوستو! یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ کوئی شخص مسلمان ہوکر ایسا کلمہ بھی زبان سے نکالے، مگر بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مہربانی اور رحمدلی سے ہم پر یہ کرم کیا ہے کہ آپ خود ہمیں بھائی کہتے ہیں۔ اب یہ حدیث اگر کوئی حق پرست عالم اپنے وعظ میں بیان کرتے ہیں تو فتنہ پرداز لوگ فوراً فتنہ برپا کردیتے ہیں اور ہوا ایسی پھیلاتے ہیں کہ دیکھو دیکھو یہ مولوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہتا ہے اور اپنے بھائی کے برابر سمجھتا ہے۔ اس کا عقیدہ خراب معلوم ہوتا ہے۔ یہ وہابی، دیوبندی یا تبلیغی معلوم ہوتا ہے۔ اس کا وعظ سُننا حرام۔ اس سے جو شخص محبت رکھے اس سے بھی سلام وکلام حرام جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

میرے عزیز دوست! یہ نفس پرست اور فتنہ پرداز کتنا الٹا سمجھاتے ہیں اور ہمارے بعض مسلمان بھائی ان کی باتوں کو سچ مان لیتے ہیں اور خود اپنی عقل سے کچھ نہیں سوچتے نہ کچھ تحقیقات کرتے ہیں کہ یہ جو کہتا ہے وہ آخر سچا ہے یا جھوٹا۔

Marfat.com

اب سنیئے وہ حدیث۔

حدیث :- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کی اجازت مانگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا میرے بھائی ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کرنا اور ہمیں بھولنا مت (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۴۳۷ حدیث ۱۴۱۱ دعا کے بیان میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ صفحہ ۷۵ سورہ احزاب کے پہلے رکوع میں)

حدیث :- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو بے شک ابوبکر کو خلیل بناتا مگر وہ میرے بھائی اور ہمنشین ہیں (صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۴ صفحہ ۲۱۹ حدیث ۸۴۹ فضائل صحابہ کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سفر میں صبح کے وقت ایکبار قافلہ میں وضو کے لیے پانی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کروایا تو ایک آدمی کے پاس صرف ایک برتن میں تھوڑا سا پانی نکلا۔ آپؐ نے اس میں انگلیاں ڈال دیں تو وہ برتن فوارے کی طرح جوش مارنے لگا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ پکارو سب کو کہ آکر وضو کریں۔ سینکڑوں صحابہ رضؓ نے وضو کیا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے

Marfat.com

لوگوں سے پوچھا کہ تمام مخلوقات میں سے کس کا ایمان عجیب تر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ فرشتوں کا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اُن کے ایمان میں کیا تعجب ہے۔ وہ تو بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہیں۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ کیونکر ایمان نہ لاتے۔ لوگوں نے پھر عرض کیا کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا۔ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ سینکڑوں معجزے دیکھتے ہیں ان کے ایمان میں کیا تعجب۔ البتہ عجیب ایمان ان کا ہوگا جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور میرا نام سُن کر صدق دل سے ایمان لائیں گے، وہ میرے بھائی ہیں۔ اور تم صحابہ (تفسیر حقانی جلد دوم ص۸۱ سورہ بقرہ کے پہلے رکوع میں)

میرے عزیز دوست! خوش ہونے کا مقام ہے کہ ہم غریب گنہگاروں کو کس قدر پیارا اور محبت بھرے الفاظ سے بھائی کہا ہے۔ ہم کو بھی چاہیئے کہ دنیا کی تمام رسموں اور رواجوں کو چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی شریعت پر عمل کریں۔ جھگڑے اور فتنوں سے کیا فائدہ۔ سچا عاشقِ رسول تو وہ ہے جو آپؐ کی باتوں کو دل وجان سے مان لے۔

Marfat.com

(۲۷)

انگوٹھے چومے یا درود پڑھے؟

قرآن شریف کے بائیسویں ۲۲ پارہ میں سورہ احزاب کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو۔ تم بھی اُن پر درود بھیجو، اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہو"

میرے عزیز دوست! اپنی ایمانداری سے فیصلہ کرنا اس بات کا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنے تو کیا کرنا چاہیئے۔ اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھنا چاہیئے یا درود شریف پڑھنا چاہیئے۔؟ آیت شریفہ میں تو درود پڑھنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندوں کو تاکید کر رہا ہے اور ہندوستان کے بعض مسلمان بھائی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سُنتے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگاتے ہیں اور جو اس طرح نہ کرے اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے بلکہ وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی جہالت۔ اس مصیبت میں صرف جاہل لوگ ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو پیر

Marfat.com

اور مولوی کہلانے والے بھی مبتلا ہیں۔ اب سنیئے حدیثیں۔ میرے دوست کو پہلے وہ حدیث سُناؤں جس حدیث سے انگوٹھے چومنے کا ثبوت لیتے ہیں۔

حدیث :۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیسویں محرم بروز جمعہ پیش از نماز مسجد میں تشریف لائے اور ستون سے مل کر بیٹھے اور بلال اذان دینے لگے۔ جب اشہدان محمدا رسول اللہ پر پہنچے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے اپنی دونوں آنکھوں پر پھیرے اور کہا "قُرّۃُ عَینِی بِکَ یارسول اللہ" (میری آنکھوں کی ٹھنڈک اے اللہ کے رسول آپ ہی سے ہے) جب اذان ہو گئی تو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابوبکر جو کوئی یوں کرے اور کہے شوق اور محبت میں جس طرح تم نے کہا اور کیا تو بخشے گا اللہ تعالیٰ گناہ اس کے قدیم و جدید۔ عزم و خطا، پوشیدہ اور ظاہر اور شفیع ہوں بخشوانے والا اس کے گناہوں کا (تفریح الاذکیا رفی احوال الانبیاء جلد دوم صلا۲ اذان کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! یہ ہے وہ حدیث انگوٹھے چومنے کی۔ اس حدیث پر آجکل اس قدر زور دیا جاتا ہے کہ انگوٹھے نہ چومنے والے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے اس دہشت سے بعض غریب جاہل، ان پڑھ مسلمان بھائیوں کو ہم نے ہماری آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ اذان دیتے دیتے جب اَشہدُ اَنَّ محمدا رسول اللہ کہتے ہیں تو فوراً بڑی پھرتی سے اپنے دونوں کانوں میں سے انگلیاں نکال کر اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگا لیتے ہیں۔ پھر فوراً ہی بڑی جھڑپ کے ساتھ چالو اذان میں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں۔ ہے کوئی حد جہالت کی!

Marfat.com

اس بے چارے غریب کے دل میں فتنہ خوروں نے ایسی دہشت بٹھادی ہے کہ اگر میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر نہ لگاؤں گا تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا ہائے رے ہندوستان کی جہالت۔

میرے عزیز دوست! ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ نے بھی دیکھا ہوگا کہ کسی وعظ یا مجلس میں یہی لوگ یعنی فساد پھیلانے والے خود بھی کبھی کبھی انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں پر نہیں لگاتے پھر آپ کیوں اتنا ڈرتے ہو۔ میرے دوست یہ ایک دیکھا دیکھی بات چلی ہے۔ کسی نے پوری تحقیق نہیں کی۔ آپ نے نہیں دیکھا اور اگر نہ دیکھا ہو تو دیکھ لینا کہ وعظ کرنے والے یا مجلس پڑھنے والے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں گے جب تو قریب قریب سب اس کی دیکھا دیکھی اپنے اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں گے۔ اور وعظ کرنے والا یا مجلس پڑھنے والا خود انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر نہیں لگائے گا تو شاید ہی اس مجمع میں کوئی آدمی اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے گا۔ اور اگر کوئی وعظ کرنے والا ایسا مولوی وعظ کرتا ہے کہ جو اپنے انگوٹھے چومتا بھی نہیں ہے اور آنکھوں پر لگاتا بھی نہیں تو ساری کی ساری مجلس والے انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانے سے رک جائیں گے۔ جو جاہل اذان میں اپنے کانوں سے انگلیاں نکال کر انگوٹھے چومنے والے ہیں وہ بھی اس مجلس میں رک جاتے ہیں کیونکہ وہ وعظ کرنے والے مولوی صاحب انگوٹھے نہیں چومتے۔ اس لئے دوسرے بھی نہیں چومتے۔

میرے بھائی! اسی کو کہتے ہیں بغیر تحقیق کی ہوئی رسم۔ اب سنیئے صحیح بات اس بارے میں کیا ہے۔ میرے دوست! میں کسی فرقہ کی طرف سے آپ کو جواب نہیں دے رہا ہوں۔ اور آپ اپنے دل میں یہ خیال بھی نہ کر بلکہ میں کسی فرقہ کی طرف سے

Marfat.com

آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں حنفی مذہب کو ماننے والا ہوں۔ اور جو بات میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں اس کی حقیقت حنفی مذہب میں کیا ہے وہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اب سن لیجئے اس کی حقیقت، جو حدیث انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی آپ نے پڑھی اس کو علمائے حنفیہ ضعیف کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث بناوٹی ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھ کر اس حدیث کو قبول نہیں کیا۔ اور جو صحیح حدیثوں کی کتابیں ہیں مثلاً صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف جن پر ہمارے حنفی مذہب کا عمل ہے۔ اس میں بھی یہ حدیث نہیں ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو محدثین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بھی اپنی کتابوں میں نہیں لکھا بلکہ اس حدیث کو سوانح عمری، تصوف اور وعظ کرنے والوں نے بعض غیر معتبر کتابوں میں لکھا ہے۔

اب ہمارے لئے قابلِ غور بات یہ ہے کہ ہمارے علماءِ دین اور فقہاءِ کرام نے اس حدیث کو نہیں لکھا اور نہ قبول کیا اور حدیثیں لکھنے والے محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی صحاح ستّہ کے اندر اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں نہ لکھا اور نہ قبول کیا۔ تو پھر انگوٹھے چومنے جانے کے لئے لڑائی جھگڑا کرنا یا کرانا، اور لوگوں کو انگوٹھے چومنے پر مجبور کرنا، اور انگوٹھے نہ چومنے والے کو حقیر نظروں سے دیکھنا یا اسلام سے خارج سمجھنا اسلام کے سراسر خلاف ہے۔

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا سنت یا واجب یا فرض نہیں ہے بلکہ مستحب یا مستحسن یا مباح کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جب مباح کا یہ حال ہو کہ سنت، واجب

اور فرض سرِعام ترک ہو رہے ہوں لیکن مباح کو چھوڑنا سُنّت، واجب اور فرض سے بھی زیادہ بُرا سمجھتے ہوں تو اُس وقت اس مُباح پر عمل کرنے کے لئے ہمارے علمار حنفیہ کا فتویٰ سنیئے۔

جس مباح کو سُنّت یا واجب سمجھ لیا جاوے وہ مکروہ ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۹۱ سجدہ تلاوت کے بیان میں)

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان چند متفرق مسائل میں آئے گا۔

میرے عزیز دوست جو لوگ انگوٹھے چومنے والے ہیں ان لوگوں میں زیادہ تر ہم نے ہماری آنکھوں سے دیکھا ہے اور آپکو یقین نہ ہو تو آپ خود دیکھ لینا۔ یہ انگوٹھے چومنے والے سُنّتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ اور جو مولوی اور پیر کہلاتے ہیں ان میں سے بھی بعض لوگوں کا یہ حال ہے کہ واجب اور فرض کا بھی ٹھکانا نہیں ہوتا۔ جن مولوی اور پیر صاحبان کا یہ حال ہو اُن کے مُرید اور مُعتقدوں کا کیا حال ہوگا، اس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں۔

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کی جو حدیث ہے وہ بنائی ہوئی ہے، اور اُن صحیح حدیثوں پر کچھ غور اور فکر نہیں کرتے جن سے درود شریف کا پڑھنا ثابت ہوا ہے کیونکہ ایک تو آیتِ کریمہ ہے جو آپ نے اوپر پڑھ لی۔ اب سنیئے وہ حدیثیں جن سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت آپؐ پر درود شریف کا پڑھنا واجب ثابت ہوا ہے۔

حدیث :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے (یعنی نام لیا جائے) اور وہ (سننے والا) مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۳۳ حدیث ۱۴۹۴ دعا کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم میری امت میں ہوگی جس کو قیامت میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ جنت میں جاؤ۔ وہ لوگ حیران ہوں گے کہ اب جنت کا راستہ کون بتائے لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا جن کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (یعنی نام لیا گیا) اور غفلت اور بھول کی وجہ سے انہوں نے مجھ پر درود نہیں بھیجا (درۃ الناصحین جلد دوم ص۵۸)

حدیث :۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سحری کے وقت کوئی چیز سی رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی اور چراغ بھی بجھ گیا اور رات اندھیری تھی۔ پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور ان کے چہرہ مبارک سے گھر روشن ہو گیا۔ پھر مجھے سوئی مل گئی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا حضرت، آپ کا چہرہ کیا ہی نورانی ہے۔ حضرت نے فرمایا حیف صد حیف اس پر جو مجھے قیامت کے دن نہ دیکھے گا۔ میں نے پوچھا یا حضرت وہ کون ہے جو آپ کو نہ دیکھے گا؟ حضرت نے فرمایا کہ بخیل۔ پھر میں نے پوچھا یہ بخیل کون ہے ؟ حضرت نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ سننے والا مجھ پر درود نہ بھیجے (تذکرۃ الواعظین ص۱۱ درود کے بیان میں)

حدیث :۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ستم کی بات ہے کہ میں آدمی

Marfat.com

کے پاس ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

دوسری حدیث:۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ بدبخت ہے۔

تیسری حدیث:۔ شامی کے حوالے سے حدیث قدسی لکھی ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ دور ہو میری رحمت سے وہ جس کے پاس تیرا ذکر ہوا اور وہ تجھ پر درود نہ بھیجے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد پہلی صفحہ ۲۴۲ نماز کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! آپ ہی ایمانداری سے انصاف کریں کہ حضور کا نام مبارک سنا جائے تو کیا انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھیں یا درود پڑھیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کو بخیلی کے لئے یہ کافی ہے کہ میرا نام سن کر درود نہ پڑھے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۳۱ سورہ احزاب کے ساتویں رکوع کے اندر)

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھے گا وہ جنت کا راستہ نہ بھولے گا (ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۵۱ حدیث ۹۲۲ نماز کے بیان میں)

ابن منظہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپؐ پر درود بھیجنے کا عمدہ طریقہ جسکو جمہور علماء نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ مجلس میں جتنی مرتبہ آپؐ کا ذکر آئے تو آپؐ پر درود پڑھنا واجب ہے۔ اگرچہ ایک مجلس میں ہزار مرتبہ بھی آپؐ کا نام سنے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ نام سننے والا مجھ پر درود نہ بھیجے گا تو دوزخ

Marfat.com

میں داخل ہوگا اور اللہ اس کو دور پھینکے گا اور وہ شخص اپنے نفس کو ملامت کرے گا (درۃ الناصحین جلد اول صہ۸۵)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلودہ ہو جس کے سامنے میرا ذکر آئے (یعنی نام لیا جائے) لیکن وہ (نام سننے والا) مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کی زندگی میں رمضان المبارک آئے پھر اس سے پہلے (یعنی رمضان ختم ہونے سے پہلے) اُسے بخشا نہ جائے اور رمضان ختم ہو جائے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے اس کے والدین پر بڑھاپا آیا لیکن دونوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا (یعنی وہ اپنی ماں یا بڈھے باپ کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کرسکا (ترمذی شریف جلد دوم صہ۳۲۳ حدیث نمبر۱۳۹۳ دعا کے بیان میں)

اس حدیث کی شرح میں ہمارے حنفی مذہب کے فقہائے کرام فرماتے ہیں۔

خاک آلودہ ہو یعنی خوار اور ہلاک ہو وہ شخص کہ ذکر کیا جاؤں میں یعنی نام لیا جاوے میرا اس کے سامنے اور درود نہ بھیجے مجھ پر۔ ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ ہر بار مجلس میں نام مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا جاوے تو درود بھیجنا واجب ہوتا ہے اس لئے کہ ترک پر وعید آئی ہے (مظاہر حق جلد اول صہ۳۰ درود کے بیان میں)

میرے بھیا مذہبی عمل تو کتابوں پر ہونا چاہیئے کسی کی زبان پر نہیں۔ کم سے کم حدیثوں کی تو لاج رکھو تم اپنے آپکو سُنی کہتے ہو تو سنت والجماعت کے علماءِ دین و فقہاءِ کرام کے فتووں کی تو شرم رکھو، کہاں تک جہالت میں ڈوبے رہو گے۔ شریعت کا بھی تو کچھ خیال کرو۔

اب سنئے مستند اور معتبر کتابوں کے چند اور حوالجات تاکہ آپ کو اطمینان

ہو جاوے کہ حنفی مذہب کا عمل کس بات پر ہے۔

اجماع ہے کہ تمام عمر میں ایک بار درود شریف کا پڑھنا فرض اور ہر بار جب ذکر ہو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک تو علی الصحیح واجب ہے (عین الہدایہ جلد اول ص۳۹۹ نماز کے بیان میں)

درود پڑھنا فرض ہے عمر بھر میں ایک بار اور واجب ہے جتنے بار کہ ذکر نام مبارک ہو) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اول ص۲۴۲ نماز کے بیان میں)

اگر سننے والے نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سننے وقت درود نہ بھیجا تو درود بھیجنا اس کی گردن پر قرض رہا (فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم ص۲۶۲ کراہت کے بیان میں)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت درود شریف پڑھنا واجب ہے، نہیں پڑھے گا تو قرض ہوگا اس پر (عین الہدایہ جلد ۴ ص۲۱ کراہت کے بیان میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنتے وقت درود شریف پڑھنا ہمارے حنفی مذہب کے علمائے دین واجب بتلاتے ہیں۔ ایک ہی مجلس میں جتنی بار بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے اتنی ہی مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے اس کا تو کچھ خیال کرو۔ اس کے علاوہ جو درود شریف پڑھنے کی فضیلت آئی ہے اس سے کیوں محروم رہتے ہو اور لوگوں کو محروم رکھ کر اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنتے ہو۔

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجتا ہے (ترمذی شریف جلد ۱ ص ۹۹ حدیث ۴۳۲ جمعہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! زیادہ تر حدیثیں درود شریف پڑھنے کی فضیلت میں ہیں اور اس قسم کی بھی حدیثیں کہ درود شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے جاتے ہیں موجود ہیں۔

حدیث :۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں (مختصراً) (ابن ماجہ شریف ص ۱۷۴ حدیث ص ۱۰۹۷ نماز کے بیان میں۔ اور ابوداؤد شریف جلد اول پارہ ص ۶ ص ۳۹۸ حدیث ص ۱۰۳۴ باب ص ۳۵۸ میں بھی ہے)

میرے دوست! وہ انسان کتنا خوش نصیب ہے جس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے کہ فلاں فلاں آپ کے اُمتی نے آپ پر درود کا تحفہ بھیجا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک اس تحفہ مبارک سے کتنی خوش ہوتی ہوگی۔ اس مرتبہ کو حاصل کرنے کے لئے آج ہی تیار ہوجا۔ انگوٹھے چومنے چاٹنے چھوڑ دے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی درود شریف پڑھنے کو کہتا ہے پھر بھی اگر ہم نہ مانیں نہ سمجھیں تو یہ ہماری سراسر جہالت اور ضد ہے کیونکہ شریعت کا عمل تو اسی پر ہونا چاہیئے جو قرآن و حدیث اور فقہ کی کتابوں سے ثابت ہے۔

Marfat.com

(۲۸)

یا اللہ، یا رسول، یا غوث؟

میرے عزیز دوست! آپ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں ہے۔ یا ہم اولیاء اللہ کو نہیں مانتے، اس کو آپ کے وہم میں بھی نہ لانا۔ کیونکہ شیطان انسانوں کو بہکانے کے لئے ایسے ہی جھوٹے خیال دل میں پیدا کرکے بہکاتا ہے۔ تو برائے مہربانی غصہ کو تھوڑی دیر کے لئے قابو میں رکھ کر خدا کے واسطے اس بات کو پورا پڑھ کر ذرا غور کرنا، پھر ایمانداری سے انصاف کرنا کہ خدا کو چھوڑ کر ہمارے بعض مسلمان بھائی اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور لیٹتے وقت کوئی تو یا رسول اللہ، کوئی یا غوث، یا مشکل کشا، یا علی، یا حسین، کوئی یا داول شاہ، کوئی یا غیبن شاہ، کوئی یا میراں شاہ، کوئی یا داتار، کوئی یا خواجہ یا جو بھی نام اپنے اپنے گاؤں یا شہر یا ماحول میں مشہور ہوتے ہیں اُن کے نام یہ لوگ اس طرح کہتے رہتے ہیں اور کوئی تحقیق نہیں کرتا کہ شریعت کا کیا حکم ہے۔ اس قسم کے لوگ جہالت میں ایسے پھنسے ہیں کہ یا اللہ یا خدا کہنے والوں کو اسلام سے خارج یا وہابی اور غیر مقلد سمجھتے ہیں۔ اب آیئے اس کے بارے میں قرآنِ کریم اور حدیثوں سے کیا ثابت ہے۔ اور ہمارے علمائے دین اور فقہائے کرام کا اس کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔

Marfat.com

قرآن شریف کے نویں ۹ پارہ میں سورہ اعراف کے بائیسویں ۲۲ رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ کے لیئے تمام بہترین نام ہیں۔ پس انہی ناموں سے تم اسے پکارا کرو۔"

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ نام ہیں۔ جو ان کو یاد کرے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اور اللہ وتر ہے اور وتر ہی کو پسند کرتا ہے (یعنی ایک ہے اور ایک ہی کو پسند کرتا ہے) (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص ۲۰۸ حدیث ۱۳۲۹ دعا کے بیان میں۔ اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۱۹۵ حدیث ۹۵۵ دعا کے باب میں بھی ہے)

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے اٹھارویں ۱۸ رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۵۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔ تم میری شکرگزاری کرو اور کفر نہ کرو۔"

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ میری نسبت جو گمان رکھتا ہے میں اس کے لیئے ایسا ہی ہوں۔ جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ دل میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو دل میں یاد کرتا ہوں اور لوگوں میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں ان سے بہتر مخلوق میں (یعنی فرشتوں کی جماعت میں) اس کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ

Marfat.com

بڑھتا ہوں، وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ بڑھتا ہوں۔ وہ آہستہ آہستہ میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں (صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ حدیث نمبر ۹۵۳ دعا کے باب میں اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۳۰ صفحہ ۵۴۲ حدیث نمبر ۲۲۵۵ توحید کے بیان میں)

قرآن مجید کے دسویں پارہ میں سورۂ انفال کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔"

اس آیت میں جناب باری نے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت میدان جنگ میں ثابت قدم رہنے اور صبر کرنے کا حکم دیا کہ نامردی، بزدلی، بھاگنا اور ڈر و خوف نہ برتو۔ اللہ کو یاد کرو، اسے نہ بھولو، اس سے فریاد کرو، اس سے دعائیں کرو۔ اسی پر بھروسہ رکھو۔ اسی سے مدد طلب کرو۔ یہی کامیابی ہے۔ اس وقت بھی خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ وہ جو فرمائیں جس سے روکیں رک جاؤ۔ آپس میں جھگڑے اور اختلاف نہ پھیلاؤ ورنہ ذلیل ہو جاؤ گے بزدلی جم جائے گی، ہوا اکھڑ جائے گی۔ قوت اور تیزی جاتی رہے گی۔ اقبال و ترقی رک جائیگی دیکھو صبر کا دامن نہ چھوڑو، اور یقین رکھو کہ صابروں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ صحابۂ کرام ان احکام میں ایسے پورے اترے کہ ان کی مثال اگلوں میں بھی نہیں۔ پچھلے والوں کا تو ذکر ہی کیا۔ یہی شجاعت، یہی اطاعت رسول صلے اللہ علیہ وسلم، یہی صبر اور

Marfat.com

استقلال تھا جس کے باعث مددِ خدا شامل رہی۔ اور بہت ہی کم مدت میں باوجود تعداد اور اسباب کی کمی کے مشرق و مغرب کو فتح کر لیا۔ نہ صرف لوگوں کے ملکوں ہی کے مالک بنے بلکہ اُن کے دلوں کو بھی فتح کر کے خدا کی طرف لگا دیا۔ رومیوں اور فارسیوں، ترکوں اور ترکالیہ کے بربریوں اور حبشیوں کو، سوڈانیوں اور قبطیوں کو غرض دُنیا کے کُل گوروں اور کالوں کو دبا لیا۔ اللہ کے کلمہ کو بلند کیا۔ دینِ حق کو پھیلایا۔ اور اسلامی حکومتوں کو دُنیا کے کونے کونے میں جما دیا۔ اللہ ان سے خوش رہے اور وہ بھی انہیں خوش رکھے۔ خیال کرو کہ تیس سال میں دنیا کا نقشہ بدل دیا تاریخ کا ورق پلٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی انہی کی جماعت میں حشر کرے۔ وہ کریم و وہاب ہے (آمین) تفسیر ابنِ کثیر پارہ نمبر۱ صفحہ۱)

میرے عزیز دوست! یہ تھا وہ زمانہ اور آپ کے زمانے کے اکثر مسلمانوں کو دیکھیئے۔ لڑنے آئیں گے تو مسلمانوں سے اور نعرے لگائیں گے تو خدا کو چھوڑ کر دوسرے دین کے نام کے۔

قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پوری مشغولیت کے وقت یعنی جب تلواریں چلتی ہوں تب بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرض رکھا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر۱ صفحہ۹)

حضرت ہشام بن عاص اموی فرماتے ہیں کہ میں اور ایک صاحب اور روم کے بادشاہ ہرقل کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ بہت لمبی بات کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ہم شاہی محل کے پاس پہنچے۔ یہاں پر ہم نے اپنی سواریاں بٹھائیں۔ بادشاہ دریچہ میں سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہماری زبانوں سے بے ساختہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اللہُ اکبر نکل گیا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اسی وقت شاہِ روم کا محل

Marfat.com

تھر تھر اُٹھا جس طرح کسی جھونپڑے کو تیز ہوا کا جھونکا ہلا دیتا ہے (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۹ صـ۲۹ سورہ اعراف کے انیسویں۱۹ رکوع کی تفسیر میں)

میرے عزیز دوست! یہ تھا مسلمانوں کا نعرہ جو دشمنوں کے دل تو کیا محلات تک کو ہلا دیتا تھا۔ جنگوں میں، پہاڑوں میں، شہروں میں، سمندروں میں، خشکی میں، جہاں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے یہی ایک نعرہ اللہ اکبر بلند کرتے ہوئے لوگوں کے شہر اور قلعے کیا بلکہ اُن کے دلوں کو بھی فتح کر لیا۔ افسوس ہے ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کی جہالت پر کہ اللہ کے نام کو چھوڑ کر دوسرے کے نام کی پکاریں پکارتے ہیں۔ اور سمجھانے والوں کو وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

قرآن شریف کے تیرھویں۱۳ پارہ میں سورہ رعد کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو لوگ ایمان لائے اُن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی ہوتی ہے"

جو اللہ کی طرف جھکے، اُس سے مدد چاہے، اُس کی طرف عاجزی کرے وہ ہدایت پانے والا ہو جاتا ہے، جن کے دل میں ایمان جم گیا، جن کے دل اللہ کی طرف جھکتے ہیں، اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، راضی خوشی ہو جاتے ہیں اور اللہ کا ذکر اطمینانِ دل کی چیز بھی ہے۔ ایمانداروں، نیک کاروں کے لئے خوشی اور نیک فالی اور آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ کا ذکر ہے۔ ان کا انجام اچھا ہے یہ مستحقِ مبارکباد ہیں۔ یہ بھلائی کو لوٹنے والے ہیں۔ ان کا اللہ کی طرف لوٹنا بہتر ہوگا (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۳ صـ۲۶)

Marfat.com

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا کہ کونسا مجاہد افضل ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے زیادہ خدا کا ذکر کرنیوالا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں)

میرے عزیز دوست! حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین عظام محدثین کرام، اماماں دین، بزرگان اُمت، اولیاء اللہ، پیران پیر، خواجہ صاحب نظام الدین اولیا۔ صابر پیا۔ میراں شاہ، داول شاہ، حاجی ملنگ شاہ۔ داتا بابو غیبن شاہ، کمال شاہ، جمال شاہ، جلال شاہ، ظاہر شاہ، باطن شاہ، روشن شاہ کوئی بھی ہو تمام سلف وصالحین کا طریقہ یہی تھا کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کھاتے پیتے ہر وقت اللہ ہی کا ذکر کرتے تھے۔ اللہ ہی کا نام اُن کی زبانوں سے بلند ہوتا تھا، اندر باہر، گلی، بازار، بستی، شہر آبادی، جنگل، مسجد، خانقاہ، اور عبادت گاہ بھی اُن کے خدائی نعروں سے گونجتی تھی۔ اور ہم ان محبوب اور پیارے بندگان خدا کی راہ تو چھوڑ بیٹھے۔ اور بجائے خدا کے خود ان بزرگوں کے نام کے نعرے لگانے لگے۔ بتائیے یہ جہالت کس قدر گھٹا ٹوپ ہے۔ اس جہالت پر لے جانے والے یہی جیب بھرو پیر اور ان کے مُرید، اور پیٹ بھرو مولوی اور انکے مقتدی ہی تو ہیں میرے بھیا۔

مسند احمد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کا جلال، اس کی تسبیح، اُس کی حمد، اس کی بڑائی، اس کی وحدانیت کا ذکر کرتے رہتے ہیں اُن کے لئے یہ ذکر کے کلمات عرش کے آس پاس خدا کے سامنے اُن کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ کوئی نہ کوئی تمہارا ذکر تمہارے رب

Marfat.com

کے سامنے کرتا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ صفحہ ۵۱ سورہ فتح کے دوسرے رکوع میں) جنگ کے اندر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلیاں کٹ جاتی ہیں تو اُس وقت اُن کی زبان سے "حس" نکل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم بسم اللہ کہہ دیتے یا اللہ کا نام لے دیتے تو تمہیں فرشتے اُٹھا لیتے اور آسمان کی بلندی کی طرف لے چلتے اور لوگ دیکھتے رہتے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۴ صفحہ ۳۶ سورہ آل عمران کے سولہویں رکوع کے اندر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تجھے اپنے تمام بندوں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ جواب ملا کہ جو ہر وقت میری یاد میں رہے اور مجھے نہ بھولے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۱۱ سورہ کہف کے نویں رکوع میں)

اے عزیز میرے! آج مسلمان بھائیوں نے اللہ کو خوش کرنا چھوڑ دیا اور حق پرستوں کو جلانے کے لئے اللہ کے سوا دوسروں کے نام ان کو سُنا سُنا کر زور سے پکارتے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے ہیں کہ ایسی پکاریں پکارنے کا آخر انجام کیا ہوگا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جہنم میں سے ایک گردن نکلے گی قیامت کے دن اور گھیرے گی. اور سخت غیظ و غضب میں ہوگی اور کہے گی کہ میں تین قسم کے لوگوں کے لئے بھیجی گئی ہوں. ایک تو وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے رہتے ہیں. دوسرا وہ جو حساب کے دن پر ایمان نہیں لاتے. اور تیسرا ہر سرکش، ضدی، تکبر کرنے والے پر. پھر تو وہ انہیں سمیٹ لیگی اور چُن چُن کر اپنے پیٹ میں ڈال لے گی (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۴۳ سورہ حج کے پہلے رکوع میں)

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے پانچویں رکوع کے

Marfat.com

اندر آیت نمبر ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اسی کی تسبیح کر رہے ہیں۔ ایسی کوئی چیز نہیں جو اُسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو لیکن تم ان کی تسبیح بیان کرنے کو سمجھ نہیں سکتے وہ بڑا حلیم اور بڑا غفور ہے"

ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور ان میں بسنے یا رہنے والی کل مخلوقات اُس کی قدوسیت، تسبیح، تعظیم، جلالت، بزرگی، بڑائی، پاکیزگی اور تعریف بیان کرتی ہے۔ اور جو مشرکین نکمے اور باطل اوصاف ذاتِ خدا کے لئے ملتے ہیں ان سے تمام مخلوق برأت کا اظہار کرتی ہے۔ اور اس کی یکتائی اور ربوبیت میں اُسے واحد اور لاشریک مانتی ہے۔ ہر ہر ہستی خدا کی توحید کی زندہ شہادت ہے۔ اُن نالائق لوگوں کے اقوال سے مخلوق تکلیف میں ہے۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائے۔ زمین دھنس جائے اور پہاڑ ٹوٹ جائیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۵ صہ ۳۲)

اے عزیز دوست میرے! زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کے سب اللہ کی تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور انسانوں میں سے جب کوئی اللہ کے سوا دوسرے کی تسبیح پڑھتا ہے یعنی نعرے لگاتا ہے تو خود خدا اور خدا کی بنائی ہوئی تمام چیزیں اس انسان سے ناراض ہو جاتی ہیں۔

قرآن کریم کے بائیسویں پارہ میں سورۂ احزاب کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرتے رہو"

Marfat.com

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک بندہ میرا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت میں ہوتے ہیں تو میں اس کے قریب ہوتا ہوں (ابن ماجہ شریف ص۵۶۹ حدیث نمبر ۳۷۹۲ (ذکر خدا کے بیان میں)

اے عزیز دوست میرے! اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو ارشاد فرما رہا ہے کہ تم مجھے خوب یاد کرتے رہو۔ ایک آن بھی میری یاد سے غافل نہ رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے پر جو انعام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ظاہر ہوئے ہیں ان کو سُنئے۔

حدیث :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو وہ کلمہ بتا دوں جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتلا دیجئے حضورؐ نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے زیادہ پیارا کلمہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ہے (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۰۲ حدیث نمبر ۱۰۰۴ دعا کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتا دوں کہ کونسا عمل ہے جو تمہارے تمام اعمال میں تمہارے مالک یعنی اللہ کے نزدیک اچھا اور سب اعمال سے پاک ہے اور تمہارے درجوں میں سب عملوں سے زیادہ بلند ہے۔ اور تمہارے لئے (اللہ کی راہ میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے اچھا

Marfat.com

ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے (جنگ) لڑو۔ اور لوگوں کی تم گردنیں کاٹو، اور وہ تمہاری گردنیں کاٹیں۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۸۶ حدیث ۱۲۲۹ دعا کے باب میں اور ابن ماجہ شریف ص۵۶۵ حدیث ۳۷۸۸ ذکر اللہ کے باب میں بھی ہے۔)

میرے عزیز! ہندوستان کی جہالت نے بعض مسلمانوں کو کس قدر جاہل بنا دیا ہے کہ اپنے آپ کو عاشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں اور دعوٰی محبت کا کرتے ہیں اور جو کام حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کیے اور کرنے کا حکم فرمایا اس کو نہیں کرتے ہیں اور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ شریعت کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت پر چلتے ہیں اور کچھ سوچتے نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود بھی بیٹھے لیٹتے چلتے پھرتے خدائے واحد ایک اکیلے ہی کو یاد کرتے تھے۔

قرآن شریف کے انتیسویں پارہ میں سورہ جن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تو کہہ دے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں
اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا"

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ کہدو کہ میں تو صرف اکیلے اللہ ہی کو پکارتا ہوں۔

حدیث :- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۶۲ حدیث ۷۱۷)

Marfat.com

حیض کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص۲۸۸ حدیث ۱۲۳۶ دعا کے بیان میں بھی ہے)

حدیث :۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں حاصل نہیں کر سکتا؟ حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا۔ ہم میں سے کون ایک ہزار نیکیاں حاصل کر سکتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک سو مرتبہ سُبحان اللہ پڑھو۔ تمہارے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک ہزار گناہ دور کئے جائیں گے (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۹۷ حدیث ۹۷۲ ذکر کے باب میں اور ترمذی شریف جلد دوم ص۳۱۲ حدیث ۱۳۱۴ دعا کے باب میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سُبحانَ اللہِ وَبِحَمدِہٖ ایک روز بھی ایک سو مرتبہ پڑھا اس کے تمام گناہ مٹائے جائیں گے۔ اگرچہ دریا کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۰۶ حدیث ۱۲۲۴ دعا کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم ص۳۱۲ حدیث ۱۳۱۷ دعا کے بیان میں بھی ہے۔)

قرآن شریف کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورہ مومن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی

Marfat.com

طرح کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے کیونکہ اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے "

جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں خواہ وہ بُت اور تصویریں ہوں یا اور کچھ ہو، کسی چیز کے مالک نہیں۔ ان کی حکومت ہی نہیں تو حکم اور فیصلے کریں گے ہی کیا۔ اللہ اپنی مخلوق کے اقوال کو سُنتا ہے اور اُن کے احوال کو دیکھ رہا ہے۔ جسے چاہے راہ دکھاتا ہے جسے چاہے گمراہ کرتا ہے۔ اس کا اس میں بھی سراسر عدل اور انصاف ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ص۳۶)

میرے عزیز دوست! یہ نہ سمجھنا کہ یہ آیتیں توان لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے نہیں تھے یا نہیں جانتے تھے۔ اگر یہ خیال آپ کے دل میں آئے تو غلط ہے۔ اس کو دل سے نکال دینا۔ یہ آیتیں جن کے بارے میں نازل ہوری تھیں وہ بھی خدا کو برابر مانتے تھے۔ اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ مگر پھر بھی تعظیم وتقرب میں دوسروں کو ایسے ہی سمجھتے اور مانتے تھے جس طرح آج ہندوستان کے بعض مسلمان بھائی اولیا کو مانتے ہیں جن کا بیان تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ آگے کریں گے۔

قرآن شریف کے پچیسویں پارہ میں سورہ زخرف کے چوتھے رکوع کے اندر آیات نمبر ۳۶-۳۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور جو شخص خدا کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں، وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ شیطان ان کو راستے سے روکتے رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم

Marfat.com

سیدھے راستے پر ہیں "

اے میرے دوست! اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو رہا ہے کہ جو شخص اس رحیم و کریم کے ذکر سے غفلت اور بے پروائی کرے اُس پر شیطان قابو پا لیتا ہے

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے سوا کسی کلام کی کثرت نہ کرو۔ کیونکہ اللہ کے ذکر کے سوا کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے۔ اور اللہ سے زیادہ دور وہ ہے جو سخت دل ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۵۵ حدیث م۲۷۵ زہد کے باب میں)

قرآن شریف کے چودھویں پارہ سورہ نحل کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے انہیں خدا کی طرف سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے "

جو اللہ کے ذکر سے مُنہ موڑے، خدا کی کتاب سے غفلت کرے۔ خدا کی باتوں یعنی آیتوں پر ایمان لانے کا قصد ہی نہ کرے۔ ایسے لوگوں کو خدا بھی دور ڈال دیتا ہے۔ انہیں دین حق کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اور آخرت میں سخت دردناک عذاب میں پھنسیں گے (تفسیر ابن کثیر پارہ م۱۴ ص۵۸)

اے عزیز دوست میرے۔ اب آئیے۔ آخری نصیحت میں آپ کو آیتیں اور حدیثیں اور فقہائے کرام کا فتویٰ سُنا دوں۔ پھر آپ اپنی مرضی کے مختار ہیں چاہے شریعت پر عمل کریں چاہے اپنی جہالت پر۔ چاہے اپنے جیب بھر و پیر اور پیٹ بھرو

Marfat.com

مولویوں کے کہنے پر۔

قرآن شریف کے چوتھا پارہ سورہ آل عمران کے بیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۹۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے۔"

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ اپنے عقلمند بندوں کی صفت بیان کر رہا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے خدا کا نام لیا کرتے ہیں اور ہماری جہالت دیکھئے کہ خداوند کریم کے بتلائے ہوئے قانون کے خلاف اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے یا رسول، یا غوث یا مشکل کشا، یا حسین، یا خواجہ، یا داتار، یا حسین شاہ، یا داول شاہ یا میراں شاہ، وغیرہ وغیرہ کے نام لیتے ہیں۔ اے عزیز! آپ کے دل میں یہ خیال بھی نہ لانا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم یا اولیاء اللہ کی ہمارے دل میں محبت نہیں ہے۔ اگر ان بزرگوں کی محبت میرے دل میں نہ ہوتی تو مجھے آپ صاحبوں کو سمجھانے کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ لیکن مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی مجبور کر رہی ہے کیونکہ آپؐ نے حدیث میں فرمایا ہے۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاد کام اور کامیاب رکھےگا جس نے ہم سے حدیثیں سن کر یاد کرلیں۔ اور جس طرح انہیں سنا تھا اسی طرح ان کو دوسروں تک پہنچادیا کیونکہ بہت سے لوگ جن کے پاس حدیثیں پہنچائی جاتی ہیں وہ پہنچانے والے سے بہتر، عقلمند اور سمجھ والے ہوتے ہیں (ترمذی شریف جلد دوم

Marfat.com

صفحہ ۱۰۵ حدیث سے ۱۷ علم کے بیان میں)

اس حدیث کو مدنظر رکھ کر اللہ کی رحمت کے سہارے پر آپ کو قرآنِ کریم کی آیات اور حدیثیں سنا سنا کر سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ شاید آپ کی سمجھ میں شریعت کی باتیں آجائیں اور آپ جہالت سے بچ جائیں۔ اس نیت سے یہ ساری محنتیں اور کوششیں ہو رہی ہیں۔

کسی شخص نے آپؐ سے کہا اے محمدؐ! اے ہمارے سردار اور سردار کے لڑکے۔ اے ہم سب سے بہتر اور بہتر کے لڑکے۔ تو آپؐ نے فرمایا لوگو! اپنی بات کا خود خیال کر لیا کرو۔ تمہیں شیطان اِدھر اُدھر نہ کر دے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں میں خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ قسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبے سے بڑھا دو (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲ سورہ نساء کے تیئیسویں رکوع میں)

میرے عزیز دوست! خوب سوچ کہنے والے نے کوئی کھوٹی یا بُری بات تو نہیں کہی تھی۔ پھر بھی اس کو روک دیا۔ کیونکہ اگلی اُمتوں کی گمراہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی۔ اُن میں اسی طرح رفتہ رفتہ گمراہی پھیلی تھی جیسے کہ آج ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔

جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں سے اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت میں ہی ہوتے ہیں۔ شیطان اُن کو ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ وہ ان ولی بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے رتبے اور مرتبے کے برابر سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً علم میں، قدرت میں اور تصرف وغیرہ میں۔

ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا کہ جو خدا چاہے اور جو تم چاہو

Marfat.com

وہ ہوگا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کا شریک بنا دیا، بلکہ یوں کہہ کہ اکیلا اللہ چاہے وہ ہوگا۔ (مظاہر حق جلد اول صفحہ ۱۲ کتاب الایمان باب الکبائر میں۔ تفسیر ابن کثیر پارہ اول صفحہ ۵۲ سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں)

اسی طرح مکہ والے بھی گمراہ ہوئے کیونکہ وہ جن جن کو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے پکارتے تھے وہ بھی کسی نہ کسی زمانے کے بزرگ تھے جن کو نفع اور نقصان میں مددگار اور حاضر و ناظر سمجھ کر پکارتے تھے جیسے آج ہمارے بعض مسلمان بھائی اولیاء اللہ کو نفع اور نقصان میں مددگار اور حاضر و ناظر سمجھ کر پکارتے ہیں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام صرف ایک اکیلے اللہ ہی کو پکارتے تھے۔

مکہ کے ان مشرکوں کو ایک اللہ کا پکارنا بہت برا لگتا تھا۔ اور بالکل یہی حالت آج ہمارے ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی ہے جن کے لئے اللہ پاک کا حکم سنیئے۔

قرآن شریف کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورہ مومن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یہ عذاب تمہیں اس لئے ہے کہ صرف اکیلے خدا کا ذکر کیا جاتا تھا تو تم انکار کر جاتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے"۔

ان لوگوں کی حالت بیان ہو رہی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو ہر جگہ پر حاضر و ناظر اور نفع و نقصان میں مددگار سمجھ کر پکارتے تھے، ان کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم نے میرا شریک کیوں کیا۔ میں نے تو

Marfat.com

اس کو قرآن شریف میں اور اپنے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی تم کو سمجھا دیا تھا۔ وہ لوگ جواب میں کہیں گے کہ پھر سے ہم کو دنیا میں بھیج اب ہم شریک نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تمہاری تو یہ حالت تھی کہ جب کسی نے تنہا ایک اکیلے خدا کا نام لیا تو تمہارے دل میں کفر سما یا اور اگر کوئی شرک کرتا تو تمہیں ایمان آجاتا کہ یہ سچا ہے۔

میرے عزیز دوست! یہی حالت آج ہمارے ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی ہے۔ اور اس بلا و مصیبت میں اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانے والے بھی مبتلا ہیں۔ یعنی جب کوئی مسلمان بھائی اُٹھتے بیٹھتے یا اللہ کہ یا خدا یا اس کا اور کوئی نام لیتا ہے تو فوراً اس پر وہابی یا غیر مقلد کا ٹائیٹل لگا دیتے ہیں۔ اور جو یا رسول، یا غوث، یا خواجہ، یا مشکل کشا، یا حسین، یا دا تار، یا غیبن شاہ، یا داول شاہ، یا ملنگ شاہ، یا کلیر شاہ، بہر حال خدا کو چھوڑ کر کسی نبی یا کسی ولی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لے لیا کریں اسی کو سُنّی سمجھتے ہیں۔ جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔

قرآن شریف کے چوبیسویں پارہ میں سورہ مومن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

• تم اللہ ہی کو خالص اعتقاد کر کے پکارو۔ گو کافر لوگ بُرا مانیں ؏

میرے عزیز دوست! جو انسان اُٹھتے بیٹھتے خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ لوگ جب بیمار ہو جاتے ہیں اور ہر علاج سے وہ لاعلاج ہو جا

Marfat.com

ہیں۔ علاج کرانے سے، منتیں ماننے سے، یعنی جب غوث پاک، خواجہ صاحب عینین شاہ، داول شاہ، میراں شاہ، ملنگ شاہ وغیرہ وغیرہ سب سے ناامید ہو جاتے ہیں اس وقت یہی لوگ ان تمام کو یعنی جن جن کو پکارتے ہیں، سب کو بھول جاتے ہیں اور ایک اللہ ہی یاد آنے لگتا ہے۔ چارپائی پر جب مایوس ہو کر پڑجاتے ہیں اور اُٹھنے بیٹھنے سے بھی لاچار ہو جاتے ہیں اس وقت وہی خدا یاد آتا ہے جس نے تمام نبیوں اور ولیوں کو پیدا کیا اور ان کی مشکلیں بھی حل کیں اور ان کی پریشانیاں بھی دور کیں اور جب وہ بیمار ہوئے تو ان کو شفا بھی بخشی، وہی خدا اُس وقت یاد آجاتا ہے۔ تب وہ اللہ کو پکارتا ہے۔

قرآن شریف کے گیارھویں پارہ میں سورہ یونس کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے۔ لیٹے بھی، بیٹھے بھی اور کھڑے بھی۔ پھر جب ہم اس کی تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا ہے کہ گویا جو تکلیف اس کو پہنچی تھی اُس کے ہٹانے کے لئے کبھی اُس نے ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔"

یعنی جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت بڑی لمبی لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے لیٹتے اللہ ہی سے اپنی تکلیف دور کرنے کی التجائیں کرتا رہتا ہے اور جب دعا قبول ہوئی اور تکلیف دور ہوئی تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا وہ بیمار ہی نہ ہوا تھا اور دعا بھی نہ مانگی تھی۔ اور اسی پہلی حالت پر آجاتا ہے جیسا کہ

Marfat.com

پہلے غفلت میں تھا۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے پندرھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب تم نماز ادا کر چکو تو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اللہ کا ذکر کرتے رہو"

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص بیٹھا کسی مجلس میں (یا کسی اور جگہ) اور نہیں ذکر کیا اللہ کا وہاں پر۔ تو اس کا وہاں بیٹھنا اللہ کی طرف سے اس پر افسوس اور ٹوٹا ہوگا اور جو شخص لیٹا اپنے بستر پیا اور نہیں ذکر کیا اللہ کا تو اس پر اللہ کی طرف سے افسوس اور ٹوٹا ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول ص۳۷۴ حدیث ۲۱۴۸ باب ذکر اللہ میں)

یعنی ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے، سوتے اور جاگتے اور شب و روز ذکرِ خدا میں مشغول رہنا چاہیئے اور جو وقت خالی ذکر سے ہوگا موجب حسرت اور ندامت کا ہوگا قیامت میں (مظاہر حق جلد دوم ص۲۵۴ ذکر اللہ کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام میں نیک اعمال کا طریقہ بہت کثرت سے ہو گیا ہے لہذا میرے واسطے ایسا عمل بتا دیجئے جس کو میں ہر وقت (اٹھتے بیٹھتے لیٹتے) کرتا رہوں۔ آپ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھ (ابنِ ماجہ شریف ص۲۶۵

Marfat.com

حدیث ۲۷۹۱ء ذکر الٰہی کے بیان میں)

بعض باتیں شرک کی تفسیر عزیزی کے حوالے سے لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو لوگ سوائے خدا کے اوروں (یعنی غیروں کو) عبادت میں ہمسر خدا کا کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔ بیچ ذکر کے اوروں کو ہمسر خدا کا کرتے ہیں۔ اور نام اوروں کا مانند نام خدا کے بطریق تقرب کے ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً اٹھتے بیٹھتے ہیں مثل نام خدا کے اوروں کا نام لیتے ہیں (یہ شرک ہے) (مظاہر حق جلد اوّل صفحہ ۲۱ کتاب الایمان، باب الکبائر)

اب جو اللہ کے سوا دوسروں کو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے پکارتے ہیں وہ جس کو بھی پکاریں، چاہے کسی نبی کو یا ولی یا غوث یا قطب کو، وہ اسے ہر جگہ حاضر و ناظر دیکھنے تو سننے اور مدد کرنے والا سمجھ کر پکارتے ہیں۔ یہ شرک ہے۔

معلوم ہوا کہ سننے والا اور دیکھنے والا جس طرح اللہ کی صفت ہے اس میں کسی مخلوق کی مشابہت بالکل نہیں۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے ملایا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا (عین الہدایہ جلد اوّل ص۱۲ عقائد کے بیان میں)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ شرک شرع میں اس کو کہتے ہیں جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اس کے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالےٰ

Marfat.com

کو ہر چیز کا ہے اور کا علم بھی ایسا ہی جانے اور جیسے اللہ کو قادر جانتا ہے ہر چیز پر ویسا اور کو بھی جانے یا جیسے وہ تصرف رکھتا ہے عالم میں ساتھ ارادہ اپنے کے ویسے اور کو بھی جانے۔

(مظاہر حق۔ جلد اول صفحہ ۱۴ کتاب الایمان۔ باب الکبائر و علامات النفاق)

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے بیسویں (۲۰) رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے۔ ایماندار اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں"

Marfat.com

(۲۹)

حاضر و ناظر

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے تیئیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب میرے بندے میرے بارے میں تجھ سے سوال کریں تو کہہ دے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکار کرنے والے کی پکار کو جب وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں۔ پس لوگوں کو بھی چاہئیے کہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں۔ یہی اُن کی بھلائی کا باعث ہے۔"

ایک دیہاتی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا ہمارا رب قریب ہے، اگر قریب ہو تو ہم اس سے سرگوشیاں کریں، یا دور ہے؟ اگر دور ہو تو ہم اونچی اونچی آوازوں سے اسے پکاریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرا بندہ مجھے جب یاد کرتا ہے اور اس کے ہونٹ جب میرے ذکر میں ہلتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ ص ۳۸)

میرے عزیز دوست! خداوند کریم کے سوا یہ صفت کسی میں بھی نہیں ہے

Marfat.com

خداوند تعالیٰ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین اور اس میں جو کچھ بھی ہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی بنایا ہے یا جو کچھ بھی پیدا کیا ہے اُس پر اور اُس جگہ ہر گھڑی اور ہر وقت اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ جنگل اور بیابانوں میں، آندھی اور برسات میں، اور راتوں میں چلتی ہوئی چیونٹی اور مکڑی اور اُڑتے ہوئے مچھر کے پاس بھی وہ موجود ہوتا ہے۔ ان کے دُکھ اور تکلیف، رنج اور راحت کو وہ اچھی طرح بغیر کسی کے بتائے جانتا ہے۔ کسی کو کچھ دکھائی دے یا نہ دے لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ صفت خدا کے سوا اور کسی میں بھی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ رسولِ خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ صفت نہیں ہے تو پھر دوسروں کی تو حقیقت ہی کیا ہے۔

حدیث:۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا پانی پیئے گا اور جو پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھکو پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی میں کہوں گا، یہ لوگ تو میرے ہیں یا میرے طریقہ میں ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں (یہ سن کر) میں کہوں گا کہ وہ لوگ مجھ سے دور ہوں مجھ سے دور خدا کی رحمت سے دور جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ہے (مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۸۰ حدیث ۵۳۰۵ حوضِ کوثر اور شفاعت کے بیان میں اور صحیح بخاری شریف

Marfat.com

جلد تیسری جلد ۲ ۲۴۲ حدیث ۴۹۴ کتاب الحوض میں بھی ہے)

اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہوتے تو اپنی اُمت کے تمام اعمال سے واقف ہوتے لیکن آپ حوضِ کوثر پر اپنی اُمت کے اُن لوگوں کو نہ پہچان سکے جنہوں نے دین کو بگاڑا تھا اور اُلٹے پاؤں دین سے ہٹ گئے تھے کیونکہ آپ میں حاضر و ناظر ہونے کی صفت نہیں ہے۔ آئی بات سمجھ میں میرے بھیّا کے یا اور سناؤں؟ تو سنو میرے عزیز! اگر کوئی جاہل اپنی جہالت سے کسی نبی یا ولی میں حاضر و ناظر کی صفت مانتا ہے تو وہ ایمان سے ہاتھ دھو ڈالے کیونکہ فقہائے کرام اور علمائے امت کا یہی فتویٰ ہے۔

ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہ ہوئے پس اس نے کہا کہ خدا اور رسول کو میں نے گواہ کیا۔ یا کہا خدا اور فرشتوں کو گواہ کیا تو کافر ہے اور اگر اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ کے فرشتے اور بائیں ہاتھ کے فرشتے کو گواہ کیا تو کافر نہیں ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد دوم ص۸۴۲ مرتد کے بیان میں۔ اور مظاہر حق جلد تیسری ص۲۸۳ مرتد کے بیان میں بھی ہے)

دیکھا میرے عزیز دوست! خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنے والے کو ہمارے علمائے دین کافر کہتے ہیں۔ کیونکہ خداوند کریم ہر جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں کیونکہ یہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی خاص صفت میں بندے کو خواہ وہ نبی ہو یا ولی ہو ملانا کفر ہے۔ اور جو فرشتے ہیں وہ خدا کے حکم کے بغیر کسی

Marfat.com

بھی جگہ نہ تو آسکتے ہیں اور نہ جاسکتے ہیں۔ اس لئے فرشتوں کو بھی ہر جگہ حاضر اور ناظر سمجھنے والے پر ہمارے علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ رہی یہ بات کہ دائیں اور بائیں طرف والے فرشتوں کو گواہ بنایا جائے یا نہیں۔ تو وہ دونوں فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسان کے پاس حاضر و ناظر ہیں اس لئے ان دونوں فرشتوں کو گواہ بنایا تو کافر نہیں ہوا۔ مگر اتنا یاد رہے کہ نکاح ان دو فرشتوں کو گواہ رکھنے سے نہیں ہو سکتا۔

حدیث:۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے فرشتے زمین پر سفر کرتے رہتے ہیں۔ وہ میری اُمت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صـ۱۹۶ حدیث ۸۵۸ درود کے بیان میں۔ اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۲۱ سورہ احزاب کے ساتویں رکوع میں)

اور حدیثوں سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے درود و سلام آپؐ کو فرشتوں کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں۔ اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں تو پھر اوروں کی تو بات ہی کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا انکار کرنا بھی توہین رسول اور انتہا درجہ کی بے ایمانی ہے۔ آپ کی اہانت اور شانِ اقدس میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر کا باعث ہے۔ لیکن جس طرح آپ کی توہین و تنقیص کفر ہے اسی طرح سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ص کے خلاف اہلِ بدعت کے وہ گمراہ عقائد جو آپ کی شان میں غلو اور زیادتی کے ساتھ ہیں انکی تردید کرنا بھی عین ایمان اور فریضۂ اسلام ہے ؏

Marfat.com

(۳۰)

بھروسہ

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے سترھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ایمان والوں کو خدا ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے"

میرے عزیز دوست! ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے مگر صد افسوس ہے اُن مسلمانوں پر جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ نفع اور نقصان کے لئے دوسروں کی طرف نظریں جمائے ہوئے، اُمیدیں لگائے ہوئے آس باندھے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں کیا اسی کا نام توحید ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ توحید کا ڈنکا مسلمانوں نے سارے زمانے میں بجا دیا۔ اور آج یہ زمانہ ہے کہ سُنّت والجماعت کا دعویٰ کرنے والے، اپنے آپ کو عاشقانِ رسول سمجھنے والے بعض مسلمان بھائی تو کیا بلکہ اپنے آپ کو پیر، مولوی، صوفی اور درویش کہلانے والے بھی توحید کا جنازہ نکال چکے ہیں اور دوسروں کو بھی اِن ہی عقیدوں پر مجبور کرتے ہیں جن پر خود عمل کر کے تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ ان کے دماغ اور عقل میں اتنی سی بات بھی نہیں بیٹھتی کہ تمام انبیاء علیہم السلام جب دنیا میں بھیجے گئے تھے وہ سب کے سب توحید سکھانے کے لئے اور دوسروں کو چھوڑ کر خدا ہی کی ذات پر بھروسہ رکھوانے

Marfat.com

کے لئے آئے تھے۔ مگر ہائے ہندوستان کی جہالت تیرا ستیاناس جائے تو نے ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کے ایمان کا تو ملیا میٹ کر دیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ میرے بھائیو! اگر تم ایمان دار ہو اور مسلمان ہو تو تمہیں اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا چاہیئے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ صفحہ ۲۹ سورہ انعام کے بیسویں رکوع میں)

قرآن کریم کے اکیسویں پارہ میں سورہ روم کے پانچویں رکوع کے اندر آیت ۴۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ہم پر مومنوں کی مدد لازم ہے"

بے شک مومنوں کی مدد اللہ ہی کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچا لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا سے پار کر دیا اور فرعون کے ظلم سے بچا لیا۔ حضرت یونس علیہم السلام کو مچھلی کے پیٹ اور دریا کے اندھیروں سے بچا لیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دریا کے طوفان سے بچا لیا جس کا بیان انشاءاللہ مدد مانگنے کے باب میں آیتوں کے ساتھ تفصیل وار آئے گا۔

مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ خدا کو چھوڑ کر دوسروں پر بھروسہ رکھتے ہو۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے سے پہلے سب مل کر سمجھاتے ہیں کہ اگر ہمارے کہنے کو مان لو تو ہم آپ کو اس آگ میں ڈالنے نہ دیں اور بچا لیں۔ ورنہ تم اس آگ میں جل کر خاک ہو جاؤ گے۔ اس فوج یا جماعت یا شہر والوں میں سے تمہیں کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان مبارک سے جو کلمہ نکلا وہ یہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ہدایت کے لئے ہمیں سکھلاتے ہوئے فرماتا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے اٹھارویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور کہہ دیا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے"

یہ تھے اللہ کے وہ لعل جو توحید سکھانے آئے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب کبھی کوئی مصیبت آئی یا کوئی مصیبت آنے والی ہوتی یا اس کی خبر سنی تو سب کی زبان پر صرف ایک اکیلے خدا کا نام ہوتا تھا۔

کیوں نہ ہو، یہ ہمیں توحید سکھلانے آئے تھے۔ اللہ کی ذات پر کس طرح بھروسہ رکھنا چاہیئے، اس کا ہمیں سبق دینے آئے تھے۔ ان کا بھروسہ صرف رب ہی پر ہوتا ہے۔ نہ اس کے سوا کسی سے امیدیں رکھیں۔ نہ اس کے سوا ان کا کوئی مقصد ہوتا۔ نہ اس کے سوا وہ کسی سے پناہ چاہیں، نہ اس کے سوا وہ کسی سے مرادیں مانگیں، نہ کسی اور کی طرف جھکیں۔ وہ جانتے تھے کہ قدرت والا وہی ہے۔ جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اُس کی چاہت میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ اور جو وہ نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تمام ملک میں اسی کا حکم چل رہا ہے۔ کائنات کے ایک ایک ذرہ پر اُسی کی حکمرانی ہے۔ تمام مخلوقات پر اُسی کی نظر ہے۔ سب کا خالق وہی ایک خدا ہے اور سب کا مالک بھی صرف وہی ہے۔ وہی رزق دینے والا ہے۔ رزق کی کشادگی اور تنگی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بیماریوں کا دور کرنے والا، دُکھ سکھ میں کام آنے والا وہی ہے۔ موت و زندگی کا مالک وہی

Marfat.com

رب العالمین ہے۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ اس کے حکم کو کوئی ٹال سکتا ہے۔ وہ سب کے عملوں کو دیکھ رہا ہے۔ سب اسی کی طرف جانے والے ہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے۔

قرآن شریف کے نویں ۹ پارہ میں سورہ اعراف کے چوبیسویں ۲۴ رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۹۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وہ اپنے نیک بندوں کی مدد کرتا رہتا ہے۔"

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورہ آل عمران کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ حامی ہے ایمان والوں کا"

اے عزیز دوست میرے! ایمان والے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔

Marfat.com

(۳۱)

مدد کس سے مانگیں؟

خاتم الانبیا، حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت دُنیا میں تشریف لاتے ہیں جبکہ رسولوں کی دی ہوئی تعلیم مٹ چکی ہے۔ انکی راہیں بے نشان ہو چکی ہیں۔ دُنیا توحید کو بھلا چکی ہے۔ جگہ جگہ مخلوق پرستی ہو رہی ہے سورج، چاند، ستارے، آگ، پانی، بُت وغیرہ کی پوجا کی جا رہی ہے۔ خدا کا دین بدل چکا ہے۔ کفر کی تاریکی نورِ دین پر چھا چکی ہے۔ دنیا کا چپہ چپہ، کونہ کونہ سرکشی اور زیادتی سے بھر گیا ہے۔ عدل اور انصاف بالکل مٹ چکا ہے۔ انسانیت بھی فنا ہو چکی ہے۔ جہالت اور کم فہمی کا دور دورہ ہے۔ سوائے بعض نفوس کے خدا کا نام لیوا زمین پر کوئی نہیں رہا۔ پس معلوم ہوا کہ آپؐ کی جلالت اور عزت خدا کے پاس بہت بڑی تھی۔ اور آپؐ نے جو خدائی رسالت ادا کی وہ کوئی معمولی رسالت نہیں تھی۔

میرے عزیز دوست! تمام انبیاء علیہم السلام اسی لئے بھیجے گئے تھے کہ لوگوں کو وہ تعلیم دیں اور سکھائیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اللہ ہی کی عبادت کرو اور اللہ ہی سے مدد مانگو۔ اور انسان پیدا بھی اسی لئے کیا گیا ہے مگر انسان اپنی نفسانیت اور جہالت کی وجہ سے بھول جاتا ہے یا ضد میں آکر جانتے ہوئے

Marfat.com

بھی الٹا کرنے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید کے اندر سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

کامل اطاعت اور پورے دین کا حاصل صرف یہی دو باتیں ہیں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ تم سب اسی کی خالص عبادت کرو اور اپنے تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگو (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۳۲)

میرے عزیز دوست! آج وہ لوگ سوچیں اور سمجھیں جو نماز میں روزانہ پانچوں وقت کئی مرتبہ اللہ کے سامنے نماز پڑھتے ہوئے، اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہتے ہیں اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ نماز میں بار بار پڑھتے ہیں۔ یہ اقرار بھی کرتے ہیں اور جب نماز پڑھ لی تو اللہ ہی کے گھر میں اسی مصلے پہ سے جب اٹھتے ہیں تو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو حاضر وناظر اور نفع ونقصان میں مددگار سمجھ کر اسی وقت اس کے نام کا نعرہ لگا کر اٹھتے ہیں۔ میرے عزیز دوست! آپ ہی انصاف کریں۔ کوئی حد بھی ہے اس جہالت کی۔ کہاں تک رونا روئیں ہم ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا۔

قرآن مجید کے چوبیسویں پارہ میں سورہ مومن کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" ہم اپنے پیغمبروں کی اور جو لوگ ایمان لائے ہیں

Marfat.com

اُن کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے ۔"

دنیا میں تو اللہ پاک ایمان والوں کی مدد کرتا ہے لیکن قیامت کے دن بھی مدد کرے گا اس کے لئے ارشاد فرما دیا۔ سبحان اللہ! اللہ پاک کی رحیمی اور کریمی تو دیکھو کہ دونوں جہان میں مدد کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ بے شک اُس کے سوا ہمارا کوئی بھی حامی اور مددگار نہیں ہے مگر افسوس بعض لوگوں نے دین کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے سترھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۶۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے؟ "

میرے عزیز دوست! مدد صرف اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ ہماری مدد نہ کرے تو دنیا میں کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکتا۔ اب آئیے آپ کو وہ حدیثیں اور آیتیں سناؤں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور توحید کا پکا بن جاتا ہے کیسی کیسی مشکلوں میں اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے۔ اور ایسی ایسی سخت مصیبتوں میں بھی خدا کے بندوں نے توحید کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ اور ہم کو سبق دے گئے۔ ہمارے ہی لئے نہیں بلکہ سارے جہان کے لئے نمونہ بن گئے۔ مگر جو عقلمند تھے۔ ایمان والے تھے، سمجھ والے تھے انہوں نے ان

Marfat.com

بزرگانِ دین کے عمل کو ہاتھ میں لے لیا اور عمل کر کے بتا دیا۔ باقی تو اپنی اپنی ضد جہالت اور نفسانیت ہی پر اڑے ہوئے ہیں۔

قرآن حکیم کے سترھویں پارہ میں سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) کو یاد کر جبکہ وہ
غصہ میں چل دیا اور خیال کیا کہ ہم اُسے تنگ نہ پکڑیں گے تو پھر
وہ اندھیریوں کے اندر سے پکار اُٹھے خدایا تیرے سوا کوئی معبود
نہیں ہے۔ تو پاک ہے بے شک میں ظالموں میں ہو گیا"

پیغمبر حضرت یونس بن متیٰ علیہ السلام تھے۔ انہیں موصل کے علاقہ کی بستی نینوا کی طرف نبی بنا کر خدائے تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ آپ نے خدا کے دین کی دعوت دی لیکن قوم ایمان نہ لائی۔ آپ وہاں سے ناراض ہو کر چل دیئے اور ان لوگوں سے کہنے لگے کہ تین دن میں تم پر عذابِ خدا آ جائے گا۔ جب انہیں اسباب کی تحقیق ہو گئی اور انہوں نے جان لیا کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے نہیں ہوتے تو یہ سب کے سب چھوٹے بڑے مع اپنے جانوروں اور مویشیوں کے جنگل میں نکل کھڑے ہوئے۔ بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا، اور بلک بلک کر نہایت گریہ وزاری سے جناب باری میں نالہ وفریاد شروع کر دی۔ ادھر اُن کی آہ و پکار تھی اُدھر جانوروں کی بھیانک صدا۔ رحمتِ خدا جوش میں آ گئی اور عذاب اٹھا لیا گیا۔

اور حضرت یونس علیہ السلام یہاں سے چل کر ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ آگے جا کر طوفان کے آثار نمودار ہوئے، قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے۔ مشہور یہ تھا کہ

Marfat.com

کسی ایک آدمی کو دریا میں ڈال دینا چاہیئے کہ وزن کم ہو جائے۔ قرعہ ڈالا گیا اور قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کا نکلا۔ لیکن کسی نے آپ کو دریا میں ڈالنا پسند نہ کیا دوبارہ قرعہ اندازی ہوئی تو آپ ہی کا نام نکلا۔ چنانچہ اب کی بار حضرت یونس علیہ السلام خود کھڑے ہو گئے۔ کپڑے اُتار کر دریا میں کود پڑے۔ سمندر میں سے ایک مچھلی پانی کاٹتی ہوئی بحکمِ خدا آئی اور آپ کو لقمہ کر گئی۔ لیکن بحکمِ خدا نہ آپ کی ہڈی توڑی اور نہ آپ کے جسم کو کچھ نقصان پہنچایا۔ آپ اُس کے لیئے غذا نہ تھے بلکہ اس کا پیٹ آپکے لیئے قید خانہ تھا۔ اسی وجہ سے آپ کی نسبت مچھلی کی طرف کی گئی (یعنی ذی النون کہا گیا) آپ کا غضب و غصّہ آپ کی قوم پر تھا اور خیال یہ تھا کہ خدا آپ کو تنگ نہ پکڑے گا۔ پھر ان اندھیریوں میں پھنسکر اب یونس علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا سمندر کے تلے کا اندھیرا، پھر مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، پھر رات کا اندھیرا۔ یہ اندھیرے سب جمع تھے۔ آپ نے سمندر کی کنکریوں کی تسبیح سُنی۔ اور خود آپ نے بھی تسبیح شروع کر دی۔ آپ پہلے تو مچھلی کے پیٹ میں جا کر سمجھے کہ میں مر گیا ہوں۔ پھر پیر کو ہلایا تو وہ ہلا یقین ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ وہیں سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے۔ بارالہٰی۔! میں نے تیرے لیئے اُس جگہ کو مسجد بنایا جس سے پہلے کسی نے جائے سجود نہ بنائی ہوگی۔ اور یہ دعا پڑھنے لگے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی آپہنچی۔

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورہ انبیاء کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" تو ہم نے اُس کی پکار سُن لی اور ہم ایمان والوں کو

Marfat.com

اسی طرح بچا لیا کرتے ہیں "

دیکھا میرے عزیز دوست! اللہ خود فرما رہا ہے کہ میں ایمان والوں کو اس طرح بچا لیتا ہوں۔ چاہے سمندر کی تہ میں ہو، یا طوفان دریا میں ہو، یا آگ کے الاؤ میں ہو، یا مچھلی کے پیٹ میں ہو۔ اسی وقت مچھلی کو حکم ہوتا ہے کہ اے مچھلی! میرے یونسؑ کو اپنے پیٹ اور سمندر سے باہر نکال دے اور یہی ہوا بھی۔ اگر یونس علیہ السلام خدا کی مدد نہ مانگتے، اس کو نہ پکارتے، اس کی تسبیح نہ پڑھتے تو اس کا انجام کیا ہوتا وہ بھی سن لے۔

قرآن مجید کے تیئیسویں پارہ میں سورہ صٰفٰت کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۴۳-۱۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اسی (مچھلی) کے پیٹ میں پڑے رہتے "

اے میرے دوست! اس سے بڑھ کر اب آپ کو توحید کے لئے اور کیا ثبوت چاہیئے؟ خداوند عالم فرما رہا ہے کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام میری تسبیح نہ پڑھتے، مجھ سے مدد نہ مانگتے، مجھے اپنی مصیبت میں یاد نہ کرتے تو قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں قید رہتے۔ کیونکہ خدا کے سوا اور کوئی اس مصیبت میں ان کا مددگار نہ بنتا۔

قرآن شریف کے گیارھویں پارہ میں سورہ توبہ کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی، وہی

Marfat.com

جلاتا ہے اور مارتا ہے اور خدا کے سوا تمہارا کوئی بھی دوست اور مددگار نہیں ہے "

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مشورہ ہوا کہ یہ اپنے مذہب اور معبودوں کو برا کہتا ہے۔ اس کو آگ میں جلادینا چاہیئے۔ بات طے ہوگئی۔ لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جو عورتیں بیمار ہوجاتیں تو وہ بھی منت مانتی تھیں کہ مجھے آرام ہوجائے گا تو ایک گٹھا لکڑی کا ابراہیم (علیہ السلام) کے جلانے کے لئے لاؤنگی اس طرح بہت کچھ لکڑیاں جمع کرکے آگ سلگائی گئی۔ لکھتے ہیں کہ اتنی بڑی آگ کبھی کسی نے روئے زمین پر نہیں جلائی تھی۔ یہ آگ ایک حق پرست، توحید پرست، سچی راہ دکھلانے والے اللہ کے لعل کے لئے لوگوں نے جلائی تھی۔ آج تو صرف مسجد ہی سے نکالتے ہیں یا وعظ ہی بند کراتے ہیں۔ اتنی سی بات میں آپ گھبرا جاتے ہیں۔ آپ کے لئے کسی نے آگ تو نہیں جلائی۔ بہرحال جب وہ آگ برابر روشن ہوگئی تو اس قدر بھڑک رہی تھی کہ کوئی پرندہ بھی اوپر سے اڑکر نہیں جاسکتا۔ اس آگ میں ڈالنے کے لئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باندھنے لگے تو اس وقت اور جب آگ میں ڈالے گئے ہیں تو اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمہ تھا۔

قرآن مجید کے چوتھے پارے میں سورہ آل عمران کے اٹھارویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" ہمارے لئے اللہ تعالےٰ کافی ہے اور وہ بہت ہی اچھا کارساز ہے "

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو (آپ کی زبان پر) آخری کلمہ یہ تھا کہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے (صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۱۸ ص ۴۴۷ حدیث ۱۶۶۷ سورہ آل عمران کی تفسیر میں)

میرے عزیز دوست! یہ تھا امتحان ایمان والوں کا اور یہ تھی کسوٹی۔ اب اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھئے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ کی طرف پھینکدیا گیا تو جو بڑے بڑے فرشتے ہیں وہ تیار کھڑے تھے کہ نہ جانے اللہ کس کو کب اور کیا حکم کرتا ہے۔ یعنی حضرت جبرئیل تیار کھڑے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے حکم دے تو میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں گرنے سے پہلے ہی بیچ راستے میں سے آسمان کی طرف اٹھالوں یا آگ کو سمندر میں ڈال دوں۔ اسی طرح حضرت میکائیل علیہ السلام بھی تیار کھڑے تھے کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ حکم کرے تو میں برسات کو اس آگ پر ایسا اُمڈ دوں کہ ایک آن کی آن میں آگ بجھ جائے۔ اسی طرح ہوا کا فرشتہ بھی تیار کھڑا تھا کہ اگر مجھے حکم ملے تو ایک پل میں آنکھ جھپکنے کے ساتھ ساری کی ساری آگ کو اڑا کر لے جاؤں مگر سب کے سب مجبور تھے۔ خدا کے حکم کے سوا کوئی کچھ بھی کر نہیں سکتا چاہے فرشتہ ہو، یا نبی، یا ولی، یا قطب، یا ابدال، یا غوث ہو، بہر حال اللہ تعالیٰ جب کسی کو بچانا چاہے تو وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے کہ اس کو کوئی کام کر دے تب ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقبول بندہ سمجھ کر اپنے رحم و کرم سے اپنے دربار میں قبول کر لیا تھا، بھلا وہ آگ ان کو کیا جلا سکتی تھی۔

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورہ انبیاء کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

" ہم نے فرمایا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور سلامتی ہو جا ابراہیم ؑ کے لئے "

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو رہا ہے کہ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کی جگہ بن جا ابراہیم علیہ السلام کے لئے۔ یاد رکھ اگر تو نے میرے لعل، حق پرست توحید کا اعلان کرنے والے ابراہیم علیہ السلام کا ایک بال بھی جلایا تو تجھے وہ سزا کرونگا جو کسی کو نہ کی ہوگی۔

میرے عزیز دوست! ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے اندر جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ کہے کہ ہو جا تو فوراً ہی ہو جائے اور اگر وہ کہے کہ مٹ جا تو فوراً ہی مٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی آگ فوراً مثل ایک باغ کے بن گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جتنا لطف اور مزہ مجھے اس آگ میں آیا پھر ساری زندگی میں نہیں آیا۔

اب حضرت موسےٰ علیہ السلام کی حقیقت کو سنیئے۔ آپ فرعون کے پاس جاتے ہیں اور خدا کے حکم کے مطابق اس کو سمجھاتے ہیں کہ غرور، سرکشی، ضد، نفسانیت اور خدائی کا دعویٰ نہ کر۔ تو بھی اسی خدا کا بندہ ہے۔ اس کی مدد کا محتاج ہے۔ مگر وہ نہیں مانتا، اپنے غرور اور ضد پر اڑا رہا، سمجھانے سے نہیں سمجھا منوانے سے نہیں مانتا تو موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی اُمت کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ رات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے تمام چھوٹوں، بڑوں، بوڑھوں اور عورتوں کو لے کر روانہ ہو گئے۔ یہ خبر جب فرعون کو ہوئی تو اس کے دل میں آگ لگ گئی۔ کیونکہ بنی اسرائیل سے وہ غلامی کے کام کراتا تھا۔ اب اگر وہ سب چلے جائیں تو پھر

Marfat.com

اُس کی اور اس کی قوم کی غلامی کون کرے۔ اس لئے حکم دیا کہ پورا لشکر تیار ہو کر میرے پاس حاضر ہو جائے۔ تمام لشکر کو جمع کر کے بڑی شان و شوکت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیچھا کیا۔ جب صبح کے کچھ آثار نظر آئے تو موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک دریا آگیا جس کی وجہ سے ان کو وہاں رُک جانا پڑا۔ اور پیچھے سے فرعون بھی اپنا لشکر لے کر آپہنچا۔

قرآن مجید کے انیسویں پارہ میں سورہ شعراء کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا"

فرعون کو تمام لشکر کے ساتھ آتا ہوا دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی گھبرا گئے۔ اُس وقت بے ساختہ اُن کی زبان سے یہ الفاظ نکلے، جو اسی آیت میں ارشاد ہوئے۔

"موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے کہ بس اب ہم تو پکڑ لئے گئے"

بے چارے غریبوں کی آہ نکل گئی۔ کیونکہ خود تو بے سرو سامان تھے۔ تعداد بھی زیادہ نہ تھی۔ اور اس میں بھی بوڑھے، بچے اور عورتیں سب تھے۔ اس لئے ان کی زبان سے نکل گیا کہ اے موسیٰ ع! ہم تو پکڑ لئے گئے اور اب تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اب نہ جانے کیا کیا یہ ظالم ہم لوگوں پر ظلم و ستم کرے گا۔

میرے عزیز دوست! یہ تھا امتحان کا وقت۔ کونسی عقل تھی جو حیران نہ رہ جائے۔ کونسا دل تھا جو کانپ نہ جائے۔ کونسا قدم تھا جو ڈگمگا نہ جائے۔ کونسی

Marfat.com

آنکھیں اور کان ایسے تھے جو خطا نہ کر جائیں۔ مگر یہ تھے اللہ کے خاص لعل جو ہم کو توحید کا سبق دینے کے لئے آئے تھے۔ اب سنیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب۔

قرآن شریف کے انیسویں ۱۹ پارہ میں سورہ شعراء کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا یقین مانو میرے ساتھ میرا خدا ہے۔ مجھے ابھی ابھی راستہ دکھا دے گا۔"

پس اسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ اے موسیٰ! دریا میں اپنی لاٹھی مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی وقت لاٹھی ماری تو سمندر نے بیچ میں سے راستہ دے دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اُمتی پار ہو گئے اور فرعون اور اس کے ساتھی اُس دریا میں گھسے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ مل جا، وہ مل گیا اور اس طرح فرعون کو اور اس کے لشکر کو ہلاک کر دیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔

اب آیئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اگر آپ اُمتی ہیں اور اپنے آپ کو عاشقِ رسول ص کہتے ہیں تو سن لو آپ کیا فرماتے ہیں۔

حدیث :- حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں غار میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ پھر میں نے اپنا سر اُٹھایا تو میں نے کچھ لوگوں کے پیر دیکھے۔ میں نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ص! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنی نظر نیچی کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکر چپ رہو ہم دو آدمی (ایسے ہیں) جن کا تیسرا اللہ

Marfat.com

ہے (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۵ ص ۲۸۲ حدیث ۱۰۹۳ ہجرت کے بیان میں. صحیح مسلم شریف جلد دوم ص ۱۴۲ حدیث ۲۰۷ فضائل صحابہ کے بیان میں. اور ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۹۲ حدیث ۹۵۳ سورہ توبہ کی تفسیر میں بھی ہے۔

جب مکہ والوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی. یہاں تک کہ قتل کردینے کا بھی مشورہ ہو گیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سچے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تن تنہا مکہ شریف سے نکل کر خدا کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے. تین دن ان کے خوف سے غار میں گزارے کہ ڈھونڈنے والے مایوس ہو کر واپس چلے جائیں تو یہاں سے نکل کر مدینہ طیبہ کا راستہ لیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لمحہ بہ لمحہ گھبرا رہے تھے کہ کسی کو کہیں یہ پتہ نہ چل جائے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم یہاں پر ہیں. اس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جو الفاظ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے تھے انہیں ہماری ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام پاک میں بیان فرماتا ہے۔

قرآن مجید کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب
یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے "

حدیث :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں ایک دن

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ لڑکے! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں تو ان کی حفاظت کر۔ اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کریگا اللہ تعالیٰ (کے حکم) کی حفاظت کر۔ تو اللہ تعالیٰ کو اپنے روبرو پائے گا اور جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگ۔ اگر مدد طلب کرنی ہو تو اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔ اور جان لے کہ اگر (میری تمام) امت اس بات پر جمع ہوجائے کہ تجھے کچھ نفع پہنچانا چاہے تو یہ تجھے اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر سب مل کر تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکیں گے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہوگئیں (ترمذی شریف جلد دوم ص۷۷ حدیث ۴۸۱ قیامت کے بیان میں)

اس حدیث کی شرح قطب غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ لائق ہے ہر مومن کو کہ کرے اس حدیث کو آئینہ اپنے دل کا۔ پس عمل کرے اس پر تمام حرکات و سکنات اپنے میں۔ تاکہ سالم رہے دنیا اور آخرت میں اور پاوے عزت دونوں جہان میں بسبب رحمت اللہ تعالیٰ کے (مظاہر حق جلد ۴ ص۲۵۷ توکل کے بیان میں)

یہ ہے حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مگر آج ہماری جہالت نے ہم کو ایسا جاہل بنا دیا ہے کہ نہ تو قرآن کریم کی آیتوں پر عمل، نہ حدیثوں کی پروا اور نہ فقہائے کرام کے فتووں کا کچھ لحاظ۔

قرآن شریف کے چودھویں پارہ میں سورہ نحل کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۳ تا ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

"تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔ اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت آجائے تو اس کی طرف نالہ و فریاد کرتے ہو اور جہاں اس نے وہ مصیبت تم سے ہٹالی کہ تم میں سے کچھ لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔"

اللہ واحد کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ لاشریک ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے، مالک ہے، پالنہار ہے۔ اس کی عبادت خالص دائمی، واجب ہے۔ اس کے سوا دوسروں کی عبادت کے طریقے اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ آسمان اور زمین کی تمام مخلوق خوشی یا ناخوشی میں اس کی ماتحت ہے سب کا لوٹنا اسکی طرف ہے۔ خلوص کے ساتھ اسی کی عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ دوسرے کو شریک کرنے سے بچو۔ دین خالص اللہ کا ہی ہے۔ آسمان و زمین کی ہر چیز کا مالک تنہا وہی ہے۔ نفع اور نقصان اُسی کے اختیار میں ہیں۔ جو کچھ اس کے بندوں کے ہاتھ میں ہے سب اسی کی طرف سے ہے۔ رزق، نعمت، عافیت اور آرام اسی کی طرف سے ہے۔ اسی کے فضل اور احسان بندوں پر ہیں۔ اور اب بھی ان نعمتوں کے پالینے کے بعد بھی تم لیسے ہی اس کے محتاج ہو۔ مصیبتیں اب بھی سر پر شاید آجائیں۔ سختی کے وقت وہی یاد آتا ہے اور گڑگڑا کر پوری عاجزی کے ساتھ کٹھن وقت میں اُسی کی طرف جھکتے ہو۔ خود مشرکین مکہ کا بھی یہی حال تھا کہ جب سمندر میں پھنس جاتے اور ہوا کے جھونکے کشتی کو پتے کی طرح جھکولے دینے لگتے تو اپنے ٹھاکروں، دیوتاؤں، بُتوں، پیروں، فقیروں، دلیوں، نبیوں

Marfat.com

سب کو بھول جاتے اور خالص خدا سے لو لگا کر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے بچاؤ اور نجات طلب کرتے۔ لیکن کنارے پر کشتی کے پار لگتے ہی اپنے پرانے خدا سب یاد آجاتے اور معبود حقیقی کے ساتھ پھر ان کی پوجا پاٹ شروع ہو جاتی (ابن کثیر پارہ ۱۴ صہ ۳۸ سورہ نحل کے ساتویں رکوع میں)

آج بھی حالت ہمارے ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمان بھائیوں کی ہے جو اگلے مشرکوں کی تھی۔ عرب کے مشرک ہندوؤں جیسا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کہتے ہیں کہ ایشور جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے خلاف کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ مگر پھر بھی سینکڑوں معبود بنا رکھے ہیں۔ کہیں دیوی پوجی جاتی ہے۔ کوئی ہنومان کو مانتا ہے۔ کوئی مہادیو کی لنگ پوجتا ہے۔ کوئی لچھمن کی مورتی پر جل چڑھاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے۔ آگ، پانی، شجر، آفتاب، ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی کہ کسی کو نہ پوجتے ہوں۔ یہی حاجت روا جان کر انکو پکارنا ان کی نذر و نیاز کرنا ان کی عبادت ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشور کی مایا ہے۔ یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں۔ یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا۔ افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آگیا۔ یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ قریب قریب یہی برتاؤ کرنے لگے۔ یہ اس کو توسل کہتے ہیں اور غیر قومیں اپنے بزرگوں سے ایسے ہی معاملات کریں تو اس کو شرک قرار دیتے ہیں۔ فعل ایک ہی ہے (تفسیر حقانی جلد ۵ صہ ۲۲۵ سورہ مومن کے پانچویں رکوع میں)

قرآن شریف کے پندرھویں [15] پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع میں آیت نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

"سمندر میں مصیبت پہنچتے ہی جنہیں پکارتے تھے ان سب کو بھول جاتے ہیں، صرف وہی خدا باقی رہ جاتا ہے۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو۔ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ بندے مصیبت کے وقت تو خلوص دل کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف جھکتے ہیں۔ اسی سے دلی دعائیں کرنے لگتے ہیں اور جہاں وہ مصیبت خدا نے ٹال دی کہ یہ آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ فتح مکہ کے وقت جبکہ ابوجہل کا لڑکا عکرمہ حبشہ جانے کے ارادے سے بھاگا اور کشتی میں بیٹھ کر چلا تو اتفاقاً کشتی طوفان میں پھنس گئی۔ ہوا کے جھونکے اسے پتے کی طرح ہلانے لگے۔ اس وقت کشتی میں جتنے کفار تھے سب کے سب ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی کچھ کام نہیں آنے کا۔ اسی کو پکارو۔ عکرمہ کے دل میں اسی وقت خیال آیا کہ جب تری میں صرف وہی ایک اکیلا اللہ کام آسکتا ہے تو ظاہر ہے کہ خشکی میں بھی وہی کام آسکتا ہے۔ خدایا میں نذر مانتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس آفت سے بچا لیا تو میں سیدھا جا کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے دوں گا اور یقیناً وہ مجھ پر مہربانی اور رحم و کرم فرمائیں گے۔ چنانچہ سمندر سے پار ہوتے ہی وہ سیدھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ پھر تو اسلام کے پہلوان ثابت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۵ صفحہ ۵۶ سورہ بنی اسرائیل کے ساتویں رکوع میں)

Marfat.com

اے عزیز دوست میرے! آپ یہ نہ سمجھنا کہ اس زمانے میں جبکہ قرآن کریم نازل ہو رہا تھا کوئی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہی نہ تھا۔ یہ خیال آپ کا بالکل غلط ہے۔ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کو برابر مانتے تھے۔ پھر بھی شرک و کفر کرتے تھے۔

مشرک دو قسم کے تھے بلکہ اب بھی ہیں۔ ایک تو وہ جو پتھر یا اور چیزوں کی مورتیوں کو پوجتے تھے اور دوسرے وہ جو بزرگوں کو پوجتے تھے۔ (تفسیر حقانی جلد ۵ ص۲۴۳ سورہ نحل کے دسویں رکوع میں)

اکثر امتیں خالق کے وجود کی قائل تھیں (اور وہ اس بات کو مانتے تھے کہ خدا کے سوا اور کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا) پھر بھی اوروں کی عبادت، انہیں واسطہ وسیلہ جان کر خدا سے نزدیک کر دینے والے، اور نفع دینے والے سمجھ کر کرتی تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ ص۵۹ سورہ ابراہیم کے دوسرے رکوع میں)

افسوس! آج ہندوستان کے جاہل مسلمان بھائیوں کی بھی یہی حالت ہے جو اگلے کافروں اور مشرکوں کی تھی۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے دسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۷۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کہہ دے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک اور نہ کسی نفع کے۔ اللہ ہی خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے"

خدا کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے اس سے منع کیا جا رہا ہے کہ ان

Marfat.com

تمام لوگوں سے کہہ دو کہ وہ تمہارے دُکھ کو مٹانے کی اور نفع پہنچانے کی کچھ بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آخر تم کیوں انہیں پوجتے اور پکارتے ہو۔ تمام باتوں کو سُننے والا، تمام چیزوں کو جاننے والا سوائے خدائے تعالیٰ کے اور کون ہے۔ تم لوگ اُس سے ہٹ کر کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ بے قدرت چیزوں کے پیچھے پڑ جانا کونسی عقلمندی ہے۔ اے اہلِ کتاب! اتباعِ حق کی حدود سے آگے نہ بڑھو جس کی توقیر کرنے کا جتنا حکم ہو اتنی ہی اس کی توقیر کرو۔ انسانوں کو جنہیں خدا نے نبوت دی ہے۔ نبوت کے درجے سے خدائی کے درجے تک نہ پہنچاؤ جیسے کہ تم جناب مسیح کے بارے میں غلطی کر رہے ہو۔ اور اس کی کوئی اور وجہ نہیں بجز اس کے کہ تم اپنے پیروں، مرشدوں، اُستادوں اور اماموں کے پیچھے لگ گئے ہو۔ وہ تو خود ہی گمراہ ہیں بلکہ گمراہ کُن ہیں۔ استقامت اور عدل کے راستے کو چھوڑے ہوئے انہیں زمانہ گزر گیا۔ ان کو تو ضلالت اور بدعتوں میں مبتلا ہوئے ایک عرصہ ہو گیا!

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۲۵ سورہ مائدہ کا دسواں رکوع)

قرآن شریف کے تیرھویں پارہ میں سورہ یوسف کے بارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ان میں سے اکثر لوگ باوجود خدا پر ایمان رکھتے ہوئے بھی مشرک ہیں"

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ خدا پر ایمان پھر شرک سے دست برداری نہیں۔ آسمان و زمین، پہاڑ اور درختوں کا، انسان اور جنات کا اور تمام کائنات کا خداوند کریم کو مالک مختار مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کے ساتھ اس کا

Marfat.com

شریک ٹھہراتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۱۹)

جس قدر مشرک گروہ ہیں وہ جو غیر اللہ کو پوجتے ہیں (یعنی اللہ کے سوا جس کو پوجتے یا پکارتے ہیں) ضرور ان کو زندہ اور نگہبان سمجھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے کارخانے میں نفع اور نقصان کا مالک ومختار بھی جانتے ہیں۔ عرب کے مشرک بُتوں کو، ارواحِ غیر مرئیہ (اَن دیکھی روحیں یعنی جن بھوت پریت وغیرہ) کو اور ایرانی عناصر اور ستاروں کو بعض فرشتوں اور خدا کے برگزیدہ بندوں کو پوجتے پکارتے ہیں۔ اُن کی نذر ونیاز کرتے ہیں۔ اس اعتقاد سے کہ وہ کارساز ہیں (یعنی مدد کر سکتے ہیں۔ ہمارے کام بنا سکتے ہیں اور بگاڑ بھی سکتے ہیں) ایسا عقیدہ رکھنا حنفی مذہب میں کفر ہے) (تفسیر حقانی جلد تیسری صفحہ ۹۳ سورہ آل عمران کے پہلے رکوع میں)

حدیث :- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا کہ تم آج کل کتنے معبودوں کو پوجتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ سات معبودوں کو جن میں سے چھ زمین میں ہیں اور ایک آسمان پر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تم ان میں سے امید اور ڈر کس سے رکھتے ہو۔ میرے والد نے جواب دیا کہ آسمان والے سے (مختصر) (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۱۶ حدیث ۱۳۳۴ دعا کے بیان میں)

قرآن مجید کے نویں پارہ میں سورۂ اعراف کے چوبیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۹۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادتیں کرتے ہو وہ تمہاری

Marfat.com

کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے ہیں اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں ۔"

جن کو تم پوجتے ہو نہ وہ تمہیں کچھ مدد دے سکتے ہیں اور نہ وہ خود کی کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ بقول نصاریٰ مسیح کو یہود نے سولی دی۔ اور وہ کچھ نہ کر سکے۔ اسی طرح اور بزرگ جن کو تم پوجتے ہو موت اور بیماری سے نجات نہ پا سکے (وہ تمہاری کیا مدد کریں گے؟) (تفسیر حقانی جلد چہارم صـ۱۷۹ سورہ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں)

حدیث :- حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اللہ ہی سے اپنی حاجت مانگے یہاں تک کہ نمک بھی اسی سے مانگے (ترمذی شریف جلد دوم صـ۲۴۹ حدیث ۱۴۶۲ دعا کے بیان میں)

قرآن شریف کے سولہویں پارہ میں سورہ کہف کے بارھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

" سو کیا پھر بھی ان کافروں کا خیال ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز (یعنی مددگار) سمجھتے ہیں۔ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ کو تیار کر رکھا ہے ۔"

ہم نے وہاں اُن کے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ یہ ان کی مہمانی اور ضیافت ہے۔ دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کی تھیں۔ مال خرچ کئے تھے۔ اس طریقہ باطل کو غالب کرنے کے لئے اہل حق سے لڑتے تھے، حق کے مٹانے میں مال و جان خرچ کرتے تھے اور اس کو

Marfat.com

دُنیا و آخرت کی نجات سمجھتے تھے (تفسیر حقانی جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ سورہ کہف کے بارھویں رکوع میں)

بہت ہی سچ کہا ہے علامہ حالی مرحوم نے ؎

کریں غیر گر بُت کی پوجا تو کافر ۔ جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکیں آگ پر بہر سجدہ تو کافر ۔ کواکب میں مانیں کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ۔ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ۔ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں ۔ ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں ۔ وہ بدل گیا آکے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے مسلماں

قرآن شریف کے پچیسویں پارہ میں سورہ شوریٰ کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"خدا کے سوا اور کوئی بھی تمہارا حامی اور مددگار نہیں ہے"۔
دفع بلاؤں کے لئے اوروں کو پکارتے ہیں یا حاصل کرنے

Marfat.com

منافع میں اوروں کی طرف رجوع کرتے ہیں (یہ شرک ہے)
(مظاہر حق جلد اول ص۱۴۲ کتاب الایمان کبیرہ گناہوں کے بیان میں)
جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے
وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی (عین الہدایہ
جلد اول ص۱۰ عقائد کے بیان میں)۔

(۳۲)

نفع اور نقصان کا غیر اللہ کو اختیار نہیں

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اس کو ہٹانیوالا سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ اور اگر وہ تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمام چیزوں پر قادر ہے"

اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ نفع اور نقصان کا مالک میں ہی ہوں۔ وہ اپنی مخلوق میں جو چاہے ہیر پھیر کر سکتا ہے۔ اس کے حکموں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اسکے فیصلوں کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا یا جسے تو دے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور تو جس سے روک لے اُسے کوئی دے نہیں سکتا

Marfat.com

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۵)

قرآن پاک کے گیارھویں پارہ میں سورہ یونس کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تو کہہ دے کہ میں تو اپنی جان کے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔"

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوایا جا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ میرے اختیار میں کوئی بات نہیں جو بات مجھے بتلا دی جائے میں تو وہی جانتا ہوں۔ کسی چیز کی مجھ میں قدرت نہیں۔ یہاں تک کہ خود اپنے نفع اور نقصان کا بھی میں مالک نہیں ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صفحہ ۵۵)

قرآن شریف کے انتیسویں پارہ میں سورہ جن کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کہہ دے کہ مجھے تمہارے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں ہے۔"

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے کہلوا رہا ہے کہ آپ کہہ دیں کہ تمہارے نفع اور تمہارے نقصان کا میں مالک نہیں ہوں۔ اے مسلمانو! ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے پہلے تو یہ کہلوا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ جسے چاہے نفع پہنچائے جسے چاہے نقصان۔ اس میں کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے۔

دوسری مرتبہ یہ کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ میں اپنی جان کے لیے بھی نفع اور

Marfat.com

نقصان کا مالک نہیں ہوں۔ تیسری دفعہ یہ کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ میں تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ بس مسئلہ صاف معلوم ہو گیا اور صاف صاف آیات قرآن سے معلوم ہو گیا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور نقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتے تو پھر غوث، قطب، ابدال اور اولیا کی تو کیا حقیقت۔

اب آئیے میرے عزیز دوست کو دوسری آیتیں اور حدیثیں سناؤں جن کے سُننے اور پڑھنے سے انسان کا ایمان مضبوط اور توحید کا پکّا ہو جاتا ہے مگر ذرا ٹھنڈے دل سے اطمینان کے ساتھ بغیر غصّہ اور ضد کے پڑھنے کی مہربانی کرنا۔ اگر غصّہ کروگے تو میرا تو انشاء اللہ تعالٰی کچھ بھی نہیں بگڑے گا لیکن آپ خود ہی سمجھنے اور سنبھلنے سے محروم رہ جاؤ گے۔

قرآن شریف کے بارھویں پارہ میں سورہ ہود کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۲-۴۳ میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

"اور وہ کشتی انہیں لے کر موجوں میں پہاڑ کی طرف جارہی تھی۔ نوح علیہ السلام نے اپنے لڑکے کو جو ایک کنارے پر کھڑا تھا پکار کر کہا کہ پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں میں نہ رہ۔ اس نے جواب دیا کہ میں تو کسی بڑے پہاڑ کی طرف پناہ میں آجاؤں گا جو مجھے بچالے گا۔ نوح علیہ السلام نے کہا آج اللہ کے حکم سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔ صرف وہی بچیں گے جن پر خدا کا رحم ہوگا۔ اچانک درمیان میں موج حائل ہو گئی اور

Marfat.com

وہ ڈوبنے والوں میں سے ہو گیا"

جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہو کر سمندر میں چلتے ہیں۔ اس وقت اُن کا ایک بیٹا تھا۔ نام اس کا کنعان لکھتے ہیں۔ وہ جاہلوں کی صحبت میں رہتا تھا نوح علیہ السلام کا لختِ جگر اور نورِ نظر تھا۔ بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر کہ وہ کنارے پر کھڑا ہے محبتِ پدری جوش میں آگئی اور اپنے بیٹے کو سمجھانے لگے اے بیٹا! میرے ساتھ کشتی میں سوار ہو جا اور میرے کہنے کو مان لے اور جاہل کافروں کی صحبت کو چھوڑ دے۔ تو کنعان نے جواب دیا کہ مجھے تمہاری کشتی وشتی کی کوئی ضرورت نہیں، میں تو کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ اس پہاڑ کی اونچائی کی وجہ سے میں بچ جاؤں گا۔ نوح علیہ السلام نے سمجھایا کہ آج اللہ کا حکم ایسا ہی ہے کہ کوئی نہیں بچ سکتا۔ بہتر یہی ہے کہ تو کشتی میں آجا مگر وہ نہ مانا پھر کیا ہوا۔ وہ سنیئے

قرآن شریف کے بارھویں ۱۲ پارہ میں سورہ ہود کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۵-۴۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور نوح علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا اے میرے رب میرا یہ بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو حاکموں کا حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح! یہ شخص تمہارے گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں تھے۔ تجھے ہرگز اس چیز کو نہ مانگنی چاہیئے جس کا تجھے علم نہ ہو۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرنے سے باز رہ"

Marfat.com

میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے دعا کی لیکن قبول نہ ہوئی اور را دیکھتے رہے ڈوب گئے اور کنعان دریا میں ڈوب کر ہلاک و برباد ہوگیا۔ آپ دیکھتے رہے لیکن بچا نہ سکے۔ کیونکہ اختیار نہیں تھا۔ اگر نوح علیہ السلام کا کچھ اختیار ہوتا یا بس چلتا تو وہ اپنے بیٹے کو ہرگز کفر کی طرف نہ جانے دیتے اور نہ سمندر میں ڈوبنے دیتے مگر اختیار صرف اتنا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ وہ اپنے رحم و کرم سے قبول کرلے تو اس کی مہربانی ہے اور اگر قبول نہ کرے تو اس کے اختیار کی بات ہے۔ بہرحال وہ آخری ہتھیار جو دعا کا نوح علیہ السلام کے پاس تھا وہ بھی اللہ کے دربار میں آزما چکے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورہ ممتحنہ کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لئے مجھے خدا کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں ہے"۔

میرے عزیز دوست! دنیا جانتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ بت پرست، بت تراش اور بت فروش تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہت سمجھایا مگر نہ سمجھا، آخر ایک ہتھیار جو آپ کے پاس تھا اس کو آپ نے آزمایا یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ نے اپنے باپ کے لئے دعا کی تو جناب باری کی طرف سے

Marfat.com

حکم ہوتا ہے۔

قرآن شریف کے گیارہویں پارہ میں سورہ توبہ کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ابراہیمؑ کا اپنے والد کے لئے استغفار تو صرف اس وعدہ کی وجہ سے تھا جو وہ اس سے کر چکا تھا۔ پھر جب اس پر کھل گیا کہ وہ دشمنِ خدا ہے تو وہ اسی وقت اس سے بیزار ہو گیا۔ ابراہیمؑ تو بڑا ہی نرم دل بردبار تھا۔"

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملیں گے اور آزر کے چہرے پر اس وقت سیاہی اور غبار ہوگا تو اس سے ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم میری نافرمانی نہ کرو۔ تو ان کا باپ کہے گا اب سے میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا پس ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار! تو نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تجھے رسوا نہ کروں گا جس دن لوگ جمع کئے جائیں گے (یعنی قیامت کے دن) پس اب کونسی رسوائی میرے باپ کمبخت کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے تو جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے پیروں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک کفتار (یعنی بجو) خون میں لتھڑا ہوا پائیں گے، پس اس کے پیر پکڑ لئے جائیں گے اور وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ ص ۱۴۹ حدیث ۵۷۲ پیدائش انبیاء کے باب میں)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! دیکھا اگر ابراہیم علیہ السلام کا اختیار چلتا تو اپنے باپ کو دوزخ میں جانے دیتے ہرگز نہیں۔ لیکن اختیار صرف دعا کرنے کا تھا وہ کر چکے مگر قبول نہ ہوئی۔

قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارہ میں سورہ تحریم کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"اللہ تعالیٰ کافروں کیلئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کا حال بیان فرماتا ہے وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں، سو ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کی خیانت کی وہ دونوں بندے اللہ کے مقابلہ میں انکو ذرا بھی کام نہ آسکے، اور ان دونوں عورتوں کو حکم ہوگیا کہ جانیوالوں کے ساتھ تم دونوں بھی جہنم میں چلی جاؤ"

اللہ تعالیٰ مثال دے کر سمجھا رہا ہے کہ کافروں کا مسلمانوں سے ملنا جلنا خلط ملط رہنا انہیں ان کے کفر کی وجہ سے خدا کے وہاں کچھ بھی نفع نہیں دے سکتا دیکھو دو پیغمبروں کی عورتیں حضرت نوح علیہ السلام کی اور حضرت لوط علیہ السلام کی جو ہر وقت ان نبیوں کی صحبت میں رہنے والی اور دن رات ساتھ اٹھنے بیٹھنے والی اور ساتھ ہی کھانے پینے بلکہ سونے جاگنے والی تھیں لیکن چونکہ ایمان و عمل میں ان کے ساتھ نہ تھیں اور اپنے کفر پر قائم تھیں، پس پیغمبروں کی آٹھ پہر کی صحبت انہیں کچھ کام نہ آئی۔ حالانکہ وہ نبی تھے لیکن انہیں آخرت کا نفع کچھ بھی نہ پہنچا سکے اور نہ آخرت کے نقصان سے بچا سکے بلکہ ان عورتوں کو بھی جہنمیوں کے ساتھ جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ صـ ۱۰۲)

اے میرے دوست! وہ لوگ سوچیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور شریعت کے خلاف کفر و بدعت اور شرک میں سر سے لے کر

Marfat.com

پاؤں تک ڈوبے ہوئے ہیں اور سمجھانے سے نہیں سمجھتے، منوانے سے نہیں مانتے اور جو ان کی رہنمائی کرے، انہیں سمجھانے جائے اُسی کو اسلام سے خارج وہابی اور اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ اس قدر ظلم کرنے کے باوجود بخشے جانے کی امید رکھتے ہیں،

میرے عزیز دوست! اکثر ہمارے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا میں کیا بیان کروں، ان کی جہالت کے بارے میں جتنا بھی رو نا رویا جائے وہ کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کی ہدایت کا مختار و مالک ہے۔ اگر وہ ہدایت دینے کا کوئی سبب یا وجہ بنا دے جب تو کوئی بات نہیں۔ جاہل سے جاہل بھی ہدایت پر آسکتا ہے۔ ورنہ ان عزیزوں کی تو یہ حالت ہے کہ اپنی ضد میں اپنے تکبر میں، اپنی رو میں سلام کا جواب بھی نہیں دیتے ہیں۔ ایسے ضدی انسانوں کو کس طرح سمجھایا جائے اور اگر کوئی دوست ان کو سمجھا پھسلا کر کسی حق پرست کے وعظ میں لے بھی آیا تو یہ جاہل حضرات صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ یہ مولوی قرآن شریف کی آیتوں کا غلط ترجمہ بیان کرتا ہے، یہ حدیثوں کے نمبر جھوٹے دیتا ہے۔ یہ فقہ کی کتابوں کے حوالے غلط بیان کرتا ہے۔ اب آئیے اس بات کا آخری مضمون میرے بھیا کو سمجھا دوں۔

میرے دوست! آپ نے یہ پڑھ لیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے کہلوا دیا کہ آپ کہہ دیں کہ اللہ ہی ہر نفع اور نقصان کا مالک ہے۔ پھر یہ بھی کہلوا دیا کہ میں اپنی جان کے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں اور یہ بھی کہلوا دیا کہ تمہارے لئے بھی میں کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں۔

اب آئیے آخری حدیثیں اور آیتیں سناؤں میرے بھیا کو۔

قرآن شریف کے تیسویں پارہ میں سورہ انفطار کے پہلے رکوع کے اندر

Marfat.com

آیت ۱۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"جس دن کوئی شخص کسی شخص کے لئے کسی چیز کا مختار نہ ہوگا ۔ اور تمام تر احکام اور فرمان اُس روز اللہ تعالیٰ ہی کے ہونگے"۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کو کچھ بھی نفع نہ پہنچاسکے گا اور نہ عذاب سے نجات دلواسکے گا ۔ ہاں یہ بات اور ہے کہ کسی کو شفاعت کرنے کی اجازت خود خداوند کریم عطا فرمادے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آرہا ہے ۔ شفاعت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کفر و شرک ، بدعت ، رسم و رواج اور جہالت و ضد سے منہ دھولے ، سینہ صاف کرلے ۔ ورنہ آپ کی اُمید امید نہیں ہے بلکہ شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے ۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (جو آپ نے اوپر پڑھی) تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے اور آپ نے فرمایا ، اے گروہ قریش ! تم اپنی جانوں کو بچاؤ ، میں خدا (کے عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا ۔ اے عبد مناف کی اولاد ! میں تمہیں خدا (کے عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا ۔ اے عباس بن عبد المطلب ! میں تمہیں خدا (کے عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا ۔ اور اے صفیہ ! (رسولِ خدا ص کی پھوپھی) میں تمہیں خدا (کے عذاب) سے کچھ بھی نہیں بچا سکتا ۔ اور اے فاطمہ بنت محمد ص ! تم مجھ سے میرا مال جسقدر چاہو لے لو مگر میں خدا (کے عذاب) سے تمہیں کچھ بھی نہیں بچا سکتا (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۱ صہ۱۱ حدیث ۲۴ وصیت کے بیان میں ۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صہ۲۲۳ حدیث ۱۰۴۲ سورہ شعراء کی تفسیر میں بھی ہے)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! سوچنے اور سمجھنے جیسی باتیں ہیں۔ غصہ یا مذاق میں اڑانے جیسی باتیں نہیں ہیں۔ آپ ان باتوں پر عمل کریں یا نہ کریں وہ تو آپ کی مرضی کی بات ہے۔ مگر مرنے کے بعد اور قیامت میں انشاء اللہ یہ باتیں آپ کو یقیناً یاد آئیں گی۔ پھر اس وقت آپ کا پچتانا اور نہ پچتانا برابر ہوگا۔ اب بھی وقت ہے کچھ بھی نہیں بگڑا۔ برائے مہربانی کفر و شرک اور بدعت، رسم و رواج اور جہالت وضد سے توبہ کر لے اور شریعت کا عامل بن جا۔

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے چالیسویں رکوع کے اندر آیت ۲۸۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو نیکی کرے وہ اس کے لئے ہے اور جو برائی کرے وہ اس پر ہے"

اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔ اعمال نیک کروگے جزا پاؤگے۔ اعمالِ خبیثہ کروگے تو سزا پاؤگے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۲۷)

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابوطالب) سے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ لیجئے تاکہ قیامت کے دن میں اس کی گواہی دے سکوں (اور آپ کی بخشش و نجات ہو سکے) انہوں نے کہا کہ مجھے قوم قریش کے لوگ طعنہ دیں گے کہ اُس نے ڈر سے ایسا کیا (یعنی اپنے آبائی

Marfat.com

اور اصلی پرانے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا) اگر یہ عار نہ دلاتے تو اس سے میں آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا (یعنی مسلمان ہو جاتا) (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ حدیث ۱۰۴۵ سورہ قصص کی تفسیر میں)

جس وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کو سمجھا رہے تھے اس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

قرآن کریم کے بیسویں پارہ میں سورہ قصص کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تو جسے چاہے ہدایت نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب واقف ہے"

حدیث :- حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ جب ابو طالب کی وفات قریب ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ پس آپ نے ان کے پاس ابوجہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو پایا۔ حضرت سعید کے والد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا کہ اے چچا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہہ دو۔ میں تمہارے لئے اللہ کے یہاں اس کی گواہی دے دوں گا۔ ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا کہ اے ابو طالب! عبد المطلب کے طریقہ سے پھر جاتے ہو۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کلمہ شریف پر ان کو دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں وہی بات کہتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے سب سے آخری گفتگو جو ان سے کی اس میں یہ کہا کہ وہ عبد المطلب کے طریقہ پر ہیں اور انہوں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے انکار کر دیا (پھر وہ مر گئے) تو رسول خدا صلی اللہ

Marfat.com

نے فرمایا کہ ہاں میں خدا کی قسم تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ جبتک کہ مجھ کو اس سے منع نہ کیا جائے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۵ صہ ۳۰۳ حدیث ۱۲۵۹ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ کے سامنے آپ کے چچا ابو طالب کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امید ہے کہ قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کچھ فائدہ دے جائے گی اور وہ آگ کے درمیانی درجہ میں کر دیئے جائیں گے کہ آگ ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی مگر اس سے ان کا دماغ ابلنے لگے گا۔ (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۵ صہ ۲۶۸ حدیث ۱۶۰۱ جاہلیت کے بیان میں)

سُنا میرے عزیز دوست! یہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے چچا جو آپ کو ہر طرح کا ساتھ دیتے تھے۔ رات دن آپ کی خیر خواہی میں لگے رہتے تھے۔ جب تک ابو طالب زندہ تھے آپ کو کوئی کچھ بھی تکلیف نہ دے سکا اور جب وہ وفات پا گئے تو آپ کو مکہ والوں نے ایسی تکلیفیں دیں کہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانا پڑا، اتنی محبت ہونے کے باوجود بھی وہ جہنم میں ہوں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عذاب جہنم سے بچا نہ سکیں گے۔ اور یہ ابو طالب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے باپ ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ کو جہنم سے بچا نہ سکیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے اور آپ کے باپ ابو طالب جہنم میں ہوں گے۔

اے عزیز! اس کتاب کے پڑھنے والے، کچھ سوچ اور سمجھنے کی کوشش کر

Marfat.com

بغیر ایمان و عمل کے ناطہ اور رشتہ داری قیامت کے دن کچھ بھی کام نہ آئیگی۔ اب تو آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی یا نہیں! اگر خدا کے سوا کسی اور کو کچھ اختیار ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باپ ہرگز جہنم میں نہ ہوتا۔ اب بھی اگر آپ کی سمجھ میں کچھ کسر رہ گئی ہو تو اور سن لیں۔ بفضل اللہ تعالیٰ حق بات کو ظاہر کرنے سے دین کے دشمنوں سے میں ذرا بھی نہیں ڈرتا۔ میں نے تو خدا کے فضل و کرم سے دل میں یہ ٹھان لی ہے کہ جب تک جان میں جان ہے انشاء اللہ تعالیٰ حق بات کا اعلان کرتا ہی رہونگا ہدایت کا دارومدار تو اللہ کے ہاتھ ہے جس کو چاہے دے جس کو چاہے نہ دے۔

اب سن لو آخری باتیں۔ کانوں کے پردے ہٹا کر سن لو۔ دل سے اندھیریوں کو دور کر کے سن لو۔ آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹا کر سن لو۔ دل کی نفسانیت کو مٹا کر سن لو۔ جب ابوطالب کی وفات ہو گئی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ جب تک مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منع نہ کیا جائے میں اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ یہی ایک چیز نبیوں اور ولیوں کے پاس ہوتی ہے۔ اب کسی کی دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ ہی کی مرضی اور اختیار کی بات ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے لئے دعا اور استغفار کرنا شروع کیا تو آپ پر یہ آیت شریفہ نازل ہوتی ہے۔

قرآن شریف کے گیارھویں پارہ میں سورہ توبہ کے چودھویں رکوع کے اندر آیت نمبر۱۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"نبی کو اور ایمانداروں کو یہ لائق ہی نہیں کہ مشرکوں کیلئے دعائے استغفار کریں۔ گو وہ قرابتداری کیوں نہ ہوں، اس کے بعد کہ

Marfat.com

اُن پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں۔"

طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ غزوۂ تبوک کی واپسی میں عمرہ کے وقت ثنیہ عسفان سے اُترتے ہوئے آپؐ نے اپنے ساتھ کے صحابہ کرام سے فرمایا عقبہ میں ٹھہرو، میں ابھی آیا، وہاں سے اتر کر آپ اپنی ماں کی قبر پر گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دیر تک مناجات کرتے رہے، پھر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع کیا۔ آپ کے رونے سے سب لوگ رونے لگے اور یہ سمجھے کہ آپ کی اُمت کے بارے میں کوئی نئی بات پیدا ہوئی جس سے آپ اس قدر رو رہے ہیں۔ انہیں روتا دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ کیوں رو رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو روتے دیکھ کر اور یہ سمجھ کر کہ شاید آپ کی اُمت کے بارے میں کوئی ایسا نیا حکم اُترا جو طاقت سے باہر ہے۔ آپ نے فرمایا سنو! بات یہ ہے کہ یہاں میری ماں کی قبر ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے قیامت کے دن اپنی ماں کی شفاعت کی اجازت طلب کی لیکن اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں فرمائی تو میرا دل بھر آیا اور میں رونے لگا۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور مجھ سے فرمایا کہ ابراہیمؑ کا استغفار اپنے باپ کے لئے صرف ایک وعدہ سے تھا جس کا وعدہ ہو چکا تھا لیکن جب اُس پر کھل گیا کہ اُس کا باپ دشمن خدا ہے تو وہ فوراً بیزار ہو گیا۔ بس آپ بھی اپنی ماں سے اسی طرح بیزار ہو جائیے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بیزار ہو گئے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ صلا سورہ توبہ کے تیرھویں رکوع میں)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی، آپؐ روئے اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی

Marfat.com

ردئیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنی ماں کے لئے دعائے مغفرت کی اجازت اپنے پروردگار سے طلب کی تھی۔ اس کی مجھ کو اجازت نہیں دی گئی میں نے زیارتِ قبر کی اجازت طلب کی تو اس کی اجازت مجھ کو مل گئی، تم لوگ قبروں کی زیارت کیا کرو اس سے موت یاد آتی ہے (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۵۸ حدیث ۹۸۲ جنازے کے بیان میں۔ مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۳۰۵ حدیث ۱۶۶۳ قبروں کی زیارت کے بیان میں اور ابوداؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ ص۵۸۶ حدیث ۱۴۷۷ باب ۶۲۲ میں بھی ہے۔)

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں زندہ کئے گئے پھر ایمان لائے۔ اسی طرح ابوطالب کی بات بھی کرتے ہیں۔ اگر یہ باتیں صحیح سند سے ثابت ہو جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ جو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔

ان حدیثوں کو بیان کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے پیروں اور مولویوں کے کہنے اور بہکانے سے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور مجلسوں میں بھی اس قسم کے نعرے لگاتے پھرتے ہیں یا رسول اللہ المدد، یا غوث المدد، یا خواجہ المدد، یا غیبن شاہ المدد، یا میراں شاہ المدد، یا داول شاہ المدد، یا داتار المدد یا ملنگ شاہ المدد یا حسین المدد، یا علی المدد وغیرہ وغیرہ

دنیا و آخرت میں سوائے خدا کے اور کوئی بھی حامی اور مددگار نہیں ہے ذرا ہوش میں آکر سمجھداری سے کام لیجئے۔ آپ اتنا تو خیال کیجئے کہ آدم علیہ السلام جنت میں ہوں گے اور اُن کا لڑکا قابیل جہنم میں ہوگا اور نوح علیہ السلام جنت

Marfat.com

ہوں گے اور اُن کا بیٹا جہنم میں ہوگا ۔ اور ابراہیم علیہ السلام جنت میں ہوں گے اور اُن کا باپ آزر جہنم میں ہوگا ۔ اور نوح اور لوط علیہما السلام جنت میں ہونگے اور ان دونوں کی بیویاں جہنم میں ہوں گی ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے اور ان کا باپ ابوجہل جہنم میں ہوگا ۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں ہوں گے اور آپ کی خیر خواہی کرنے والا چچا ابوطالب جہنم میں ہوگا ۔ ذرا ہوش میں آجا مردِ مجاہد اور خوب سوچ کہ جن کی گود اور نسل سے غوث، قطب، ابدال اولیا، امام، مست، مجذوب وغیرہ پیدا ہوئے وہ خود حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جنت میں ہوں گے اور اُن کا سگا باپ ابوطالب جہنم میں ہوگا حضرت علی شیر خدا خود اپنے باپ کو جب جہنم سے نہ بچا سکیں گے تو پھر تم کو غوث و قطب یا اولیاء جہنم سے کس طرح بچائیں گے ۔ سوائے ایمان و عمل کے ناطہ، رشتہ اور محبت آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئے گی ، ضد کرنا چھوڑ دے اور فوراً لبیک کہہ کر توحید کے جھنڈے کو ہاتھ میں لے لے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی کامیابی مل جائے گی ۔

قرآن شریف کے بیسویں پارہ میں سورہ قصص کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"اور تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس (حکم کو چاہتا ہے) پسند کرتا ہے ۔ ان لوگوں کو تجویز (احکام) کا کوئی حق حاصل نہیں اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے "

ساری مخلوق کا خالق، تمام اختیارات والا اللہ ہی ہے ۔ نہ اس میں

Marfat.com

کوئی اس سے جھگڑنے والا، نہ اس کا شریک نہ ساجھی۔ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے اپنا خاص بندہ بنا لے۔ جو وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا ہو ہی نہیں سکتا تمام امور سب خیر و شر اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ سب کی بازگشت اسی کی جانب ہے کسی کو کوئی اختیار نہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲ ص ۲۰)

جس نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات اپنے بندوں کو بھی دیئے ہیں اس نے اس کے ساتھ کفر کیا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۸ ص ۴۲ سورہ اعراف کے ساتویں رکوع میں)

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورہ فاطر کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ اپنی جس رحمت کو لوگوں کے لئے کھول دے اسے بند کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ روک دے اسے اس کے سوا بھیجنے والا کوئی نہیں۔ وہ غالب اور باحکمت ہے"

Marfat.com

(۳۳)

معجزے اور کرامات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

میرے عزیز دوست! نبیوں کے معجزے اور ولیوں کی کرامتیں حق ہیں، لیکن جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں سے آپ یہ باتیں سن کر یہ نہ سمجھ لینا کہ نبی یا ولی جو چاہیں وہ کر سکتے ہیں جسے چاہیں نفع پہنچائیں اور جسے چاہیں نقصان پہنچائیں۔ یہ عقیدہ آپ کو کہیں تباہ اور برباد نہ کر دے۔ اسی عقیدہ نے اکثر پہلی اُمتوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اسی عقیدہ نے آج ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمانوں کے ایمان کا ملیامیٹ کر دیا ہے جس کو ہم پہلے دو بابوں میں پوری تفصیل کے ساتھ سمجھا چکے ہیں اور ان جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کو ان باتوں کے سوا اور کچھ وعظ آتے ہی نہیں۔

قرآن شریف کے تیرھویں پارہ میں سورہ رعد کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی معجزہ بغیر خدا کی اجازت کے لے آئے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ معجزے ظاہر کرنا کسی نبی کے بس کی بات نہیں۔ یہ تو اللہ عزوجل کے قبضہ کی چیز ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، جو ارادہ کرتا ہے، حکم دیتا ہے وہ ہو جاتا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صفحہ ۵۰)

Marfat.com

قرآن شریف کے تیرھویں ۱۳ پارہ میں سورہ ابراہیم کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"بے حکم خدا ہماری مجال نہیں کہ ہم کوئی معجزہ تمہیں لا دکھلائیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ بار بار معجزے طلب کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا جاتا ہے کہ جو چیز تم ہمارے ہاتھوں دیکھنا چاہتے ہو اس کی بابت بھی سُن لو کہ وہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ہاں ہم اللہ تعالیٰ سے طلب کریں گے اگر ہماری دعا قبول ہوئی تو بے شک ہم دکھا دیں گے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ صہ ۵۹)

یہ خیال رہے کہ بعض اولیاء اللہ کے ہاتھوں جو کرامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اور کبھی کبھی چیزیں تبدیل ہو جاتی ہیں اُن کا ہمیں انکار نہیں وہ خدا کی طرف سے ان پر ایک خاص فضل ہوتا ہے اور وہ بھی اُن کے بس کا نہیں ہوتا، نہ اُن کے قبضہ کا ہوتا ہے، نہ وہ کوئی کاریگری ہوتی ہے اور نہ علم۔ وہ محض خدا کے فرمان کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نیکوکار بندوں کے ہاتھوں اپنی مخلوق کو دکھا دیتا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۲۰ صہ ۴۳ سورہ قصص کے آٹھویں رکوع کی تفسیر میں)

Marfat.com

(۳۴)

وسیلہ

میرے عزیز دوست! حنفی مذہب میں وسیلہ سے دعا مانگنا جائز ہے، مگر اس میں بھی کچھ باتیں سمجھنے اور سیکھنے کے قابل ہیں۔

قرآن شریف کے چھٹے پارے میں سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع میں آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا کرو، امید ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔"

تقویٰ کا حکم ہو رہا ہے اور وہ بھی اطاعت سے ملا ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کے منع کردہ کاموں سے رُکا رہے اُس کی طرف قُربت یعنی نزدیکی تلاش کرو۔ یہی معنی وسیلہ کے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، حضرت مجاہد حضرت ابو وائل حضرت حسن حضرت ابن زید اور بہت سے مفسرین رحمۃ اللہ علیہم سے یہی روایت ہے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، خدا کی اطاعت اور اُس کی مرضی کے اعمال سے اس سے قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلے کے جو معنی اس آیت

Marfat.com

میں لیے ہیں اس پر سب مفسرین کا گویا اجماع ہے، اس میں کسی ایک کا بھی بالکل اختلاف نہیں۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک عربی شعر بھی وارد کیا ہے جس میں وسیلہ قربت اور نزدیکی کے معنی میں مستعمل ہوا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۹۳ اور تفسیر مواہب الرحمان پارہ ۶ صفحہ ۱۱۳)

میرے عزیز دوست! قرآن شریف کے اندر جو وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کے الفاظ ہیں اُن سے مراد اپنے نیک اعمال ہیں جن کو وسیلہ بنا کر بارگاہِ الٰہی میں قرب اور نزدیکی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی چیز خدا کی قربت کیلئے وسیلہ نہیں بن سکتی۔

اور وہ حدیث شریفہ جس کے اندر اذان کے دعا کے الفاظ میں وسیلہ کا لفظ ہے وہاں پر بھی کسی دوسرے انسان کا وسیلہ لینا مُراد نہیں ہے بلکہ وہاں پر جنّت کا ایک خاص درجہ یا شفاعتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خاص مقام مراد ہے جہاں پر تشریف لا کر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اُمّت کے لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے۔

طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تم اللہ سے دعا کرو کہ خدا مجھے وسیلہ عطا فرمائے جو شخص دُنیا میں میرے لئے دعا کرے گا میں اس پر گواہ یا اس کا سفارشی قیامت کے دن بنجاؤں گا۔ اور حدیث میں ہے کہ وسیلہ سے بڑا کوئی درجہ جنّت میں نہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۹۳)

مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعا میں کہے بحق فلاں یعنی بحق فلاں بزرگ میری دعا قبول فرما، یا کہے یا الٰہی بحق انبیاء یا بحق رسول ؐ

Marfat.com

میری دعا قبول فرما۔ اسی طرح اگر کہے کہ الٰہی بحق بیت اللہ میری دعا قبول کر، تو بھی مکروہ ہے۔ اس واسطے کہ مخلوق کا حق حضرت خالق عز وجل پر نہیں ہے۔ اور حق یہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کو ادا کئے چھٹکارا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ کسی مخلوق کا حق حضرت عز وجل پر نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض نادان لوگ مناجات میں یہ اشعار پڑھا کرتے ہیں ؎

الٰہی بحق محمد رسول دعا مجھ گنہگار کی کر قبول

یہ مکروہ ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ ہاں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے (عمل صالح کے) وسیلے سے دعا کرنا مضائقہ نہیں (عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۶ کراہت کے باب میں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۲۶۷ کراہت کے بیان میں۔ اور غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۳۰ باب الحظر میں بھی ہے۔)

کسی مزار پر جا کر یا اپنے گھر ہی میں سے ان کے حق میں بعد فاتحہ اور دعا مسنون کے یا خانہ کعبہ یا مسجد یا دیگر مقامات مقدسہ یا تلاوت قرآن کی برکت سے یا فلاں زندہ بزرگ کے اعمال صالح کی برکت سے میرا فلاں کام پورا کر دے تو یہ جائز ہے۔ کیونکہ سوال میں خطاب خدا سے ہوا اور ان سب کی برکت کے واسطے کا ذکر کیا گیا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین پریشان حال مسلمانوں کا واسطہ دے کر خدا سے کفار پر فتح کی دعا مانگی تھی۔ اور آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے

Marfat.com

بارش کی وجہ سے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لینے کے لئے گئے مگر ایک پتھر گر کر غار کے مُنہ پر آگیا جس کی وجہ سے غار کا مُنہ بند ہو گیا۔ پھر ہر ایک نے اپنے نیک عمل کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کی اور غار کا منہ کھل گیا۔

(یہ حدیث صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۴ صفحہ ۲۱۸ حدیث ۹۰۹ ادب واخلاق کے بیان میں ہے)

ہم نے اس حدیث کو بہت بڑی ہونے کی وجہ سے نہیں لکھا۔ اگرچہ دعا کے وقت کسی قسم کے واسطہ اور وسیلہ کا شرع شریف میں حکم نہیں ہے اور نہ خدا کو اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت سُنتا ہے۔ لیکن اگر ایسا کیا گیا تو حرج نہیں ہے۔

☆

Marfat.com

(۳۵)

شرک

قرآن شریف کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے نویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو لوگ ایمان لاکر اپنے ایمان کو شرک سے خلط ملط نہیں کرتے ان ہی لوگوں کے لئے امن ہے۔ اور حقیقتاً راہ یافتہ وہی لوگ ہیں"

جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ صرف اللہ کی عبادت کریں اور خلوص کے ساتھ دینداری کریں۔ رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، ایمان والے راہِ راست والے یہی لوگ ہیں۔

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے روز دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والے سے خداوند تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہوں تو ان سب کو دے کر تو چھٹکارا لے گا۔ وہ کہے گا ہاں لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے بہت ہی ہلکی چیز چاہی تھی کہ تو شرک نہ کیجیو مگر تو نے انکار کیا اور شرک ہی کیا (صحیح بخاری شریف جلد ۲ پارہ ۲۷ صہ ۳۳۶)۔

Marfat.com

حدیث ۱۴۷ کتاب الرقاق میں)

قرآن مجید کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورہ زمر کے ساتویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے کے تمام نبیوں کی طرف بھی وحی کی گئی ہے۔ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائیگا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں ہو جائے گا"

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیری طرف اور تجھ سے پہلے انبیار کی طرف ہم یہ حکم بھیج چکے ہیں کہ اگر بالفرض تو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا تجھ سے پہلے انبیا فرضاً شرک کریں تو ان کے نیک کام اکارت ہو جائیں اور وہ بڑی بربادی میں پڑ جائیں یہ کلام جلالی اور شہنشاہ رعب کے قاعدے پر ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلے انبیاء سے شرک کا سرزد ہونا محال تھا۔ کیونکہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں مگر مخاطب کے سنانے کو ایسا پر زور حکم دیا کہ یہ بیہودہ کام کسی کو بھی معاف نہیں (تفسیر حقانی جلد ۶ ص ۱۹۳)

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرک اور جادو ہلاک کرنے والے ہے بچو (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۲ ص ۱۸۲ حدیث ۷۱۰ کتاب الطب میں)

حدیث :۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ تم جانتے ہو کہ خدا کا بندوں پر کیا حق ہے؟ انہوں نے عرض کیا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں

Marfat.com

آپ نے فرمایا یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ بندوں کا خدا پر کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں۔ فرمایا یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۳۰ ص۵۲۵ حدیث ۲۲۲۶ توحید کے بیان میں اور ترمذی شریف جلد دوم ص۲۰ حدیث ۵۰۳ ابواب الایمان اور ابن ماجہ شریف ص۱۵ حدیث ۴۲۹۲ قیامت کے دن خدا کی رحمت کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھ کو بشارت دی کہ جو اس حال میں مر گیا کہ خدا کے ساتھ اس نے شرک کیا تو اس کے واسطے جنت ہے میں نے کہا اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو۔ انہوں نے کہا ہاں اگرچہ زنا کی ہو اور چوری کی ہو (صحیح بخاری شریف جلد تیسری۔ پارہ ۳۰ ص۵۲۰ حدیث ۲۲۳۲ توحید کے بیان میں۔ اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۶۱ حدیث نمبر ۵۷ کتاب الایمان اور ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۳ حدیث نمبر ۵۰۴ ابواب الایمان میں بھی ہے)

اے عزیز دوست میرے! ہندوستان کے اکثر مسلمانوں پر جہالت کچھ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ بدعتوں پر عمل کریں تو دین کی پابندی سمجھتے ہیں اور کفر کریں تو ثواب سمجھتے ہیں اور شرک کریں تو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ہے کوئی حد جہالت کی۔!

حدیث :۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو آپ نے فرمایا وہ جنت میں داخل ہوگا (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۵ صفحہ ۲۷ حدیث ۱۱۴۸ جنائز کے بیان میں۔ صحیح مسلم شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶ حدیث ۲۶ کتاب الایمان میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پروردگار کے پاس سے ایک آنیوالا آیا اور مجھے اختیار دیا کہ دو صورتوں میں سے کوئی ایک قبول کر لیجئے۔ ایک تو یہ کہ آپکی نصف اُمت جنت میں داخل ہوگی اور دوسری شفاعت۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا (مگر یاد رہے) میری شفاعت کا حقدار وہ ہے جو ایسی حالت میں مرا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۹۲ حدیث ۳۰۲ قیامت کے بیان میں)

قرآن شریف کے تیئسویں پارہ میں سورہ زمر کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کی عبادت سے پرہیز کیا اور ہمہ تن اللہ کی طرف جھکے رہے۔ وہ خوشخبری کے مستحق ہیں۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری سنا دے جو بات کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی عقلمند بھی ہیں"

Marfat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا کے سوا سب سے بیزاری اور خدا کی فرمانبرداری کریں ان کے لئے دونوں جہاں میں خوشیاں ہیں۔ بات سمجھ کر، سن کر جب وہ اچھی ہو، اس پر عمل کرنے والے مستحق مبارکباد ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۳ صہ ۸۱)

حدیث :- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا، امیدیں رکھتا رہے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا، خواہ کسی قدر تجھ میں گناہ ہوں۔ میں پروا نہیں کرتا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو بھی میں بخش دوں گا، میں پروا نہیں کرتا اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے (دنیا میں) کسی کو میرا شریک نہ کیا ہوگا تو میں تجھے اسکے برابر مغفرت کر دوں گا (ترمذی شریف جلد دوم صہ ۲۳۲ حدیث ۱۳۸۸ دعا کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض لوگ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنتے ہیں۔ کوئی ایک انگوٹھی، کوئی دو، کوئی تین، کوئی اس سے بھی زیادہ انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور ان انگوٹھیوں میں پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جن کو اکثر لوگ تو بے سمجھے بوجھے شوقیہ پہنتے ہیں اور بعض لوگ اس نیت سے پہنتے ہیں اور گلے میں بھی لٹکاتے ہیں کہ یہ کارآمد ہے۔ یعنی اس کو انگوٹھی میں ڈلوا کر انگلی میں پہننے سے یا چاندی میں منڈھوا کر گلے میں لٹکانے سے نفع ہوتا ہے اور نقصان سے انسان بچ جاتا ہے۔ لہذا ان پتھروں کے نام بھی لیتے ہیں کہ یہ پتھر سلیمانی ہے

Marfat.com

یا یہ پتھر یا قوتی ہے یا یہ پتھر نیلم ہے یا زمرد ہے، یا یہ لعل ہے۔ یا یہ کہربا ہے۔ یا یہ عقیق یا یہ صنبع ہے وغیرہ۔ نفع ہونے اور نقصان سے بچنے کی نیت سے ان پتھر کے ٹکڑوں میں تاثیر سمجھ کر اکثر مفتی، نقیر، مولوی، صوفی، مست، ملنگ، پیر اور پیرزادے، درویش، سجادہ نشین وغیرہ وغیرہ کے ہاتھوں کی انگوٹھیوں میں یہ پتھر ہوتے ہیں اور بعض لوگ اپنی گردنوں میں یہ پتھر پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ اب یہ کھلم کھلا شرک ہے۔ خود تو پتھر پرستی کرتے ہیں۔ مگر اپنے چاہنے والوں کو بھی ان چیزوں کا عادی بناتے ہیں۔ اسی طرح کوئی لوہے کی۔ کوئی تانبے کی انگوٹھی بھی پہنتے ہیں اور اس سے نفع یا تندرستی کی امید رکھتے ہیں۔

اسی طرح عورتیں اپنے بچوں کے گلے میں یا پاؤں میں پتھر یا لوہا یا تانبے کی کڑیاں یا جو کچھ بھی ہو، سوائے قرآنی تعویذ کے علاوہ لڑکے کے گلے یا پیر میں نفع یا تندرستی کی نیت سے باندھنا شرک ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ہاتھ یا پیر میں لوہے یا پیتل، یا تانبے کا کڑا پہنتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو خواجہ غریب نواز کی درگاہ سے میرا بھائی لایا تھا، یا میرا باپ لایا تھا۔ یا میراں داتار سے میری پھوپھی یا میری بہن لائی تھی۔ اور اس کو برکت والا سمجھ کر پہنتے ہیں۔ یہ بھی جہالت ہے اور کھلا ہوا شرک ہے۔

حدیث :۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو دوزخ والوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں (یعنی تم جو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہو یہ دوزخیوں

Marfat.com

کا زیور ہے کیونکہ انہیں لوہے کے طوق اور زنجیریں پہنائی جائیں گی) اس کے بعد پھر وہ شخص آیا۔ اب کی بار وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم میں بتوں کی بو پاتا ہوں (اس کے بعد تیسری بار آیا۔ اب کے وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تمہیں دوزخ والوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں اس نے پوچھا تو میں کس چیز کی انگوٹھی بناؤں۔ آپ نے فرمایا چاندی کی اور اسے مثقال بھر سے کم رکھو (ترمذی شریف جلد اول ص۳۵ حدیث ۱۶۸۴ کتاب اللباس۔ اور ابو داؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۰۱ حدیث ۸۲۱ باب ۲۹۲ میں بھی ہے)

بعض مرد اپنے ناک، کان میں سونے، چاندی یا پیتل وغیرہ کی بالیاں اولیاء کے نام کی پہنتے ہیں وہ بھی حرام اور شرک ہے۔ تم اتنا تو سوچو کہ جب انبیا اور اولیاء اللہ بھی نفع اور نقصان کے مالک نہیں تو پھر پتھر کے ٹکڑے اور لوہا، پیتل اور تانبے کی کیا حقیقت ہے۔ آپ اتنا تو سمجھو کہ جو ولی اللہ کفر و شرک سے کوسوں دور تھے بالکل شرک اور کفر سے پاک اور صاف تھے۔ اور یہی تعلیم ساری زندگی مخلوقِ خدا کو دیتے رہے۔ کیا یہ بزرگ ایسی حرکتوں کو پسند کریں گے ہرگز نہیں۔ یہ تم نے اپنی جہالت سے ان کے نام کے کڑے اور انگوٹھیاں اور بالیاں وغیرہ بنا بنا کر پہن لی ہیں اور سوچتے نہیں کہ کل قیامت کے دن اس کا انجام کیا ہوگا۔ ہائے ہندوستان کی جہالت، آخر تو رنگ لائی اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو شرک اور کفر تک لے گئی۔

Marfat.com

حدیث :- حضرت طفیل بن سنجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا میں نے اُن سے پوچھا تم کون ہو ؟ انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا افسوس تم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو، لیکن افسوس تم کہتے ہو جو خدا چاہے اور محمد ﷺ چاہے۔ پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا اور اُن سے بھی اسی طرح پوچھا۔ انہوں نے بھی جواب دیا۔ میں نے اُنسے کہا افسوس ! تم مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہو۔ انہوں نے بھی یہی جوابدیا۔ میں نے صبح اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا۔ پھر دربار نبوی میں حاضر ہو کر آپ سے بھی واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ؟ میں نے کہا ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ طفیل رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا ہے اور تم میں سے بعض سے بیان بھی کر دیا۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں لیکن فلاں فلاں کام کی وجہ سے میں اب تک نہ کہہ سکا۔ یاد رکھو اب ہرگز، خدا چاہے اور اس کا رسول، کبھی نہ کہنا بلکہ یوں کہو کہ صرف اللہ تعالیٰ اکیلا جو چاہے (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل ص۷۴ سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں)

آج بعض مسلمان بھائیوں کا تو یہ تکیہ کلام ہو گیا ہے کہ کچھ بھی کسی سے کام پڑا یا وعدہ کیا تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہو جائیگا یا یوں کہتے ہیں کہ اللہ اور غوث پاک کے حکم سے ہو جائے گا، اور بعض جاہل تو ایسے بھی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر صرف دوسروں کے نام لیتے ہیں۔ مثلاً غوث پاک کے حکم

Marfat.com

سے ہو جائیگا، خواجہ غریب نواز ہماری بگڑی بنا دیں گے۔ ملنگ شاہ باپو حکم کر دینگے میراں شاہ باپوا اشارہ کر دیں گے۔ یا غیبن شاہ ہماری مراد پوری کر دیں گے۔ یا ہماری مشکلوں کو حضرت علی مشکل کشا حل کر دیں گے وغیرہ وغیرہ۔ یہ کھلم کھلا کفر اور شرک ہے۔ مگر جہالت کا اندھا پا کچھ ایسا چھایا ہوا ہے کہ سمجھتے نہیں اور سمجھانے والوں کو بھی غیر مقلد، وہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

حدیث:- ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے، یوں کہہ جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۷۵ سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں۔ اور مظاہر حق جلد اول ص۴۱ کتاب الایمان باب الکبائر میں بھی ہے)

مولانا جلال الدین رح نے جو گناہ کبیرہ نقل کئے ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں۔ شرک کرنا ساتھ اللہ کے خواہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کرے یا عبادت یا استعانت میں (یعنی مدد مانگنے میں) یا علم میں یا قدرت میں یا تصرف میں، یا پیدا کرنے میں، یا پکارنے میں، یا کہنے میں، یا نام رکھنے میں یا نذر ماننے میں، یا لوگوں کو کام سونپنے میں یعنی جیسے اللہ کو سب کے کام سپرد ہیں، ویسے اوروں کو بھی جانے (مظاہر حق جلد اول ص۴۹ کتاب الایمان، کبیرہ گناہوں کے بیان میں۔)

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر پیغمبر کے لئے ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔ اور میں نے اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے اپنی دعا چھپا رکھی ہے اور یہ شفاعت انشاء اللہ

Marfat.com

اس کو نصیب ہوگی جو میری امت میں سے اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس نے کسی کو شریک نہ کیا ہو (ترمذی شریف جلد دوم ص۳۴۷ حدیث نمبر ۱۴۵ دعا کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۰۱ حدیث ۱۷۶ کتاب الایمان میں بھی ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شرک شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ جو صفتیں خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اُس کے غیر میں ثابت کرے یعنی جیسا علم اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا ہے اور کا علم بھی ایسا ہی جانے یا جیسا اللہ کو قادر جانتا ہے ہر چیز پر ایسا ہی اور کو بھی جانے یا جیسا وہ تصرف رکھتا ہے عالم میں ساتھ ارادہ اپنے کے دیسا اور کو بھی جانے (مظاہر حق جلد اوّل ص۱۴ کتاب الایمان باب الکبائر و علامات النفاق)

Marfat.com

(۳۶)

شفاعت

میرے عزیز دوست! شفاعت کی تین قسمیں ہیں (۱) شفاعت وجاہت (۲) شفاعت محبت (۳) شفاعت رحم۔

اب میں آپ کو مثال کے طور پر سمجھاتا ہوں کہ ایک شخص کو چوری کرنے کی عادت ہے اور اس چور کو بادشاہ کے قانون کی کچھ پروا نہیں۔ اس چور کو بادشاہ کے حضور میں پیش کیا گیا۔ بادشاہ دل سے چاہتا ہے کہ اس کو کچھ سزا دوں۔ مگر امیر یا وزیر نے اس کی سفارش کی۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ اگر اس کو نہ چھوڑوں گا تو اس امیر یا وزیر سے آئندہ کے لئے کاروبارِ سلطنت کو خطرہ رہے گا یا یہ ناراض ہو جائینگے ایک چور کا معاملہ ہے چھوڑ ہی دو۔ پس اس کو چھوڑ دیا۔ اس کا نام شفاعت وجاہت ہے۔ اور اگر اس چور کی سفارش بادشاہ کی معشوقہ یا بیوی یا بیٹے یا بھائی نے کی تو اس خیال سے کہ ان کو ناراض کرنے اور اپنے لئے ہمیشہ کی پریشانی سے یہ بہتر ہے کہ اس چور کو چھوڑ دیا جائے۔ اس کا نام شفاعتِ محبت ہے۔ مگر یہ دونوں شفاعتیں جو اوپر بیان ہوئیں اللہ کے دربار میں ناجائز اور ناممکن ہیں۔

تیسری قسم مثلاً چور چوری کرنے کا عادی نہیں ہے۔ بادشاہ اور اس کے قانون سے اس کو محبت بھی ہے مگر اتفاقاً چوری کا فعل اس سے سرزد ہو گیا اور سخت پریشان

Marfat.com

ہے اور اسی حالت میں گرفتار ہو گیا اور بادشاہ کو اس کی سب حالت خبر دینے والوں کے ذریعہ سے معلوم ہو گئی پس اس بنا پر بادشاہ دل سے نہیں چاہتا کہ اس کو سزا ہو جائے اور وزیر سے خطاب فرمایا کہ اس کے حق میں کیا کہتے ہو۔ وزیروں نے اجازت پا کر اور اشارہ کو سمجھ کر اس چور کی معافی کی سفارش کی اور بادشاہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کا نام شفاعتِ رحم ہے۔

بس خدا کے ہاں صرف یہ شفاعت رحم ہو گی مگر خدا کو دنیا کے بادشاہوں کی طرح سے خبر دینے والوں کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ سب کا حال جانتا ہے پیغمبر و بزرگوں، عالموں، حافظوں، عابدوں، صالحینِ اُمت اور دودھ پیتے جو بچے مر گئے ہوں گے ان کو صرف ان لوگوں کی شفاعت اور سفارش کی اجازت دیگا جن سے اتفاقاً گناہ کے کام سرزد ہو گئے اور وہ ان پر پشیمان تھے، اور ان کو خدا اور اس کی شریعت سے کامل محبت تھی۔ پس اس شفاعت کا سلسلہ جاری خود خدا کرے گا، کسی اور کو مجال نہ ہو گی کہ دخل دے سکے اور اجازت کے بغیر سفارش کر سکے۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ بھی اجازت کے بغیر نہ ہو گی اور وہ شفاعت صرف ان لوگوں کے حق میں منظور ہو گی جن کی نجات کی بابت اس سے پیشتر یعنی شفاعت سے پہلے خدا عزوجل کی مرضی اس شخص کو بخش دینے کی ہو چکی ہو گی۔

اور بعض لوگ اعمالِ بد کے بدلے سزا پا کر دوزخ سے رہا ہوں گے جو ایمان کے ساتھ دنیا سے گزرے تھے مگر ان سے بہتر وہ لوگ ہوں گے جو بغیر سزا میدانِ حشر میں بخش دیئے جائیں گے جن کے گناہ کم درجے کے ہوں گے اور نیکیاں بہت ہوں گی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے ہمارا اور آپکا نیز بچوں اور عورتوں کا شمار ایسے ہی نیک اور بہتر لوگوں میں کرے آمین ۔

رہی یہ بات کہ شفاعت بلا اجازت ناممکن ہے ۔ تو دیکھو حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے بیٹے کے لئے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے لئے اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے مہربان چچا ابو طالب کے لئے شفاعت قبول نہ ہوئی ۔ کیونکہ یہ شفاعت خدا کی مرضی کے خلاف تھی ۔

قرآن شریف کے گیارھویں پارہ میں سورہ یونس کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"کوئی سفارش (یعنی شفاعت) کرنے والا نہیں بغیر اجازت کے"

قرآن شریف کے تیسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے چونتیسویں ۳۴ رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۵۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"ایسا کون شخص ہے جو اُس کے پاس کسی کی سفارش کر سکے بغیر اُس کی اجازت کے"

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے کسی کے عمل نجات نہ دیں گے ۔ لوگوں نے کہا آپ کے بھی ؟ آپؐ نے فرمایا ہاں نہ میرے عمل نجات دیں گے مگر یہ کہ اللہ مجھ پر رحم کرے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ صفحہ ۳۱۸ حدیث ۱۳۷۹ رقاق کے بیان میں)

مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہونا صرف عمل کے زور سے ناممکن ہے

Marfat.com

کیونکہ اس کے اندر داخل ہونے کے لئے لائق عمل کا ادا کرنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے خدا کی مہربانی کی ضرورت ہے۔ مگر خدا کی مہربانی حاصل کرنے کے لئے ایمان اور عمل صالح شرط ہیں۔

اسی وجہ سے تمام قرآن مجید میں جنت کے اندر داخل ہونے کے لئے ایمان و عملِ صالح کا ذکر ہے۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورۂ نساء کے چوبیسویں[۲۴] رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو اُن کو اُن کا پورا ثواب دے گا اور اپنے فضل سے انکو اور زیادہ دیگا"

قرآن کریم کے پچیسویں[۲۵] پارہ میں سورۂ جاثیہ کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن کو اُن کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی صحیح کامیابی ہے۔

پس خدا کی مہربانی ایک انعام ہے اور یہ ظاہر ہے گستاخ اور نافرمان نوکر کو انعام دیا نہیں جاتا بلکہ فرماں برداروں ہی کو اُن کے درجۂ اطاعت کے مطابق انعامات دیئے جاتے ہیں۔ پس کافر اور نیز وہ مسلمان جن کے دل میں خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عزت نہ ہو، اور گناہ کرنے کے عادی بن گئے ہوں، اور مرنے سے پہلے سچی اور خالص توبہ سے محروم رہ گئے ہوں تو اُن پر نہ خدا کی مہربانی ہوگی اور نہ اُن کے حق

Marfat.com

میں بغیر سزا دیئے کسی کی شفاعت منظور ہوگی۔ پس کافر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے۔ مگر ایسے گناہگار مسلمان جو ایمان کی سلامتی کے ساتھ مرے ہونگے وہ لوگ اپنے گناہوں کے بدلے دوزخ کی سزا پوری کر کے چھٹکارا پائیں گے اور ان کی بخشش ہوگی۔

پس خوش نصیب تو وہ لوگ ہیں جو خالص توبہ میں جلدی کر کے نیک عمل پر زور دے دیں۔ کیونکہ ایسے گستاخ اور نافرمان کو خدا توبہ کی توفیق نہیں دیتا جو اس اُمید پر گناہ کرتا جاتا ہے کہ موت کا وقت تو معلوم نہیں اور سمجھتا ہے کہ میں آخر میں توبہ کر لوں گا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ خالص توبہ سے خدا کے سب حقوق معاف ہو جاتے ہیں مگر بندوں کے حقوق معاف نہ ہوں گے وہ تو صرف ادا کرنے سے یا اُن سے معاف کرانے سے معاف ہوں گے۔

Marfat.com

(۴۷)

بے عمل عالم

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کیا لوگوں کو بھلائیوں کا (یعنی نیک کام کرنے کا) حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجود کہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں"

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو کہا گیا کہ آپ کی اُمت کے خطیب، واعظین اور عالم لوگ ہیں جو دوسروں کو بھلائی سکھاتے تھے مگر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہاری نصیحتیں سُن سنکر ہم تو جنتی ہو گئے مگر یہ تم جہنم میں کیوں آپڑے ہو، وہ کہیں گے افسوس! ہم تم کو کہتے تھے۔ لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ پہلا صفحہ ۱۰۷)

حدیث:۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا

Marfat.com

جائے گا اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کا پیٹ پھٹ جائے گا اور آنتیں باہر نکل پڑیں گی اور وہ ان آنتوں کو لیے ہوئے اس طرح گھومتا پھرے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ دوزخی اُس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور پوچھینگے اے فلاں شخص تجھ کو کیا ہوا تو تو نیک کاموں کی ہدایت کیا کرتا تھا، اور بُرے کاموں سے منع کیا کرتا تھا۔ وہ کہے گا۔ ہاں ایسا ہی تھا۔ لیکن میں دوسروں کو نیک کاموں کی ہدایت کیا کرتا تھا اور خود عمل نہ کرتا تھا۔ دوسروں کو بُری باتوں سے روکتا تھا اور خود اُن کو عمل میں لاتا تھا۔ (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۲۵۳ حدیث ۱۲۱۸ زہد کے بیان میں اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ ص۴۶۸ حدیث ۱۹۷۶ فتنہ کے باب میں لکھی ہے)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے کوئی علمِ دین کی بات پوچھی گئی جس کو اس نے جان لیا (یعنی وہ عالم جس سے کوئی بات پوچھی جا رہی ہے وہ اس بات کو جانتا ہے) مگر باوجود جاننے کے اس کو چھپا لیا تو قیامت کے دن اس کے مُنہ میں آگ کی لگام ہوگی۔ (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۳ حدیث نمبر ۵۰۹ علم کے بیان میں اور مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۱۷۱ حدیث نمبر ۲۱۰ کتاب العلم میں لکھی ہے)

قرآن شریف کے پچیسویں ۲۵ پارہ میں سورہ جاثیہ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"دیہ لوگ جو بُرے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو اُن لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور

Marfat.com

عمل نیک اختیار کیا کہ اُن سب کا جینا اور مرنا ایک سا ہو جاوے
یہ بُرا حکم لگاتے ہیں :

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کفر اور بُرائی والے، ایمان اور اچھائی والے، موت اور زندگی دنیا میں اور آخرت میں برابر ہو جاویں۔ یہ تو ہماری ذات اور ہماری صفتِ عدل کے ساتھ پہلے درجہ کی بدگمانی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بنا رکھی ہے جو ان سے ہٹ جائے اور ان پر عامل نہ بنے وہ خدا سے فاسق ہو کر ملاقات کرے گا۔ پوچھا گیا کہ وہ چاروں چیزیں کیا ہیں۔ فرمایا یہ کامل عقیدہ رکھے کہ حلال و حرام حکم اور ممانعت یہ چاروں صرف اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اس کے بتائے ہوئے حلال کو حلال، اس کے حرام بتائے ہوئے کو حرام ماننا، اس کے حکموں کو قابلِ تعلیم اور لائقِ تسلیم جاننا۔ اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز آ جانا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس طرح ببول کے درخت سے انگور پیدا نہیں ہو سکتے اسی طرح بدکار لوگ نیک کاروں کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ صـ ۶۳)

حدیث :۔ مکہ مکرمہ میں ایک رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور باوازِ بلند فرمانے لگے۔ لوگو! کیا میں نے خدا کی باتیں تم تک پہنچا دیں لوگو! کیا میں نے تبلیغ کر دی، لوگو! کیا میں وحدانیت اور رسالت پہنچا چکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے ہاں حضورؐ! بے شک آپ نے خدا کا دین ہمیں پہنچا دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا سنو! خدا کی قسم! اسلام غالب ہو گا

Marfat.com

اور خوب پھیلے گا، یہاں تک کہ کفر اپنی جگہ جا چھپے گا۔ مسلمان اسلام کو لے کر سمندروں کو چیرتے پہاڑتے نکل جائیں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے۔ یاد رکھو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ لوگ قرآن کو سیکھیں گے اور پڑھیں گے (پھر تکبر اور خود بینی کے طور پر) کہنے لگیں گے کہ ہم قاری ہیں، ہم عالم ہیں۔ کون ہے جو ہم سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیا ان لوگوں میں کچھ بھی بھلائی ہوگی؟ لوگوں نے پوچھا حضور! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تم ہی مسلمانوں میں سے ہوں گے لیکن یہ خیال رہے کہ وہ جہنم کے ایندھن ہیں (یعنی جہنم ایسے ہی علم والے لوگوں سے سلگائی جائے گی (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۳ صے ۷ سورہ آلِ عمران کے دوسرے رکوع میں)

قرآن حکیم کے پچیسویں ۲۵ پارہ میں سورۂ جاثیہ کے تیسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہشِ نفس کو بنا رکھا ہے۔ اور خدائے تعالیٰ نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے (یعنی علم کے ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کر دیا ہے) اور خدائے تعالیٰ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے تو ایسے شخص کو بعد خدا کے (یعنی جسے خدا گمراہ کر دے اُسے) اب کون ہدایت کر سکتا ہے؟ کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے دیکھا بھی ہے جو اپنی خواہشوں کو خدا بنائے

Marfat.com

ہوئے ہیں جس کام کی طرف طبیعت جھکی کر ڈالا اور جس سے دل رُکا چھوڑ دیا۔ اسکے کانوں پر مہر ہے۔ نفع دینے والی شریعت کی بات سنتا ہی نہیں۔ اس کے دل پہ مہر ہے۔ ہدایت کی بات اس کے دل میں اُترتی ہی نہیں۔ اس کے آنکھوں پہ پردے ہیں، کوئی دلیل اُسے دِکھتی ہی نہیں۔ اب بھلا اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے۔ کیا تم عبرت حاصل نہیں کرتے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ ص ۶۳)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی رگ رگ میں اس طرح نفسانی خواہش گھس جائے گی جس طرح کتے کا کاٹا ہوا انسان جسکی ایک ایک رگ اور ایک ایک جوڑ میں اس کا اثر محسوس کرتا ہے۔ (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۴ ص ۱۱ سورہ آل عمران کے گیارھویں رکوع میں)

میرے عزیز دوست! آپ اتنا نہیں سمجھتے کہ انبیاء اور خصوصاً سردارِ انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب معرفت کے تمام درجے طے کر چکے تھے اور خود علم و عرفان میں سب دنیا سے کامل تھے۔ رب کی صفات اور ذات کا سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ باوجود اس کے سب سے زیادہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور رب کی اطاعت میں تمام دُنیا سے زیادہ مشغول تھے اور دنیا میں آخری دَم تک اسی میں لگے رہے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔ اے عزیز میرے! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ دین کی نصیحت اور خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی ضد اور نفسانیت پر اڑے ہوئے ہو۔ اور شریعت کو چھوڑ کر جہالت پر اڑے ہوئے ہو اور عمل سے غافل ہو۔

قرآن مجید کے تئیسویں پارہ میں سورہ زمر کے دوسرے رکوع کے اندر

Marfat.com

آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کہہ دے کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے
بڑے دن کے (یعنی قیامت) کے عذاب کا خوف لگتا ہے"

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ باوجود میں خدا کا رسول ہوں، لیکن عذاب الٰہی سے بے خوف نہیں ہوں، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو قیامت کے دن کے عذابوں سے میں بھی نہیں بچ سکتا تو دوسرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے زیادہ ڈرنا چاہیے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۳ صـ۸)

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس کے عمل نے پیچھے رکھا اس کو اس کا نسب آگے نہ بڑھائے گا (مختصر) (ترمذی شریف جلد دوم صـ۱۵۱ حدیث ۸۰۲ کراہت کے باب میں)

میرے عزیز دوست! اصل چیز عمل ہے۔ نسل ونسب کوئی چیز نہیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں پول نہیں ہے، وہاں کوئی ناٹک سینما کی کھڑکی نہیں ہے کہ جانے دو یہ شہزادے صاحب ہیں۔ یا یہ تو پیر صاحب ہیں۔ یا یہ تو دربار صاحب ہیں۔ یا یہ تو مولوی صاحب ہیں۔ یا یہ تو سید صاحب ہیں۔ یا یہ صوفی صاحب ہیں۔ یا مست یا ملنگ یا شاہ صاحب ہیں۔ وہاں پر قیامت کے دن یہ لقب یا نسل اور نسب سب بے کار ہو جائیں گے۔ وہاں پر تو صرف نیک عمل جو دنیا میں کئے ہوں گے وہ کام آئیں گے اور اسی سے چھٹکارا ہوگا۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اپنے کلام مجید میں یا حضور صلے اللہ علیہ کی کسی حدیث شریفہ میں یہ نہیں فرمایا کہ سیّد زادے بخش دیئے جائیں گے۔ پیر یا پیر زادے بخش دیئے جائیں گے یا حافظ بخش دیئے جائیں گے یا قاری صاحب بخش دیئے جائیں گے، یا مفتی بخشے جائیں گے یا مولوی بخشے جائیں گے یا واعظین بخشے جائیں گے۔ یا اپنے آپ کو مست ملنگ درویش اور صوفی کہلانے والے بخشے جائیں گے۔ دنیا کے مرتبے اور لقب کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اصل چیز عمل ہے۔ اگر عمل کے ساتھ لقب ہے جب تو سبحان اللہ بہت ہی مبارک لقب ہے اور اگر بغیر عمل کے لقب ہے جب تو دُنیوی دغا ہے، نفسانی فریب اور شیطانی دھوکہ ہے۔

قرآن شریف کے چھبیسویں[۲۶] پارہ میں سورہ فتح کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے"

Marfat.com

(۳۸)

مُناظرہ

مُناظرہ اور مباحثہ علم میں کرنا نصرت اور تائید حق کے واسطے (یعنی خالصًا للہ حق بات کی تحقیقات کے واسطے مناظرہ کرنا) عبادت ہے۔ اور تین باتوں میں سے کسی بات کے واسطے مناظرہ کرنا حرام ہے (۱) مسلمان کو مغلوب کرنے کے واسطے (یعنی ایک مسلمان بھائی کو ہرانے کی نیت سے مناظرہ کرنا حرام ہے) (۲) اپنے علم اور قابلیت کے اظہار کرنے کے واسطے (یعنی لوگوں میں اپنے علم کی شہرت اور تعریف کرنے کی نیت سے مناظرہ کرنا حرام ہے) (۳) حصولِ دنیا، یا مال، یا قبولِ خلائق کے واسطے مناظرہ کرنا حرام ہے (یعنی دنیا کا مال جمع کرنے اور طلب کرنے کی نیت سے یا لوگوں میں اپنی مقبولیت حاصل کرنے کی نیت سے مناظرہ کرنا حرام ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد چہارم صفحہ ۲۴۴ باب الحظر)

اے عزیز دوست میرے! آپ نے شاید کوئی مناظرہ دیکھا ہوگا۔ بعض لوگ تو جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہیں اور حقیقت میں وہ جھوٹے ہیں لیکن

Marfat.com

اپنی ٹانگ اونچی رکھنے کے لئے مناظرہ کرنے کے واسطے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی ہمت مناظرہ کرنے کو یوں ہوتی ہے کہ ان لوگوں کے تابع زیادہ تر جاہل اور ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں۔ جب ان لوگوں کو اپنی ہار نظر آتی ہے اور سمجھ جاتے ہیں کہ اب بچنے کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا تو فوراً کوئی ایسی بات کہہ ڈالتے ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو۔ یعنی جاہلوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے حق پرست عالم سے یہ سوال کر بیٹھتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو فلاں فلاں کو کافر کہو اور وہ کافر تھے۔ ایسے دستخط کر دو۔ اب اس بات کو ایک حق پرست عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے مالا مال کر رکھا ہے وہ کیسے مان لے گا۔ کیونکہ حنفی مذہب میں کافر کو بھی کافر کہنے کا حکم نہیں ہے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں۔ وہ ایک مسلمان کو کافر کیسے کہے گا اور ایسی بے جا بات پر وہ کیسے دستخط کرے گا! جب وہ دستخط کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور سمجھ دار باعلم انسان کو تو انکار ہی کرنا چاہیئے۔ جب اُس نے کافر کہنے سے انکار کیا تو فوراً یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ان جاہلوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے بول اُٹھتے ہیں، دیکھو بھئی اگر یہ سُنّی ہوتے تو فلاں فلاں کو کافر ضرور کہتے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ یہ سُنّی نہیں بلکہ وہابی ہے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ ایک قیامت سا ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے اور جاہل ان پڑھ لوگ مارنے اور مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اور جیب بھرو پیر یا پیٹ بھرو مولوی اپنے آپ کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم جھوٹے اور مکار ہیں۔ پھر بھی نفسانیت کی ضد اور عداوت کی وجہ سے یا اپنی ٹانگ اونچی رکھنے کے لئے یا جاہلوں پر اپنا رعب جمانے کے لئے وہ حق بات کو قبول نہیں کرتے بلکہ ابو جہل کی تقلید کر کے دوسرے مسلمانوں میں فتنہ پھیلاتے ہیں اور ان بیچارے

Marfat.com

جاہل، ان پڑھ، غریب مسلمانوں کو گمراہ بھی کر رہے ہیں۔ ان کے مال بھی ناجائز طریقوں سے کھا جاتے ہیں۔

اخنس تنہائی میں ابوجہل سے ملا اور کہنے لگا۔ سچ بتاؤ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے نزدیک سچے ہیں یا جھوٹے؟ دیکھو یہاں پر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں کہ دل کی بات مجھ سے نہ چھپانا۔ اس نے کہا جب یہی بات ہے تو سنو! قسم خدا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سچے ہیں اور یقیناً صادق ہیں۔ عمر بھر میں کسی چھوٹی سے چھوٹی بات میں کبھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا۔ دوسری بات ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھی ہے کہ ابوجہل کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھ کر کسی نے اس سے یعنی ابوجہل سے کہا کہ اس بے دین سے تو مصافحہ کرتا ہے تو ابوجہل نے جواب دیا کہ قسم ہے خدا کی مجھے خوب علم ہے یعنی معلوم ہے اور کامل یقین ہے کہ یہ خدا کے سچے نبی ہیں۔ ہم صرف خاندانی عداوت پر ان کی نبوت کا اقرار نہیں کرتے ہم نے آج تک بنی عبد مناف کی تابعداری نہیں کی۔ **الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم** کو نبی مانتے ہوئے بھی آپ کی تابعداری سے بھاگتے تھے (تفسیر ابن کثیر پارہ **ے صفحہ ۵۵** سورہ انعام کے چوتھے رکوع میں)

میرے عزیز دوست! یہی حالت آج ہندوستان میں ان جیب بھرو پیروں اور پیٹ بھرو مولویوں کی ہے۔

کلدہ بن اُسید بن خلف یہ بڑا مغرور شخص تھا اور ساتھ ہی بڑا قوی تھا یہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا، پھر دس طاقتور شخص مل کر اس چمڑے کو اس کے پاؤں کے نیچے سے نکالنا چاہتے تو کھال کے ٹکڑے ہو جاتے لیکن اُس کے قدم ہلتے بھی نہیں

Marfat.com

تھے۔ یہی شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ مجھ سے کشتی لڑیں۔ اگر آپ نے مجھے گرا دیا تو میں آپ کی بات اور نبوت کو مان لوں گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کشتی لڑی اور کئی بار اس کو گرا دیا لیکن اُسے ایمان لانا نصیب نہ ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۹ ص۶۵ سورہ مدثر کے پہلے رکوع میں)

میرے دوستو! جس کی قسمت میں ہدایت نہیں ہوتی اس کے لئے کوئی پہلو بھی ہدایت کا ذریعہ نہیں بن سکتا اور وہ اپنی ہار کو بھی جیت سمجھنے لگتا ہے۔ اور ایسے ہی لوگ خود بھی گمراہ ہیں اور بے چارے غریب اور ان پڑھ لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں مگر ان لوگوں کے سامنے حق پرست بندے قیامت تک انشاء اللہ تعالےٰ باقی رہیں گے۔

حدیث:۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے اماموں ہی کا ڈر ہے۔ اور میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب ہو کر رہے گا۔ ان کا ساتھ چھوڑنے والے (یعنی اُن سے دشمنی کرنے والے) اُن کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا (ترمذی شریف جلد دوم ص۲ حدیث ص۹۶ فتنہ کے باب میں)

حدیث:۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے علم اس غرض سے حاصل کیا کہ اسکے ذریعہ علماء سے فخر اور مقابلہ کرے یا اس کے ذریعہ بیوقوں سے جھگڑا اور بحث کرے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے تو اللہ اس کو دوزخ

Marfat.com

میں داخل کرے گا (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۲ حدیث ۵۱۴ علم کے بیان میں)

ایک وہ علم جس میں کوئی ایسا نفع نہیں ہے جس کو جاننے والا آخرت میں لے جاوے اور وہ علم جدل اور مناظرات ہے۔ (یعنی جھگڑنے کا علم) پس ایسے علم کی طرف مشغول ہونا ایک ایسی چیز کے واسطے عمر برباد کرنا ہے جس کا آخرت میں کچھ نفع نہیں ہے اور اس علم میں تو اسی واسطے مشغول ہوتے ہیں کہ اپنے خصم (یعنی سامنے والے) کو مغلوب کریں (یعنی ہرادیں) یہ غرض نہیں ہوتی کہ حق ظاہر کریں اور مسائل میں جو فرق ہے اس پر وقوف ہو (یعنی اسکو جان لے) اور احکام سے تناقض دور کرے (یعنی شریعت میں جو اختلاف ہوں اس کو دور کرے) پس اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے علم میں جو اس کے حق میں دُنیا یا آخرت میں مفید ہو مشغول ہووے اور عمر ضائع نہ کرے تو اچھا ہے (فتاوی عالمگیری جلد چہارم ۲۵۵ کراہت کے باب میں)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے بیٹے حمّاد کو کلام (یعنی عقائد) میں مناظرہ کرتے دیکھا تو اس کو منع فرمایا تو حماد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو عقائد میں مناظرہ کرتے دیکھا ہے اور آپ مجھے منع کرتے ہیں تو فرمایا کہ ہم مناظرہ کیا کرتے ہیں اس سکون (یعنی اطمینان اور محبت و نرمی) سے کہ گویا

Marfat.com

ہمارے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں، اس خوف میں کہ ہمارا مقابل لغزش نہ کھاوے اور تم اس نیت سے مناظرہ کرتے ہو کہ تمہارا مقابل پھسل جاوے، اور جس نے اپنے مقابل کی لغزش چاہی تو اس کا کفر چاہا اور جس نے اس کا کفر چاہا تو خود کافر ہوا دعین الہدایہ جلد اوّل صفحہ عقائد کے بیان میں)

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورہ حج کے نویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز (عملی) فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے"

قیامت کے دن ہم اور تم میں خداوند کریم فیصلہ فرما دے گا اور اسوقت سارے اختلاف مٹ جائیں گے۔

Marfat.com

(۳۹)

باطل کو حق سمجھنے والے

میرے عزیز دوست! اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باطل کو حق سمجھ کر عمل کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ توبہ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے شاید ہی کسی کو توبہ نصیب ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گناہ سمجھ کر عمل کرتا ہے اس کے لئے تو امید ہوتی ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ توبہ کرلے گا مگر جو شخص گناہوں کے کاموں کو نیک اور آخرت کا تحفہ، نجات کا ذریعہ سمجھ کر عمل کرے ایسے لوگوں میں سے شاید ہی کسی کو توبہ نصیب ہوئی ہو۔

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورہ حج کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"بعض لوگ خدا کے بارے میں باتیں بناتے ہیں اور وہ بھی بے علمی کے ساتھ، سرکش شیطان کی تابعداری میں جس پر قضائے الٰہی لکھدی گئی ہے کہ جو کوئی اس کی رفاقت (یعنی دوستی) کریں گمراہ کردے گا اور آگ کے عذاب کی طرف اُسے لے جائے گا۔"

خدا کے فرمان سے ہٹ کر نبیوں کی تابعداری کو چھوڑ کر انسان اور جنوں کی تابعداری کرتے ہیں اُن کی جناب باری تردید کر رہا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ جتنے

Marfat.com

بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں وہ حق سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ باطل کی اطاعت میں لگ جاتے ہیں۔ اور گمراہ سرداروں کی ماننے لگتے ہیں۔ اُن کی رائے اور خواہش پر عمل کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ اُن کے پاس کوئی صحیح علم نہیں ہوتا۔ یہ جس کی مانتے ہیں وہ انہیں بہکاتے رہتے ہیں۔ اور آخر انہیں عذابوں میں پھنسا دیتے ہیں جو جہنّم کے ایندھن بننے والے ہیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۴۴)

قرآن شریف کے سترھویں پارہ میں سورہ حج کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"بعض لوگ خدا کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں"

کیونکہ اوپر کی آیتوں میں گمراہ جاہل مقلدوں کا حال بیان فرما دیا (یعنی جاہل تقلید کرنیوالوں کا) اب یہاں ان کے پیروں اور مرشدوں کا حال بیان فرما رہا ہے کہ وہ بے عقلی اور بے دلیل سے، صرف رائے قیاس اور خواہشِ نفسانی سے خدا کے بارے میں کلام کرتے رہتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ صفحہ ۷)

جیسے ہڑک والے پر ہڑک غالب ہوتی ہے اور وہ پانی سے بھاگتا ہے اور پیاسا ہی مر جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹے مذہب والوں پر خواہشِ نفسانی غالب ہوتی ہے اور علمِ حق سے بھاگ کر جنگل کی گمراہی میں ہلاک ہوتے ہیں (مظاہر حق جلد اوّل صفحہ ۸ کتاب الایمان۔ چنگل مارنا سنت کے بیان میں)

مختصر یہ کہ خواہشِ نفسانی ضد یا جہالت کی رسموں کی پابندی انسان کو حق بات کے قبول کرنے سے محروم کر دیتی ہے۔

Marfat.com

(۴۰)

گناہ کے کاموں میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے

قرآن شریف کے پانچویں پارہ سورہ نساء کے آٹھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! تم اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو اور جو لوگ اہلِ حکومت ہیں اُن کا بھی۔"

حدیث:- حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرماتے ہیں (امام کی بات) سُننا اور ماننا ہر شخص پر ضروری ہے جبتک اسے کسی گناہ کی بات کا حکم نہ دیا جائے۔ پھر اگر کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ سُننا (ضروری ہے) اور نہ ماننا (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۲ صفحہ ۵۹ حدیث ۲۰۰ جہاد کے بیان میں اور ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۷۲۲ حدیث ۱۶۰۶ ابواب الجہاد میں بھی ہے)

حدیث:- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا۔ اور ایک شخص کو اس پر امیر بنایا۔ اس شخص نے آگ جلوا کر لوگوں سے کہا اس میں داخل ہو جاؤ۔ بعض نے داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر اور لوگوں نے کہا کہ ہم تو آگ سے ہی پناہ کے واسطے اسلام لائے ہیں پھر انہوں نے

Marfat.com

یہ ذکر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا فرمایا اگر وہ اس کے اندر داخل ہو جاتے تو قیامت تک اسی میں رہتے اور باقی لوگوں سے فرمایا (اللہ کے) گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں ہے اطاعت نیک کام کے اندر ہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ صہ ۵۰۵ حدیث ۲۱۲۱ شخص واحد کی خبر کے بیان میں)

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اُن لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو خدا بنا لیا ہے"

حدیث:۔ عدی بن حاتمؓ کہتے ہیں کہ میں رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اُس وقت میرے گلے میں سونے کی صلیب (لٹک رہی) تھی۔ آپ نے فرمایا اپنے پاس سے اس بُت کو دور کر دو اور میں نے آپ کو سورہ توبہ میں سے یہ پڑھتے سُنا (یعنی اوپر کی آیت) یہ سُن کر میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہوں نے تو کبھی مولویوں اور پیروں کو خدا نہیں بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں تھا کہ لوگ ان کو پوجتے تھے بلکہ جب وہ (پیر اور مولوی) کسی چیز کو اُن کے لئے حلال کر دیتے تھے تو یہ اس کو اپنے لئے حلال سمجھتے تھے اور جب کسی چیز کو ان پر حرام کر دیتے تھے تو یہ لوگ اُس چیز کو اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے (ترمذی شریف جلد دوم صہ ۱۹۲ حدیث ۹۵۲ سورہ توبہ کی تفسیر میں)

یعنی اُن کے پیر اور مولویوں کے کہنے پر چلتے تھے۔ خود اپنی ذات سے تحقیق

Marfat.com

نہ کرتے تھے جو انہوں نے کہا تقلیداً اس کو مان لیا۔ یہ بھی اس زمانے کی جہالت تھی افسوس وہی مصیبت آج ہندوستان میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سے لے کر پیچھے تک عیسائیوں میں پوپ اور دیگر مشائخ اور مولوی اس مرتبہ پر مانے جاتے تھے اور اب بھی مانے جاتے ہیں کہ اگر وہ سراسر کوئی بات خلاف عقل و نقل بھی کہے تو بے چوں و چرا ماننی چاہیئے۔ یہی مذہبی تقلید حرام ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ تو خاص خدا اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ جو بے چوں و چرا اُن کے قول کو مانا جائے ان کے بعد جو کسی کی بات واجب تسلیم ہے یعنی ماننے کے قابل ہے تو محض اس لیئے ہے کہ وہ یا تو خدا اور اسکے رسول سے روایت کرتے ہیں یا اس میں روایت سے حکم دیتے ہیں۔

(تفسیر حقانی جلد تیسری ص۱۱۹ سورہ آل عمران کے ساتویں رکوع میں)

مخلوق کی اطاعت خالق کے گناہ میں جائز نہیں اور اس واسطے حرام ہے مرد پر دوسرے کی ڈاڑھی کاٹنا (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّ مختار جلد ۴ ص۲۳۵ باب الحظر)

یعنی کوئی شخص کسی نائی یعنی حجام سے کہے کہ میری ڈاڑھی میں تراش خراش کر دے یا مونڈ دے تو مسلمان حجام کو ایسا کرنا حرام ہے۔

یہ تو ایک دلیل کے طور پر سمجھانے کے لئے مثال دی گئی ہے، ورنہ ہر وہ کام جس میں شریعت کی مخالفت ہوتی ہو اُس کام میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جہاں پر یا جس کام میں اللہ تعالیٰ کی معصیت ہوتی ہو تو اس جگہ پر یا اس کام میں دوسرے کی اطاعت نہ کرنا لازم ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے

Marfat.com

یہی بات ثابت ہے۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"

ہر شخص کو چاہیئے کہ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار بن جائے۔ جو حکم ملے بجا لائے۔ جن چیزوں سے روک دے رُک جائے۔ جو گناہ ہو جائے اُس سے خوف کھاتا رہے۔ آئندہ کے لیے اس سے بچتا رہے۔ ایسے لوگ تمام بھلائیوں کو سمیٹنے والے اور تمام بُرائیوں سے بچنے والے ہیں۔ دُنیا اور آخرت میں وہی نجات پانے والے ہیں۔

Marfat.com

(۴۱)

جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۸-۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں لیکن درحقیقت وہ ایماندار نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں لیکن دراصل خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں"

دراصل نفاق کہتے ہیں بھلائی کو ظاہر کرنے اور برائی کے پوشیدہ رکھنے کو۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو اعتقادی اور دوسری عملی۔ پہلی قسم کے منافق تو ابدی جہنمی ہیں اور دوسری قسم کے بدترین مجرم ہیں۔ امام ابن جریج رح فرماتے ہیں منافق کا قول اس کے فعل کے خلاف، اس کی پوشیدگی ظاہر کے خلاف اس کا آنا جانے کے خلاف، اس کی موجودگی، عدم موجودگی کے خلاف ہوا کرتی ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل ص۶۱)

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰-۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے۔

Marfat.com

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو
تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرانے والے ہیں۔ خبردار
ہو یقیناً یہی لوگ فساد کرانے والے ہیں۔ لیکن شعور اور سمجھ
نہیں ہے۔"

ان کا فساد کفر اور معصیت خداوندی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ زمین میں خدا کی نافرمانی کرنا یا نافرمانی کرنے کا حکم دینا، زمین پر فساد کرنا ہے۔ اور زمین اور آسمان کی اصلاح اطاعت خداوندی ہی میں ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں جب خداوند تعالیٰ کی نافرمانی سے روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہدایت واصلاح پر ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل ص۶۵)

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورۂ بقرہ کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کیا کرو اور نہ حق کو چھپاؤ
تمہیں خود اس کا علم ہے۔"

یہودیوں کی اس بدخصلت پر ان کو تنبیہ ہو رہی ہے کہ باوجود جاننے کے کبھی تو وہ حق اور باطل کو گڈمڈ کر دیا کرتے تھے۔ کبھی حق کو چھپا دیا کرتے تھے۔ کبھی باطل کو ظاہر کرتے تھے تو انہیں ان ناپاک عادتوں کے چھوڑنے کو کہا جاتا ہے اور حق کو ظاہر کرنے اور اُسے کھول کھول کر بیان کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے کہ حق اور باطل، سچ اور جھوٹ نہ ملاؤ۔ اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرو (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۱۰۶)

میرے عزیز دوست! ان یہودیوں اور نصرانیوں کی تقلید آج ہندوستان

Marfat.com

میں اکثر جگہ پر پیٹ بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی کر رہے ہیں۔ خود بھی گمراہ ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔ اور بے چاروں کے ناحق پیسے بھی کھا جاتے ہیں۔

امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر بہکانے اور گمراہ کرنے والے وشیطان کہتے ہیں، جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۶۷ سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کی تفسیر میں)

قرآن شریف کے دسویں پارہ میں سورہ توبہ کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں اور راہِ حق سے بھی روکتے ہیں"

یہودیوں کے علماء کو احبار اور نصرانی عابدوں کو رہبان کہتے ہیں۔ مقصد آیت کا لوگوں کو بُرے علماء اور گمراہ صوفیوں اور عابدوں سے ہوشیار کرنا اور ڈرانا ہے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے وہی بگڑتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ شائبہ یہودیت کا ہوتا ہے اور صوفیوں اور عابدوں میں سے ہم مسلمانوں میں وہی بگڑتا ہے جس میں نصرانیت کا اثر ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۰ ص۱۵)

حدیث:۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک یقیناً تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے۔ بالشت پر بالشت اور گز پر گز، یہاں تک کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گئے ہوں گے تو تم بھی ان میں جاؤ گے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (پہلے لوگوں سے) کیا یہود اور نصاریٰ (مراد ہیں) آپ نے فرمایا (وہ مراد نہیں تو) پھر کون؟

Marfat.com

(صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ صفحہ ۱۸۰ حدیث ۷۶۷ بنی اسرائیل کے بیان میں)

یہودیوں کے عالموں کو جہالت کے زمانہ میں بڑا ہی مرتبہ حاصل تھا۔ اُن کے تحفے، ہدیئے، خیرات، چراغی مشہور و مقرر تھی۔ جو بے مانگے انہیں پہنچ جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد اسی طمع اور لالچ نے انہیں قبولِ اسلام سے روکا اور حق کے مقابلے میں اس طرف سے بھی کورے رہے اور آخرت سے بھی گئے گزرے، ذلت اور حقارت اُن پر برس پڑی اور غضب خدا میں مبتلا ہو کر تباہ اور برباد ہو گئے یہ حرام کھاؤ جماعت خود حق سے رُک کر اوروں کے درپے رہتی تھی۔ حق اور باطل کو خلط ملط کر کے لوگوں کو بھی راہِ حق سے روک دیتے تھے۔ جاہلوں میں بیٹھ کر گپ ہانکتے تھے کہ ہم لوگوں کو راہِ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حالانکہ یہ صریح دھوکا ہے۔ وہ تو جہنم کی طرف بلانے والے ہیں، قیامت کے دن یہ لوگ بے یار و مددگار چھوڑ دیئے جائیں گے (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۰ صفحہ ۵)

افسوس! آج ہندوستان کے اکثر پیر اور مولویوں کی یہی حالت ہے کہ جاہلوں میں بیٹھ کر بغیر علم اور بغیر تحقیق کیئے مسئلہ مسائل کی گپیں مارتے رہتے ہیں اور ہر سال نیاز نذرانہ وصول کر لیتے ہیں۔ اور حق پرستوں کے وعظ اور نصیحت سے روکتے ہیں۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اے ایمان والو! مت کھاؤ اپنے آپس کے مال ناجائز

Marfat.com

طریقے سے"۔

اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار بندوں کو ایکدوسرے کا مال باطل طریقے سے یعنی حیلہ سازی کے ساتھ کھانے سے منع فرما رہا ہے۔ جو لوگ صدقہ خیرات نہ کریں، اور اللہ کی عطا کی ہوئی زیادتی پر صبر و شکر نہ کریں۔ مالِ دُنیا جمع کرتے پھریں۔ اور بدترین اور خلافِ شرع طریقوں سے کمایا کریں اور لوگوں کے مال باطل اور ناحق کے ساتھ کھا جائیں وہ خدا کے دشمن ہیں۔ اُن ناشکروں اور گنہگاروں پر خدا کا پیار نہیں (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۵ ص ۲۵ سورہ بقرہ کے اڑتیسویں رکوع میں

ہر بات کے بدلے دُنیا سمیٹنے کی فکر میں لگ گئے ہیں۔ جیب بھر دو اور جو چاہو کہلوا لو، اور امید یہ ہے کہ پھر توبہ کر لیں گے معاف ہو جائے گا۔ پھر موقعہ آیا، پھر دُنیا لے کر خدا کی باتیں بدل دیں۔ گناہ سے توبہ کی پھر موقعہ ملتے ہی لپک کر گناہ کر لیا مقصد اُن کا دُنیا طلبی ہے۔ حلال سے ملے یا حرام سے۔ پھر بھی مغفرت کی تمنا ہے۔ یہ ہیں جو (اپنے آپ کو) وارثِ رسول کہلواتے ہیں) (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۹ ص ۴۰ سورہ اعراف کے اکیسویں رکوع میں)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درہم و دینار کے بندے اور ریشمی اونی کپڑوں کے غلاموں کا ستیاناس ہو (اُن کی حالت یہ ہے) کہ اگر کسی نے انہیں کچھ دے دیا تو خوش ہو گئے اور اگر نہ دیا تو ناخوش رہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص ۲۱۲ حدیث ۱۳۵۴ کتاب الرقاق)

حدیث:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نے رسولِ خدا

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اگر بنی آدم کو دو جنگل بھی مال سے بھرے ہوئے مل جائیں تو یہ تیسرے جنگل کی تلاش میں رہے گا۔ اور اولادِ آدم کا پیٹ تو مٹی ہی بھرتی ہے۔ جو اللہ کی طرف جھکتا ہے۔ اللہ بھی اُس پر مہربان ہوتا ہے (صحیح بخاری شریف، جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۱۲ حدیث ۱۳۵۴ رقاق کے بیان میں)

قرآن شریف کے تیرھویں پارہ میں سورۂ ابراہیم کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جو آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی پسند کرتے ہیں اور راہِ خدا سے روکتے رہتے ہیں اور اس میں ٹیڑھا پن پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ یہی لوگ پہلے درجہ کی گمراہی میں ہیں"

یہ لوگ دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، دُنیا کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں اور آخرت کو بھول بیٹھے ہیں۔ رسولوں کی تابعداری سے دوسروں کو بھی روکتے ہیں۔ راہِ خدا جو سیدھی اور صاف ہے اُسے ٹیڑھی اور ترچھی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اسی جہالت اور گمراہی میں رہیں گے لیکن راہ خدا نہ ٹیڑھی ہوئی ہے اور نہ ہوگی۔ ایسی حالت میں ان کے رُشد ہونے کی کیا اُمید! (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۳ ص۵۵)

اسلام میں جو عالم بگڑے گا اس کی مشابہت یہودیوں کے عالموں کے ساتھ ہوگی یعنی عیش و عشرت، دنیا اور دولت کا لالچی ہوگا۔ دین کے حکموں کو لوگوں کی مرضی کے مطابق بتائے گا اور پیغمبر علیہ السلام کی شریعت کو بگاڑے گا اور حق بات کو چھپائے گا۔ اور جو درویش بگڑے گا اس کی مشابہت نصرانی راہب کے ساتھ ہوگی (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۸ مقدمہ میں)

Marfat.com

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے نویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ان کے علماء اور مشائخ گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے۔ واقعی انکی یہ عادت بری ہے"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ گناہ پر، حرام پر، اور باطل کے ساتھ لوگوں کے مال پر کس طرح چڑھ دوڑتے ہیں۔ ان کے اعمال نہایت ہی خراب ہو چکے ان کے اولیاء اللہ یعنی عابد اور علماء انہیں ان باتوں سے کیوں نہیں روکتے دراصل بات یہ ہے کہ ان عالموں اور پیروں کے اعمال بھی بدترین ہو گئے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ علما اور پیر فقیروں کی ڈانٹ یعنی دھمکی کے لئے اس سے زیادہ سخت آیت قرآن میں کوئی نہیں۔ حضرت ضحاک رح سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تم سے اگلے لوگ اسی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے کہ وہ برائیاں کرتے تھے اور ان کے عالم اور اللہ والے خاموش رہتے تھے۔ جب یہ عادت ان میں پڑ گئی تو خدا نے انہیں قسم قسم کی سزائیں دیں۔ پس تمہیں چاہیئے کہ بھلائی کا حکم کرو اور برائی سے روکو، اس سے پہلے کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائیں جو تم سے پہلے والوں پر آئے اور یقین رکھو کہ اچھائی کا حکم اور برائی سے منع کرنا نہ تو تمہاری روزی کو گھٹا سکتا ہے اور نہ موت کو قریب کر سکتا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ صفحہ ۱۱۶)

میرے عزیز دوست! ہندوستان میں بعض جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ کسی کو مرشد، یعنی پیر بنانے کے لئے یا گاؤں میں امام بنا کر مولوی رکھنے کیلئے

Marfat.com

کچھ تحقیق نہیں کرتے بلکہ جو اپنے باپ دادے کا پیر مرشد تھا اسی کے لڑکے یا پوتے کو مُرشد بنا لیتے ہیں، چاہے وہ مُرشد بنانے کے قابل ہو یا نہ ہو۔ اور گاؤں میں مولوی امامت کے لئے ہوتا ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو اُس کے لڑکے کو یا اسی کے پوتے کو امام بنا لیتے ہیں۔ پھر یہ نہیں دیکھتے کہ اس میں امامت کرنے کی صفت ہے یا نہیں؟۔ میرے دوست! پیر کے گھر جو لڑکا پیدا ہوا تو اس کو پیر سمجھتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی جاہل اور گمراہ کیوں نہ ہو اور جو مولوی کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو اس کو مولوی سمجھتے ہیں چاہے اس کو استنجا کا مسئلہ بھی یاد نہ ہو۔ اسی کو کہتے ہیں اندھی تقلید، اور اسی کو کہتے ہیں رسم و رواج کی پابندی۔ اور انہی کو کہتے ہیں جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی۔

آپ اتنا تو سوچئے کہ ایک گھر کے جو دو چار گنتے ہوتے ہیں اُن میں بھی آپس میں محبت اور پیار ہوتا ہے۔ مگر یہ جو اپنے آپ کو پیر کہنے والوں اور اپنے آپ کو مولوی کہلانے والوں کے گھر اور خاندان ہیں، اُن میں بھی بعض جگہ پیار اور محبت نہیں ہے باپ بیٹے میں دشمنی ہے۔ بھائی بھائی میں محبت نہیں ہے۔ بھلا وہ تمہیں کیا ہدایت کریں گے جو خود ہدایت پر نہیں ہیں۔

میرے عزیز دوست کو ایک مثال کے طور پر سمجھاؤں کہ ایک ڈی، ایس پی بڑا آفیسر ہے۔ اب اس کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا، وہ جوان ہو کر تعلیم پا کر ڈاکٹری لائن میں پاس ہوا۔ اب اس کو سرجن کہیں گے یا ڈی، ایس، پی کہیں گے؟ ہاں ڈی ایس، پی کا لڑکا ضرور کہیں گے مگر ڈی، ایس، پی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کے باپ کا کام اور ہے۔ اس کا کام اور ہے۔ اسی طرح ایک جاہل اور بے عمل انسان پیر و مرشد یا مولوی کیسے ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

حقیقت میں بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہماری جہالت کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور یہی بات ہے کہ اُن کے بے علم مُرید اور مقتدیوں یعنی اپنے تابعداروں کو جہاں تک بھی ہو سکے وہ جاہل رکھنا چاہتے ہیں اور حق پرستوں کے وعظ و نصیحت سُننے کے لئے بھی منع کرتے ہیں۔ اُن سے بات چیت، سلام و کلام سب کچھ حرام بتلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ جاہل لوگ ہدایت پر آجائیں تو پھر ان پیر صاحبان کی جیب کون بھرے؟ اور مولوی صاحبان کا گزران کیسے چلے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک قبیلہ کے پاس جاتے اور فرماتے لوگو! میں تمہاری طرف خدا کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ ایک اکیلے اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ مجھے سچا جانو۔ مجھے میرے دشمنوں سے بچاؤ، تاکہ میں اس کام کو بجالاؤں یعنی تبلیغ کرسکوں جس کا حکم دیکر مجھے خدائے تعلیٰ نے بھیجا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم جہاں پر یہ پیغام پہنچا کر فارغ ہوتے کہ آپ کا چچا ابو لہب پیچھے سے پہنچتا اور کہتا اے فلاں فلاں قبیلے کے لوگو! یہ شخص تو تمہیں لات و عزیٰ سے ہٹانا چاہتا ہے اور بنو مالک بن اقیس تمہارے حلیف ہیں جن سے تمہیں دور کر رہا ہے۔ اور اپنی نئی لائی ہوئی گمراہی کی طرف تمہیں بھی گھسیٹ رہا ہے۔ خبردار نہ اس کی سُننا اور نہ ماننا (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۳۰ صفحہ ۱۱۹ سورہ لہب کی تفسیر میں)

میرے عزیز دوست! بعض علاقوں میں یہی مصیبت پھیلی ہوئی ہے جو اپنے آپ کو پیر کہتے ہیں وہ آگے وان سمجھے جاتے ہیں اور جو اپنے آپ کو مولوی کہتے ہیں وہ ان پیرزادوں کی پارٹی کے ممبر سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دونوں مل کر لوگوں کو گمراہ کرتے

Marfat.com

یں اور لڑانے میں اور ناجائز طریقوں سے اپنی جیبیں بھرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتے ان لوگوں سے جب کوئی مسئلہ پوچھے تو جو جاہلو زمانے میں رواج ہوتا ہے اس کو جائز بتا دیتے ہیں۔ اور ان جاہل ان پڑھ لوگوں کو سمجھانے کے لیے دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر یہ کام جائز نہ ہوتا تو ہمارے باپ دادے اس کو کیوں کرتے۔ ایسی بے جا دلیلوں سے ان بے چاروں کو سمجھا کر راہِ حق سے روک دیتے ہیں اور خود بھی رُک رہے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے ہمارے عام مسلمان بھائیوں کو ان پھانسنے والے پیروں اور مولویوں کے فریب سے بچالے اور سچے دین کی طرف بلالے آمین۔

حدیث:- حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے جو شخص کوئی بُرائی دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اُسے ہاتھوں سے بدل دے (یعنی روک دے) اور جس سے یہ نہ ہو سکے تو وہ اپنی زبان ہی سے بدل دے (یعنی روک دے زبان سے) اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ اپنے دل میں (اس کو بُرا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۸ حدیث ۲۵ فتنہ کے باب میں، اور صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۱ حدیث نمبر ۱۲ کتاب الایمان میں بھی)

میرے دوست! ذرا سوچنے کا مقام ہے کہ بُرے کام کو صرف دل سے بُرا سمجھنا کم تر ایمان ہے اور جو اپنے دل میں بُرا نہ سمجھے وہ ایمان سے محروم ہے۔ تو سوچنے کا یہ ہے کہ اس بُرے کام کے حکم کرنے والے اور اس بُرے کام کو خود کرنے والے ایمان سے کتنے کورے سمجھے جائیں گے۔

حدیث:- حضرت حذیفہ بن یمان رضہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم لوگوں نے

Marfat.com

بھلائی کا حکم کیا اور برائی سے روکا تو بہتر ہے۔ ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا۔ پھر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو گے لیکن تمہاری دعا بھی قبول نہ ہوگی (ترمذی شریف جلد دوم صہ حدیث ۳۵ ابواب الفتن میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب ایمانداری جاتی رہے تو سمجھ لینا کہ قیامت قریب ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایمانداری کیسے جاتی رہے گی؟ فرمایا جب نالائق لوگ اسلام کی باتوں میں مستند قرار دیئے جائیں۔ اس وقت قیامت کو قریب سمجھنا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ صہ ۳۲۴ حدیث ۱۴۱۲ کتاب الرقاق)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے علم کو دینے کے بعد نہ اُٹھائے گا مگر ہاں اسی طرح اٹھائے گا کہ علماء کو مع علم کے اٹھالے گا (یعنی حق پرست علماء رفتہ رفتہ دُنیا سے کم ہوتے جائیں گے) تب جاہل لوگوں سے فتویٰ لیا جائے گا محض اپنی رائے سے فتویٰ دے کر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۹ صہ ۵۱۹ حدیث ۲۱۶۷ اعتصام کے بیان میں۔ ابن ماجہ شریف صہ ۴۱ حدیث ۵۴۔ قیاس کے باب میں۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول صہ ۱۱۴ حدیث ۱۹۴ کتاب العلم۔ اور صحیح مسلم شریف جلد دوم صہ ۱۹۴ حدیث ۹۵۰ علم کے بیان میں بھی ہے)

Marfat.com

(۴۲)

گمراہوں کی تقلید کا انجام

قرآن شریف کے بائیسویں پارہ میں سورہ سبا کے چوتھے رکوع کے اندر آیت ۳۱، ۳۲ اور ۳۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم مسلمان ہی ہوتے۔ یہ بڑے درجے والے ان چھوٹے درجے والوں کو جواب دیں گے کہ تمہارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے کیا تم کو اس سے روکا تھا؟ نہیں بلکہ تم خود ہی گنہگار تھے۔ اس کے جواب میں یہ ادنیٰ درجے کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے، نہیں نہیں۔ بلکہ تمہارے رات دن کے مکروفریب ہی نے ہم کو خدا کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا حکم دینا ہی سبب ہوا ہماری بے ایمانی کا۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب خدا کے سامنے جہنم کے کنارے کھڑے ہوئے چھوٹے بڑوں کو اور بڑے چھوٹوں کو الزام دیں گے۔ ہر ایک دوسرے کو قصوروار۔۔ ٹھہرائے گا۔ تابعداری کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں نہ روکتے تو ہم ضرور ایماندار ہو جاتے۔ ان کے بزرگ یعنی اُن کے سردار انہیں جواب

Marfat.com

دیں گے کہ کیا ہم نے تمہیں روکا تھا؟ ہم نے تو ایک بات کہی تھی جس کو تم بھی جانتے تھے کہ یہ بے دلیل ہے اور دوسری جانب سے یعنی حق پرستوں کی طرف سے دلیلوں کی برستی ہوئی بارش تمہاری آنکھوں کے سامنے تھی پھر تم نے اس کی پیروی چھوڑ کر ہماری بات کو کیوں مان لیا۔ یہ تمہاری اپنی بے عقلی تھی۔ تم خود شہوت پرست، نفس پرست تھے۔ تمہارے دل خدا کی باتوں سے بھاگتے تھے۔ رسولوں کی تابعداری خود تمہاری طبیعتوں پر بھاری پڑتی تھی۔ سارا قصور تمہارا خود کا ہے۔ ہمیں کیوں الزام دے رہے ہو ان کی یہ دلیل سن کر پھر جواب دیں گے۔ کہ دن رات کی تمہاری دھوکہ بازی اور فریب کاری، ہمیں اطمینان دلانا کہ ہمارے افعال اور عقائد ٹھیک ہیں۔ ہم سے بار بار کفر اور شرک کے نہ چھوڑنے کو، پرانے دین کے نہ بدلنے کو، باپ داداؤں کے مذہب پر قائم رہنے کو کہنا۔ ہماری کمریں تھپکنا۔ یہی سبب ہوا ہمارے ایمان سے رک جانے کا۔ تم ہی آ کر ہمیں عقلی ڈھکوسلے سناتے تھے اور اسلام سے پھیرتے تھے۔

دونوں الزام بھی دیں گے اور اپنے بچاؤ کی دلیلیں بھی دیں گے لیکن دل میں اپنے کئے پر پچتا رہے ہوں گے۔ ان سب کے ہاتھ ان کی گردنوں سے ملا کر طوق اور زنجیر سے جکڑ دیئے جائیں گے۔ اب ہر ایک کو اُن کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ گمراہ کرنے والوں کو بھی اور گمراہ ہونے والوں کو بھی۔ ہر ایک کو پورا پورا عذاب ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنمی جب ہنکا کر جہنم کے پاس پہنچا لئے جائیں گے تو جہنم کے ایک ہی شعلے کی لپک سے سارے جسم کا گوشت جل بھلس کر پیروں پر آ پڑے گا۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صفحہ ۵۹)

قرآن مجید کے چوبیسویں پارہ میں سورہ مومن کے پانچویں رکوع کے اندر آیت

Marfat.com

نمبر ۴۷-۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جبکہ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ جو تابع تھے وہ بڑے درجہ والوں سے (یعنی اپنے سرداروں سے) کہیں گے کہ ہم تو دُنیا میں تمہارے پیرو تھے (یعنی جو تم کہتے تھے ہم کرتے تھے) تو کیا اب تم ہم سے اس آگ کا کوئی حصّہ ہٹا سکتے ہو وہ بڑے لوگ جواب دیں گے کہ ہم تو سبھی اس آگ میں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔"

یعنی تابعداری کرنے والے اور حکم احکام کے ماننے والے، جن کی بڑائی اور بزرگی کے قائل تھے اور جن کی باتیں تسلیم یعنی قبول کر لیا کرتے تھے۔ اور جن کے کہنے پر عامل تھے، ان سے کہیں گے کہ دُنیا میں ہم تو تمہارے تابع فرمان رہے جو تم نے کہا ہم بجا لائے کفر و گمراہی کے احکام بھی جو تمہاری بارگاہ سے صادر ہوتے تھے تمہارے تقدس اور علم و فضل، سرداری اور حکومت کی بنا پر ہم سب کو مانتے رہے۔ اب یہاں آپ ہمیں کچھ تو کام آئیں۔ ہمارے عذابوں کا کوئی حصّہ اپنے اوپر اٹھا لیجئے۔ یہ رئیس، امیر سادات اور بزرگ جواب دیں گے کہ ہم بھی تو تمہارے ساتھ جل بھلس رہے ہیں۔ ہم کو عذاب ہو رہے ہیں وہ کیا کم ہیں جو تمہارے عذاب اُٹھائیں؟

(تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۲۴، ص ۴۸)

Marfat.com

(۴۳)

بدعت

قرآن مجید کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تمہیں اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے میں راضی ہو گیا"

اللہ تعالیٰ اپنی زبردست، بہترین، اعلیٰ اور افضل تر نعمت کا ذکر فرماتا ہے کہ میں نے تمہارا دین ہر طرح اور ہر حیثیت سے کامل اور مکمل کر دیا۔ تمہیں اس دین کے سوا کسی دین کی ضرورت نہیں۔ نہ اس نبی کے سوا اور نبی کی طرف تمہاری حاجت ہے خدا نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنایا۔ انہیں تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجا ہے۔ حلال وہی ہے جسے وہ حلال کہے۔ حرام وہی ہے جسے وہ حرام کہے۔ دین وہی ہے جسے وہ مقرر کرے۔ اُن کی تمام باتیں حق و صداقت والی ہیں جنمیں کسی طرح کا جھوٹ اور خلاف نہیں۔ دین کو کامل کرنا تم پر اپنی نعمت کو پورا کرنا ہے۔ کیونکہ میں خود تمہارے اس دین اسلام پر راضی ہوں، اس لئے تم بھی اس پر راضی رہو۔ یہی دین خدا کا پسندیدہ ہے۔ اس کو دے کر اسی نے اپنے فضل سے رسول کو بھیجا ہے اور اپنی اشرف کتاب نازل فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

دین اسلام اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کامل و مکمل کر دیا ہے۔ اب یہ رہتی دُنیا تک کسی زیادتی کا محتاج نہیں۔ اسے خدا نے پورا کیا ہے جو قیامت تک ناقص نہیں ہونے کا۔ اس دین سے خدا خوش ہے اور کبھی بھی ناخوش نہیں ہونے والا۔
(تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص۲۵)

حدیث :۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کے لئے اپنا ثواب بھی ہے اور ان کا ثواب بھی جو اس پر عمل کرے، بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے اور جس نے کوئی بُرا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اسے اپنے اس عمل کا بھی گناہ ہوتا ہے اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوتا ہے اور بغیر اس کے کہ اُن کے گناہوں میں سے کچھ کمی کی جائے
(ترمذی شریف جلد دوم ص۱۰۸ حدیث ۵۳۴ علم کے بیان میں)

ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک شخص تھا، بڑا پابندِ دینِ خدا۔ ایک زمانے کے بعد شیطان نے اُسے بہکا دیا کہ جو اگلے کر گئے ہیں وہی تم بھی کر رہے ہو۔ اس میں کیا رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے نہ تو عام لوگوں میں تمہاری قدر ہوگی نہ شہرت۔ تمہیں چاہیے کہ کوئی نئی بات ایجاد کرو۔ اسے لوگوں میں پھیلاؤ پھر دیکھو کیسی شہرت ہوتی ہے اور کس طرح جگہ بجگہ تمہارا ذکر ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کی وہ باتیں لوگوں میں پھیل گئیں اور ایک زمانہ اس کی تقلید کرنے لگا۔ اب تو اُسے بڑی ندامت ہوئی اور اس نے وہ ملک چھوڑ دیا اور تنہائی میں خدا کی عبادتوں میں مشغول ہو گیا۔ لیکن خدا کی طرف سے اُسے جواب ملا کہ تیری خطا ہی صرف ہوتی تو میں معاف

Marfat.com

کر دیتا۔ لیکن تو نے تو عام لوگوں کو بگاڑ دیا اور انہیں گمراہ کر کے چھوڑا۔ انہیں غلط راہ پر لگا دیا جس راہ پر چلتے چلتے وہ بھی مر گئے، ان کا بوجھ تجھ پر سے کیسے ہٹے گا؟ میں تو تیری توبہ قبول نہیں کروں گا۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص۱۲۵ سورہ مائدہ کے دسویں رکوع کے اندر)

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس امر (یعنی دین) میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۳۵ حدیث ۱۸۱ قضیہ کے بیان میں)

حدیث:۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہاں نئی بات (یعنی بدعت) کرے یا کسی نئی بات (بدعت) کرنے والے کو جگہ دے اس پر خدا کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ نہ اس سے کوئی نفل عبادت قبول کی جائے گی نہ فرض (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۲ ص۱۵ حدیث ۴۱۳ جہاد کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان میں کثرت سے بدعتوں کا چلن ہو گیا ہے اور اس پر تعجب تو یہ ہے کہ جو ان بدعتوں پر عمل نہ کرے اس کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، بلکہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اب آپ یہ سوچیے کہ ان بدعتوں کی محبت ہمارے اکثر جاہل ان پڑھ مسلمان بھائیوں کے دل میں کس قدر گھر کر گئی ہے۔ کسی بدعت کو چھوڑنا گویا مذہب چھوٹ جانے کے برابر سمجھتے ہیں۔ یہ سارا قصور جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولویوں کا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ علم سے کورے ہوتے ہیں۔ اور اگر کسی میں

Marfat.com

علم ہے بھی تو اس میں نفسانیت ہوتی ہے۔ اس لئے ان جاہلوں کی مرضی کے مطابق وہ کچھ تاویلیں کر کے فتویٰ دے دیتے ہیں اور وہ جاہل اسی کو مذہب سمجھتے ہیں ان میں سے زیادہ تر لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی عمل کرتے ہیں کیونکہ سب کریں اور ایک دو آدمی نہ کریں تو ان لوگوں کے اوپر جماعت کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو جماعت سے الگ کر دینے کی دھمکی بھی دی جاتی ہے۔ خود میرے اوپر بھی یہی ہوا تھا۔ مگر میرے مالک مختار نے مجھے اپنے رحم و کرم سے بچا لیا۔ جہالت تو دیکھئے کہ فرض، واجب اور سُنتوں کے لئے کوئی کسی پر دباؤ نہیں کرتا۔ کسی کو دھاک دھمکی نہیں دیتا۔ کوئی جماعت سے کسی کو الگ بھی نہیں کرتا، اور ایک بدعت کے لئے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، ایسی معمولی باتوں کے لئے شاید ہی کوئی ایسا دیہات نہ ہوگا جہاں پر جھگڑے نہ ہوتے ہوں۔

حدیث:۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدعتی کا روزہ، نماز، حج، عمرہ، جہاد، صدقہ، فدیہ کچھ بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا، بلکہ وہ اسلام سے ایسا باہر ہو جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکال لیا جائے (ابن ماجہ شریف صنمبر حدیث ملا امور بدعت کے بیان میں)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو بات صالحین صحابہؓ سے ثابت نہ ہو، ایسی نئی بات پر ایک زمانہ کا اتفاق ہونا بھی تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے اور تو اسی طریقۂ سلف پر مضبوطی اختیار کرلے۔ اللہ تیرا مددگار ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۰ مقدمہ میں)

میرے عزیز دوست! بدعت کس کو کہتے ہیں، یہ بات اکثر لوگ نہیں سمجھتے اور

Marfat.com

اُن کے دل میں شیطان یہ بات ڈال دیتا ہے کہ قرآن شریف کا ترجمہ، حدیث کی کتابیں ۔ فقہاء کی کتابیں ، مدرسوں اور مسجدوں میں نمازیوں کے لئے ہر طرح کا انتظام یہ سب بدعت ہے ۔ یہ باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہاں تھیں، تو پھر ان باتوں کو کیوں عمل میں لاتے ہو ۔ یہ ہیں شیطانی وسوسے جو اکثر لوگوں کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔ اب سنیئے اس کی حقیقت ۔ یعنی وہ تمام چیزیں دین کے انتظام کیلئے ہیں ۔ میرے دوست عمل اور چیز ہے ، انتظام اور چیز ہے ۔ اگر عمل میں کوئی چیز بڑھائی جائے گی تو اس کو بدعتِ سیئہ کہیں گے اور اس پر عمل کرنا حرام ہے اور ایسی بدعتوں کو چھوڑ دینے کے لئے جب سمجھایا جاتا ہے تو جواب میں کہتے ہیں کہ اس میں برا کیا ہے ۔ آخر یہ بھی تو اچھی بات ہے ، منع کہاں لکھا ہے ۔

سنیئے جواب مثلاً کلمہ طیبہ بہت اچھی چیز ہے ۔ اور اس کو ہر کوئی پسند کرتا ہے ۔ روئے زمین پر کوئی مسلمان آپ کو ایسا نہ ملے گا جسے کلمہ طیبہ سے پیار نہ ہو ۔ اور دل وجان سے اس کو نہ چاہتا ہو ۔ لیکن جب اذان ہوتی ہے تو اذان کا آخری کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ آتا ہے ۔ اب اگر کوئی ، پیار اور محبت کے ساتھ مُحمدٌ رسُولُ اللہ ملالے تو کیا کوئی حرج ہے یا اس میں کوئی بُرائی ہے ۔ یا کوئی گناہ ہے ۔ پھر کیوں نہیں ملاتے ۔ اگر کوئی ملالے تو پورا کلمہ طیبہ ہو جائے گا اور منع بھی نہیں لکھا ہے ۔ پھر کیوں نہیں پڑھتے ۔ اور کلمہ طیبہ کی فضیلت کے بارے میں تو سُبحان اللہ کیا کہنا ۔ اسلام کا نظام ہی اس کلمہ پہ ہے ۔ پھر کیوں نہیں پڑھتے ۔ دراصل بات یہ ہے کہ وہ عمل ہے اور عمل میں زیادتی نہیں ہو سکتی ۔

حدیث :- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ایک دعا سکھاتے ہیں ، اس میں ایک لفظ یہ تھا وَنَبِیِّكَ ۔ کچھ دنوں کے بعد حضرت

Marfat.com

برادر رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی دعا پڑھتے ہیں جب وہ وَنَبِیِّكَ پر پہنچتے ہیں تو وَنَبِیِّكَ کے بدلے وَرَسُوْلِكَ پڑھ دیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے سینے پر ایک مُکّا مارا اور فرمایا وَنَبِیِّكَ پڑھو۔

(ترمذی شریف جلد دوم ص۲۹۰ حدیث ۱۲۴۶ دعا کے بیان میں، اور صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ اوّل ص۷ حدیث ۲۴۷ وضو کے بیان میں بھی ہے)

دیکھا میرے دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وَرَسُوْلِكَ کہنے سے بھی منع فرما دیا۔ حالانکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو بغیر کتاب کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہو اور اس پر کوئی آسمانی کتاب نازل نہ ہوئی ہو اور رسول اُس کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے نبی بھی بنایا گیا ہو اور اس پر آسمانی کتاب بھی نازل ہوئی ہو۔ آئی بات آپ کی سمجھ میں کہ نبی کے لفظ سے رسول کا لفظ مرتبہ کے لحاظ سے بڑھ کر ہے۔ مگر پھر بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا، کیونکہ یہ عمل ہے اور عمل میں زیادتی کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اس لئے روک دیا کہ آج تو تم نے اتنا بدلا اور کل شاید آپ یا اور کوئی جس کے جو دل میں آئے بدل ڈالے گا یا بڑھا گھٹا دے گا۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ عمل وہی کرو اور اسی طرح کرو جس طرح ہم تمہیں بتا چکے ہیں۔

میرے عزیز دوست! ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ دیکھیئے جب اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہے تو اللہ عزوجل اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مرتبہ آپ کا ہے۔ اور پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ لیکن ہم ابوبکر صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کہنا پڑے گا۔ اسی طرح ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔ مگر ہماری بے علمی کی وجہ سے ہم جہالت کے پھندوں میں پھنستے چلے جا رہے ہیں اور ہمارے جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی ہم کو پھنسا رہے ہیں۔ اگر ہمارے پاس صحیح علم ہوتا تو یہ لوگ ہم کو بہکا نہ سکتے۔ ہماری بے علمی نے ایسے بے دین پیروں اور مولویوں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔

بدعت اور شبہ مکروہ تحریمی کے مانند ہے (یعنی بدعت اور شک والی باتوں پر عمل کرنا حرام کے نزدیک ہے) (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ باب الحظر میں)

Marfat.com

(۴۴)

تاویلوں کا انجام

قرآن مجید کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے آٹھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۶۵-۶۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بنجاؤ۔ اسے ہم نے اگلے پچھلوں کے لئے عبرت کا سبب بنایا، اور پرہیزگاروں کیلئے وعظ و نصیحت کا سبب بنایا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر جمعہ کی عزت اور ادب کو فرض کیا گیا تھا۔ لیکن انہوں نے جمعہ کے دن کو پسند نہ کیا اور سنیچر کے دن کو اختیار کیا۔ اور اس دن کی عزت کے طور پر ان لوگوں پر مچھلیوں کا شکار کھیلنا وغیرہ اس دن حرام کر دیا گیا تھا۔ ادھر خدا کی آزمائش کے طور پر سنیچر کے دن تمام مچھلیاں اوپر آجایا کرتی تھیں اور کودتی اچھلتی رہتیں۔ اور دنوں میں کوئی ایک مچھلی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ ایک مدت تک تو یہ لوگ خاموش رہے اور شکار کرنے سے رکے رہے۔ مگر ان میں ایک شخص نے یہ حیلہ نکالا کہ سنیچر کے دن مچھلی کو پکڑ لیا اور پھندے میں پھانسکر ڈوری کو کنارے پر کسی چیز سے باندھ دیا اور مچھلی کے شکار

Marfat.com

کھیلنے والے اکثر کانٹے وغیرہ سے مچھلی کو پکڑ لیتے ہیں۔ پھر دوسرے دن اتوار کو جا کر اس مچھلی کو نکال لایا اور پکا کر کھائی۔ لوگوں نے خوشبو پا کر پوچھا تو اس نے کہا میں نے تو آج اتوار کو شکار کیا ہے۔ آخر یہ راز کھلا تو اور لوگوں نے بھی اس حیلہ کو پسند کیا اور اس طرح وہ سب مچھلیوں کا شکار کرنے لگ گئے۔

پھر تو بعض لوگوں نے دریا کے آس پاس گڑھے کھود لئے۔ ہفتہ والے دن یعنی سنیچر کو جب مچھلیاں اس میں آجاتیں تو اس کھڈے کا منہ یعنی پانی جانے کا راستہ بند کر دیتے تھے اور اتوار کے دن مچھلیاں پکڑ لاتے۔ کچھ لوگ جو ان میں نیک دل اور سچے مسلمان تھے تو انہیں روکتے اور منع کرتے تھے۔ لیکن ان کو جواب یہی ملتا تھا کہ ہم سنیچر کو شکار نہیں کھیلتے ہیں ہم تو اتوار والے دن مچھلیوں کا شکار پکڑتے ہیں۔ ان شکار کھیلنے والوں اور ان منع کرنے والوں کے سوا ایک گروہ اور ہو گیا جو مصلحت وقت جھتنے والے، دونوں فرقوں کو راضی رکھنے والے تھے۔ وہ نہ ان کا ساتھ دیتے تھے اور نہ مچھلیوں کا شکار کرنے والوں کو روکتے تھے۔ بلکہ کہتے تھے کہ اس قوم کو ... وعظ و نصیحت کیوں کرتے ہو جنہیں خدا ہلاک کرے گا یا سخت سزا کرے گا اور تم اپنا فرض بھی ادا کر چکے۔ انہیں منع بھی کر چکے، جب نہیں مانتے تو اب انہیں چھوڑ دو۔ یہ حق پرست لوگ جواب دیتے کہ ایک تو خدا کے یہاں ہم معذور ہوں گے۔ اس لئے اور دوسرا اس لئے بھی کہ شاید آج نہیں کل اور کل نہیں تو پرسوں یہ مان جائیں گے اور خدا کے عذاب سے بچ جائیں گے۔

آخر وہ مسلم جماعت والے اُن شکاریوں سے بالکل الگ ہو گئے اور بستی کے بیچ میں سے ایک الگ دیوار بنا لی اور ایک دروازہ اپنے آنے جانے کے لئے رکھا۔

Marfat.com

اس طرح ایک مدت گزر گئی۔

ایک دن صبح کو مسلمان جاگے۔ دن چڑھ گیا۔ لیکن اب تک اُن لوگوں نے اپنا دروازہ نہ کھولا تھا اور نہ اُن کی آوازیں آتی تھیں۔ یہ لوگ حیران تھے کہ آج کیا بات ہے۔ ان کا دروازہ ابھی تک بند ہے۔ آخر جب زیادہ دیر ہو گئی تو ان لوگوں نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو وہاں عجیب منظر نظر آیا۔ دیکھا کہ وہ تمام لوگ مع بچوں اور عورتوں کے بندر بنا دیئے گئے ہیں۔ ان کے گھر جو رات کو بند تھے، اسی طرح بند ہیں اور اندر وہ کل انسان بندروں کی صورت میں ہیں جن کی دُمیں نکلی ہوئی ہیں بچے چھوٹے بندروں کی صورت میں۔ مرد بڑے بندروں کی صورت میں اور عورتیں بندریاں بنی ہوئی ہیں اور ہر ایک پہچانا جاتا ہے کہ یہ مرد فلاں ہے۔ یا یہ عورت فلاں ہے۔ یہ بچہ فلاں ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ جب یہ عذاب آیا تو نہ صرف وہی ہلاک ہوئے جو شکار کھیلتے تھے بلکہ ان کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئے جو انہیں منع نہیں کرتے تھے، خاموش بیٹھے تھے۔ اور میل جول ترک نہ کیا تھا۔ صرف وہی بچے جو انہیں منع کرتے رہے اور ان سے الگ تھلگ ہو گئے تھے۔ (یہ بندر صرف تین دن زندہ رہے۔ اور پھر سب کے سب مر گئے اور ابھی جو بندر ہیں وہ تو پہلے ہی سے ایک الگ خدا کی مخلوق ہیں) غرض یہ عذاب اُن کے لئے اور اُن کے بعد آنے والوں کیلئے ایک سبق ہے۔ یہاں تک کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کہ یہ لوگ ڈرتے رہیں کہ جو عذاب اور سزا اُن کے حیلوں کی وجہ سے اور اُن کے مکروفریب سے حرام کو حلال کر لینے کے بدلے نازل ہوئی اب جو ایسا کرے گا تو ایسا نہ ہو کہ وہی سزا اور وہی عذاب اس پر بھی آجائے۔ حضور

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہ نہ کرو جو یہودیوں نے کیا۔ حیلے حوالوں سے اللہ کے حلال کو حرام نہ کر لیا کرو (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل صـ۱۲۵ سے صـ۱۲۷ تک)

حدیث:۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے سُنا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہلاک کیا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو جبکہ اللہ نے اُن پر گائے بکری کی چربی حرام کر دی تو انہوں نے اس کو پگھلا لیا (پھر حیلہ بنا لیا کہ اب چربی نہیں رہی۔ اور اب تو تیل ہو گیا اور حلال ہو گیا) اور بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے (صحیح بخاری شریف جلد دوم، پارہ ۱۸، صـ۴۷۴ حدیث ۱۳۲۶ سورہ انعام کی تفسیر میں)

میرے دوست! اسی طرح آج ہندوستان میں اُمتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اکثر جگہ بہت تاویلیں اور حیلے بہانے گھڑ لئے اور بنا لئے ہیں۔ اللہ ہی بچائے اس مصیبت اور بلا سے (آمین)

Marfat.com

(۴۵)

شک والی باتوں سے بچو

حدیث:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں تو جس شخص نے اس چیز کو ترک کر دیا جس میں اس کو گناہ کا شبہ ہو۔ وہ اسکو بدرجۂ اولیٰ چھوڑ دے گا جس کا گمان ہونا ظاہر ہو۔ اور جو شخص اس بات پر ہمت کریگا تو عنقریب وہ ایسی بات میں مبتلا ہو جائے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر ہوگا۔ اور معاصی اللہ کی چراگاہیں ہیں۔ جو جانور چراگاہ کے گرد چرے گا وہ عنقریب اس چراگاہ میں پہنچ جائے گا۔ (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۸ صفحہ ۷۵۴ حدیث ۱۸۹۳ کتاب البیوع اور ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۷۴۲ حدیث ۱۱۰۷ کتاب البیوع میں بھی ہے)

حدیث:۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ یاد کیا ہے کہ جو چیز تمہیں شک اور شبہ میں ڈالے اس کو چھوڑ کر بے شک و شبہ کی چیز کو اختیار کرو۔ کیونکہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک و شبہ ہے (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۷۷ حدیث ۳۸۰ ابواب الرقاق)

حدیث:۔ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ پرہیز گاروں میں شمار ہونے کے قابل

Marfat.com

اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک کہ وہ نقصان دینے والی چیزوں کے ڈر سے جائز اور بے نقصان چیزوں کو بھی نہ چھوڑ دے (ترمذی شریف جلد دوم صـ۱۲۱ حدیث ۳۱۴ ابواب الرقاق)

حدیث:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے سب سے پہلے تین شخص جنت میں داخل ہوں گے۔ اُن تینوں میں سے ایک (وہ ہے جو) حرام اور شبہ (یعنی حرام چیزوں اور شک والی باتوں) سے بچا ہوگا (مختصر) ترمذی شریف جلد اول صـ۳۲۹ حدیث ۱۵۴۲ ابواب الجہاد)

جس چیز میں دلیل سے اختلاف پڑے کہ واجب ہے یا بدعت تو احتیاط یہ ہے کہ اس پر عمل کرے اور جس کی سُنت یا بدعت میں اختلاف پڑے تو اس کو ترک کر دے (عین الہدایہ جلد اوّل صـ۴۴۳ نماز کے بیان میں)

اگر کسی چیز میں یہ شک ہو کہ وہ واجب ہے یا بدعت تو احتیاطاً اس کو ادا کرے اور اگر یہ شک ہو کہ وہ سنّت ہے یا بدعت تو چھوڑ دے (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صـ۲۳۷ سجدۂ تلاوت کے بیان میں)

بدعت اور شبہ مکروہ تحریمی کے مانند ہے (یعنی بدعت اور شک والی باتوں پر عمل کرنا حرام کے نزدیک ہے) غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّ مختار جلد ۴ صـ۱۹۳ باب الحظر)

Marfat.com

(۴۶)

تعزیز

قرآن شریف کے چوبیسویں ۲۴ پارہ میں سورہ زمر کے چوتھے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تجھ پر ہم نے حق کے ساتھ یہ کتاب لوگوں کے لئے نازل فرمائی ہے۔ پس جو شخص راہ راست پر آجائے اس کو اپنے لئے نفع ہے اور جو گمراہ ہو جائے اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے۔ تو اس کا جواب دار نہیں "

اللہ رب العزت اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمارہا ہے ہم نے تجھ پر اس قرآن کو سچائی اور راستی کے ساتھ تمام جنوں اور انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا ہے۔ اس کے فرمان کو مان کر راہ ہدایت حاصل کرنے والے اپنا ہی نفع کریں گے اور اس کلام مجید کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے غلط راستوں پر چلنے والے اپنا ہی بگاڑیں گے تو آپ اس بات کے جابدار نہیں ہیں کہ ہر شخص اس بات کو مان ہی لے۔ آپ کی جواب داری صرف احکامِ شریعت کا پہنچا دینا ہے۔ اور حساب لینے والے ہم ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ صفحہ ۲)

Marfat.com

قرآن شریف کے چودھویں پارہ میں سورہ نحل کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۳۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"مشرک لوگ کہنے لگے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا اور کی عبادت ہی نہ کرتے، نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔ یہی فعل ان سے پہلے لوگوں کا بھی رہا۔ تو رسولوں پر تو صرف کھلم کھلا پیغام کا پہنچا دینا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرکوں کی اوندھی کھوپڑی تو دیکھو، گناہ کریں، حرام کو حلال کریں، جیسے جانوروں کو اپنے خداؤں کے نام کا کریں۔ اور تقدیر کو حجت بنائیں اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو ہمارے اور ہمارے باپ داداؤں کے یہ کام بُرے لگتے اور پسند نہ آتے تو ہمیں اسی وقت سزا ملتی۔ انہیں جواب دیا جا رہا ہے کہ یہ ہمارا دستور نہیں۔ ہمیں تمہارے یہ کام سخت ناپسند ہیں اور ان کی ناپسندیدگی کا اظہار ہم اپنے سچے پیغمبروں کی زبانی کر چکے ہیں۔ ہر بستی میں، ہر قوم میں، ہر شہر میں اپنے پیغام بھیجے جا چکے ہیں۔ سب پیغمبر اپنا اپنا فرض ادا کر چکے ہیں۔ بندگانِ خدا، خدا کے احکام کی صاف صاف تبلیغ کر چکے ہیں۔ سب کو کہہ دیا ہے کہ اللہ ایک ہی کی عبادت کرو۔ اس کے سوا دوسروں کو نہ پوجو اور نہ پکارو۔ سب سے پہلے جب شرک کا ظہور زمین پر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو خلعتِ نبوت دیکر بھیجا۔ اور سب سے آخر میں خاتم المرسلین کا لقب دے کر رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی بنایا جن کی دعوت تمام جنوں اور انسانوں کے لیے زمین کے اس کونے سے لے کر اُس کونے تک تھی اور ہے اور قیامت تک رہے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

(تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۱۴ صـ۳۳)

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر تعزیہ بنانا اللہ کریا امام حسین کو پسند نہ ہوتا تو یہ بنتا ہی نہیں، اور بنانے والے ہلاک ہو جاتے۔ میرے دوست! یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور امام حسین رضی اللہ عنہ ہرگز اس کو پسند نہیں کرتے۔ اگر تابوت (یعنی تعزیہ) بنانے سے ثواب ہوتا تو آل رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص تعزیہ علیحدہ بنتا دوسرے نمبر میں علمائے دین کی طرف سے ایک تعزیہ بنتا۔ پھر جاہلوں کا نمبر آتا۔ مگر جو سچے سید اور آلِ رسول ہیں وہ تو اس تعزیہ کو دیکھنا بھی حرام سمجھتے ہیں اور حق پرست علماء دین کے سینکڑوں فتوے تعزیہ نہ بنانے کے بارے میں موجود ہیں مگر ہندوستان کی جہالت کچھ ایسا رنگ لائی کہ یہ جاہل کسی کی بھی نہیں سنتے اور وہی بات لاتے ہیں کہ اگر خدا کو پسند نہیں ہیں تو پھر کیوں بنتے ہیں؟۔

میرے عزیز دوست! آپ اتنا تو سوچو اور سمجھو کہ بُت پرستی دُنیا میں عام ہو رہی ہے اور اُن پر عذاب نازل نہیں ہوتا۔ تو کیا بُت پرستی بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے؟ خدا کی پناہ۔

میرے دوست! ایسا نہیں ہے کہ ادھر انسان نے گناہ کیا اور اُدھر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ اگر اس طرح اللہ تعالیٰ کرتا تو شاید ہی دنیا میں کوئی انسان بچتا مگر یہ ہمارے مالک مختار کا بڑا رحم و کرم ہے کہ اپنے بندوں کو ڈھیل دیتا رہتا ہے کہ آج نہیں کل۔ کل نہیں تو پرسوں کبھی نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرینگے اور گناہوں سے توبہ کرلیں گے۔

Marfat.com

قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے اکیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر۱۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ان سے جب کبھی کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقہ پر عمل کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو (عمل کرتے ہوئے) دیکھا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادے بے عقل اور گم کردہ راہ ہوں" (یعنی باپ دادے کچھ بھی نہ سمجھتے ہوں۔ پھر بھی ان کی تقلید کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔)

اللہ تعالیٰ ان کافروں اور مشرکوں سے کہتا ہے کہ اللہ کی کتاب پر اور سُنّتِ رسول پر عمل کرو اور اپنی جہالت کو چھوڑ دو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے بڑوں کی راہ لگے ہوئے ہیں (یعنی جو ہمارے باپ دادے کرتے تھے ہم اسی طریقہ پر عمل کر رہے ہیں جن چیزوں کی وہ پوجا پاٹ کیا کرتے تھے ہم بھی کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۲ صفحہ ۲۰)

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان کے جاہل اَن پڑھ مسلمانوں کی طرف سے بھی حق پرستوں کو یہی جواب ملتا ہے کہ اگر تابوت و تعزیہ بنانا شریعت میں ناجائز تھا منع تھا، حرام تھا تو پھر ہمارے باپ دادے اس کو کیوں بناتے تھے۔ میرے بھیا یہ جواب دینا آپ کو زیبا نہیں ہیں۔ آپ کے باپ دادے بھولے، بے سمجھ اور بے علم تھے، اس وجہ سے وہ ثواب سمجھ کر کرتے تھے۔ اور آپ تو سمجھدار ہیں، علم بھی رکھتے ہیں۔ پھر آپ ایسی گمراہی میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ آپ کی آخرت کے لئے ٹھیک نہیں

Marfat.com

ہے۔ اور آپ یہ خیال بھی نہ کرنا کہ سارے ہندوستان میں تعزیئے بن رہے ہیں تو پھر یہ لوگ بند کیوں نہیں کرتے۔ یہ آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے لیکن تابوت بند نہیں ہوتے ہیں اس کی بھی ایک خاص وجہ ہے۔ اور اس وجہ کو بھی کان لگا کر خوب دھیان سے سُن لو۔

حق پرست علمائے دین کا سمجھانا ہمارے مسلمان بھائیوں کے لئے اکثر جگہ جو بے کار ثابت ہو رہا ہے اس کا سبب ہمارے اکثر جاہل جیب بھر و پیر اور پیٹ بھرو مولوی، مُلّا اور صوفی ہیں۔ یہ لوگ صرف مال ملیدہ کھانے کے اور نذرانہ لینے کے مسلمان ہیں۔ اگر جہالت کی رسمیں بند ہو جائیں تو ان لوگوں کو ملتا ہوا مال ملیدہ اور نذرانے بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ جاہل اَن پڑھ مسلمانوں کو بہکانے کے لئے وہ جان توڑ محنت کرتے ہیں۔ وہ چلّا چلّا کر اس طرح سمجھاتے ہیں کہ ہماری یہ رسمیں ہمارے بڑے بوڑھوں کے زمانے سے یعنی باپ دادا کے خاندانوں سے چلی آ رہی ہیں۔ کیا وہ مسلمان نہیں تھے، کیا وہ بے وقوف اور جاہل تھے، پہلے اسلام نہیں تھا، شریعت نہیں تھی کتابیں نہیں تھیں۔ ملا اور مولوی نہیں تھے۔ عالم اور مفتی نہیں تھے۔ اور واعظین نہیں تھے جو آج یہ لوگ نئے نئے مسئلے نکال کر ہماری پُرانی رسموں کو بند کرانا چاہتے ہیں۔ تم لوگ ہرگز ان لوگوں کی باتوں میں نہ آنا۔ تم جانتے نہیں ہو یہ سب وہابیوں کی باتیں ہیں۔ ان لوگوں کو سرکار کی طرف سے تنخواہ ملتی ہے یا فلاں فلاں جماعت کی طرف سے ان کو وظیفہ ملتا ہے۔ اللہ کی پناہ! اپنے نفس کی خاطر کیسے کیسے بہتان اللہ کے نیک بندوں پر لگائے جاتے ہیں۔ خدا مسلمانوں کی آنکھیں کھولے کہ وہ حق بات کو سمجھنے لگیں، اور پیٹ پرست، خود پرست اور نفس پرست لوگوں سے بچیں اور ہر

Marfat.com

بری رسم کو بند کر دیں اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی بند کرا دینے کے لیے سمجھائیں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ پاک ضرور حق پرستوں کی مدد فرمائیگا۔ یہ ہے وہ وجہ جو تعزیہ اور رسمیں بند نہیں ہوتیں۔

قرآن شریف کے چوتھے پارہ میں سورہ آل عمران کے پندرھویں[۱۵] رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۴۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔"

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ تو نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ اب آپ یا آپ کے مولوی صاحب کسی آیت سے، یا حدیث سے، یا حنفی مذہب کی کسی "معتبر" کتاب سے یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ تابوت و تعزیہ بنانا نیک کام ہے۔ یا اسکی نیاز و نذر کرنا نیک کام ہے۔ یا اس میں رقم خرچ کرنا نیک کام ہے، یا وہاں پر ناچنا کودنا نیک کام ہے۔ یا ریچھ، بندر بننا نیک کام ہے، یا جیتے جی منہ کالا کرنا نیک کام ہے اور مردوں کا غیر عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کا غیر مردوں کے ساتھ مل جل کر خلط ملط ہو کر جانوروں کی طرح ماتم کرنا یا بازاروں میں پھرنا نیک کام ہے! ڈھول تاشے، نقارے اور شہنائیاں بجانا نیک کام ہے؟ دھمال، اور شور و غل کرنا اور نوحے پڑھنا نیک کام ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کام نیک نہیں ہے۔ اور حنفی مذہب میں سب کے سب حرام اور ناجائز اور برے ہیں۔ تو پھر آپ کی عقل کہاں غارت ہو گئی ہے کہ آپ ان باتوں کو چھوڑتے نہیں اور باوجود علم ہونے کے، سمجھنے اور جانتے ہوئے بھی گمراہی کے کام کرتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔

Marfat.com

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں لے لیا ہے ۔ پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے "

حضرت ابنِ عباس اور ابن مسعود اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے ایمان کے بدلے میں کفر قبول کیا ۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے ۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہدایت پر گمراہی کو یہ پسند کرتے ہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ منافق ہدایت سے ہٹ کر گمراہی پر آگئے ۔ اور ہدایت کے بدلے گمراہی لے لی ۔ اُن کے دلوں پر مہر کر دی گئی ۔ ہدایت سے بھرے ہوئے گلستاں میں سے نکل کر گمراہی کے خارزار میں اور جماعت کے مضبوط قلعے سے نکل کر تنگ جیلخانہ میں اور امن کے وسیع میدان سے نکل کر خوف کی اندھیری کوٹھری میں اور سنت کے پاک گلشن سے نکل کر بدعت سے بھرے ہوئے مردہ جنگل میں آگئے (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل صفحہ ۶۵)

تعزیہ میں تین باتیں کثرت سے ہوتی ہیں ۔ ایک تو کھیل کود ۔ دوسری نوحہ گری تیسری فضول خرچی ۔

قرآن کریم کے ساتویں پارہ میں سورہ انعام کے آٹھویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۷۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

"انہیں چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا

Marfat.com

بنا رکھا ہے اور دنیاوی زندگی نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے"

یہ آیت شریفہ کھیل تماشے کرنے اور کرانے والوں کے لئے ممانعت کے بارے میں بس ہے۔ اب آئیے نوحہ کرنے والوں اور نوحہ کرنے والی عورتوں کے لئے جو وعید آئی ہے اس کو بھی سن لو۔

حدیث:۔ ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایام جہالت کی چار باتیں ہیں جن کو میری اُمت کے لوگ نہیں چھوڑیں گے حسب پر فخر کرنا، نسب پر طعن کرنا، ستاروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا چوتھا نوحہ کرنا (صحیح مسلم شریف جلد اول ص۱۵۲ حدیث نمبر ۹۳۶ جنازہ کے بیان میں، اور کچھ الفاظ کے ہیر پھیر سے ترمذی شریف جلد اوّل ص۱۹۴ حدیث نمبر ۹۰۷ جنازہ کے بیان میں بھی ہے)

حدیث:۔ حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے گریبان چاک کرنے والی عورت، منہ نوچنے والی اور واویلا کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف ص۲۴۳ حدیث نمبر ۱۶۰۵ جنازہ کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں جو (غم میں اپنے) رُخساروں پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے (یعنی ہائے واویلا کرے) (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ نمبر ۵ ص۲۸۸ حدیث نمبر ۱۱۹۸ جنازہ کے بیان میں۔ صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۸ حدیث نمبر ۸۳ کتاب الایمان

Marfat.com

اور ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۱۹۳ حدیث ۹۰۵ جنازہ کے بیان میں اور ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۴۳ حدیث ۱۶۰۴ جنازہ کے بیان میں بھی ہے)

حدیث :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جاہلیت کی سی پکاریں پکارے وہ جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ لوگوں نے پوچھا حضورؐ! اگرچہ وہ روزہ دار اور نمازی ہو تو؟ آپؐ نے فرمایا اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو اور روزے بھی رکھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہو (تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل صفحہ ۷۶ سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں)

میرے عزیز دوست جب کسی کے گھر میں بوڑھے یا جوان یا کسی بچے کی میت ہو جاتی ہے تو جو زندہ ہیں وہ بھی مُردے کی مثال نظر آتے ہیں اور اڑوس پڑوس میں رہنے والے بھی ایسے نظر آتے ہیں جیسا کہ اُن کو سانپ سونگھ گیا ہے۔ کسی کے چہرے پر رونق یا ہنسی نظر نہیں آتی اور سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس وقت کوئی نہیں ناچتا اور کوئی نہیں کودتا۔ کوئی ڈھول تاشے شہنائیاں نہیں بجاتا، کوئی کھیل تماشے نہیں کرتا، کوئی ریچھ یا بندر نہیں بنتا، کوئی نہیں ہنستا کوئی نہیں ہنساتا، کوئی اچھے اچھے کپڑے بھی نہیں پہنتا، کسی کو شربت بھی نہیں بھاتا اور سب کے سب لوگ ایسے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ان لوگوں کے اوپر کوئی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔

لیکن حضرت امام حسینؓ عالی مقام کی شہادت پر طرح طرح کے کھیل اور تماشے کرتے ہیں، ریچھ اور بندر بنتے ہیں، کودتے اُچھلتے ہیں، ڈھول تاشے اور شہنائیاں بجاتے ہیں، اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، چائے پان، سگار، حلوہ پوری اور

Marfat.com

شربت مزے سے کھاتے پیتے ہیں، آپس میں ایک دوسروں کا مذاق اڑاتے ہیں طرح طرح کے گانے گاتے ہیں، ناچنے اچھلنے پر ایک دوسرے کو واہ واہ کی داد دیتے ہیں۔ کسی کے چہرے پر سوائے خوشی کے غم کے آثار تک نظر نہیں آتے۔ اب یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ جب ہمارے گھر میں کوئی مر جائے تو ہم لوگ مُردے کی مثال چپ چاپ رنجیدہ ہو کر بیٹھے رہیں۔ اور جنت کے جوانوں کے سردار امام حسین عالی مقام رضی اللہ عنہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لاڈلے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لخت جگر اور نورِ نظر تھے انکی شہادت پر کھیل اور تماشے کرتے ہوئے ان لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ اتنا کرنے کے باوجود بھی اپنے آپ کو مسلمان اور عاشق رسول صلعم سمجھتے ہیں۔ جس طرح حضرت امام حسینؓ عالی مقام کو کوفیوں نے شہید کیا اور اُن کی شہادت پر ناچے کودے، کھیلے اور تماشے کئے۔ اس کے باوجود اپنے آپ کو عاشقِ رسولؐ سمجھتے تھے۔

تیسری برائی فضول خرچی ہے۔ ہندوستان کے مسلمان بھائی جتنی رقم تعزیہ بنانے میں خرچ کرتے ہیں اتنی رقم شاید کسی اور کام میں خرچ نہیں کرتے، بجائے تابوت کے یہ رقم اگر دینی مدرسوں میں خرچ کرتے یا اپنے بچوں کے لئے اسکولیں بناتے یا غریبوں کو دیتے، یا محتاجوں کو دیتے، فقیروں کو دیتے، یتیموں کو دیتے، بیواؤں کو دیتے، مسافروں کو دیتے، قرضداروں کا قرض ادا کرا دیتے پھر اس کا ثواب واسطے اللہ کے امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو بخش دیتے تو کتنا اچھا ہوتا —!

تعزیہ میں پیسہ خرچ کرنے سے کچھ بھی ثواب نہیں ملتا بلکہ آخرت میں عذاب

Marfat.com

ہوگا۔ کیونکہ تعزیہ بنانے سے دین میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ تعزیہ کی گھما گھمی اور دھوم دھام میں جتنی رقم خرچ ہوتی ہے وہ فضول خرچ ہوتی ہے اور فضول خرچ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی بتایا ہے۔

قرآن مجید کے پندرھویں ۱۵ پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۶-۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچ کر کے مال کو نہ اڑاؤ۔ کیونکہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں"

اے میرے مسلمان بھائیو اور میری مسلمان بہنو۔ اب سن لو، تابوت و تعزیہ اور غم کے اندر ماتم کرنے کے بارے میں فتوے۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اگر امام حسینؓ کی شہادت کی وجہ سے اس دن کو غم والم کا دن تصور کیا جائے تو پیر کا دن اس سے بھی زیادہ غم کرنے کا دن ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی دن ہوئی ہے اور اسی روز حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے بھی وفات پائی ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص۴۵۵
روزہ یومِ عاشورا پر طعن کے بیان میں)

محدّث علّامہ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ

فقہائے کرام نے تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ ہر سال سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم کرنے میں آتا ہے وہ مکروہ تحریمی ہے (یعنی حرام کے نزدیک ہے)

(مجمع البحار حصہ تیسرا صفحہ ۵۵)

محدّث علّامہ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

خبردار! خبردار! عاشوراء کے دن رافضیوں کی بدعتوں میں ہرگز مشغول نہ ہونا جیسا کہ مرثیہ خوانی، چلانا، ماتم کرنا، یہ سب کام مسلمانوں کے نہیں ہیں۔

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۲)

محدّث شاہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اہلِ سُنّت کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ عاشوراء کے دن فرقہ روافض کی نکالی ہوئی بدعتیں جیسے کہ مرثیہ اور ماتم اور نوحہ وغیرہ سے بچتا رہے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یہ سب کام ہم مسلمانوں کے نہیں ہیں۔

(شرح سفر السعادت صفحہ ۵۴۳)

Marfat.com

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوےٰ

محرم میں تعزیہ بنانا اور بناوٹی قبریں بنانی، اُن پر منت چڑھانی اور ربیع الثانی (یعنی گیارھویں کے مہینے) میں مہندی روشن کرنی اور اس پر منتیں چڑھانی شرک ہے۔
(فتاویٰ عزیزیہ حصہ اوّل صہ ۱۴۷)

میرے عزیز دوستو! میں آپ کو کیا بتاؤں اور کیا نہ بتاؤں میری تو عقل حیران ہے کہ اتنے اتنے ثبوت ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو سُنّی اور حنفی کہلانے والے توبہ نہیں کرتے اور اپنی آنکھیں بند کرکے گمراہوں کی اندھی تقلید کر رہے ہیں۔

مجموعۂ فتاویٰ جلد دوم صہ ۱۰۶ میں لکھا ہے کہ تابوت اور اسکے سامنے جتنے کام ہو رہے ہیں یہ سب کام بدعت اور منع ہیں۔ اسکا کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے۔

خطبۂ حنفیہ، وعظ ۱۶ صہ ۱۲۷ کے اندر تابوت بنانے کو حرام لکھا ہے۔

میرے عزیز دوستو! حنفی مذہب کے ماننے والے تمام علمارِ دین تابوت کو ناجائز، منع، گمراہی، اور حرام بتاتے ہیں۔ اس مسئلہ میں دیوبندی اور بریلوی علمار کا بھی اتفاق ہے۔ یعنی دونوں طرف کے علمار تابوت بنانے سے یا اس میں شامل ہونے سے، یا اس کی مدد کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اب سُنئے بریلوی علمار کے فتوے۔

Marfat.com

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ

علم، تعزیہ، ابرک، مہندی جیسے طریقے جاری کرنا بدعت ہے بدعت سے اسلام کی شان بڑھتی نہیں۔ تعزیہ کو حاجت کو پورا کرنے والا ماننا جہالت پر جہالت ہے۔ اس کی منت ماننا بیوقوفی اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنانہ وہم ہے۔ مسلمانوں کو ایسی حرکت سے بچنا چاہیئے۔

(رسالہ محرم و تعزیہ داری ص۵۹)

محرم میں کالے اور ہرے رنگ کے کپڑے (پہننا) غم کی نشانی ہے اور غم حرام ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول ص۹۰)

حضرت مولانا مصطفیٰ صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ بنانا بدعت ہے، اس سے اسلام کی شوکت یا دبدبہ نہیں بڑھتا بلکہ مال کو فضول پھینک دینا ہے۔ اس کے لئے سخت سزا کی وعید (یعنی دھمکی) آئی ہے۔

(رسالہ محرم و تعزیہ داری
صفحہ نمبر ۶)

Marfat.com

حضرت مولانا محمد عرفان رضوی صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ بنانا اور اس پر پھول ہار چڑھانا وغیرہ سب کام ناجائز اور حرام ہیں۔

(عرفانِ ہدایت ص۹)

حضرت مولانا حشمت علی صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ داری جس طریقہ سے چالو ہے اس میں کتنے گناہ خلاف شریعت باتوں کا مجموعہ ہیں۔ گناہ ناجائز بہت بُری بدعت ہے۔ اللہ کے عذاب کا سبب اور رافضیوں کا طریقہ، اور شریعت سے ناواقف اور بے علم کے سوا کوئی جائز نہیں کہتا۔ حضور اقدس سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر ایک بدعت گمراہی ہے، ہر ایک گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے۔ دوسری حدیث میں ہے ہر ایک بُرا کام نئی پیدا کی ہوئی راہ ہے۔ اور ہر ایک نئی پیدا کی ہوئی راہ بدعت ہے اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے (مشکوٰۃ) اس لئے ہر ایک تعزیہ بنانیوالا رکھنے والا، اس میں پیسے دینے یا خالی مدد کرنے والا اس کے اوپر تیری یعنی نیاز چڑھانے والا، فاتحہ دینے والا، سب گنہگار اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ یہ سب باتیں عذاب کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گناہ اور ظلم کے کاموں میں مدد نہ

Marfat.com

کرو۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی خطرناک بدعت سے اور بُرے کاموں سے تمہارے لئے بچنا ضروری ہے حدیث کے مطابق بچے اور دور رہے۔ اور کسی طرح بھی اس میں شریک نہ ہووے۔
(مجمع المسائل حصّہ اوّل ص۱۱۹)

حضرت مولانا امجد علی رضوی صاحب بریلوی کا فتویٰ

تعزیہ داری کے واقعاتِ کربلا کے سلسلہ میں طرح طرح کے ڈھانچے بناتے ہیں اور ان کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ پاک کی شبیہ کہتے ہیں۔ کہیں تخت بنائے جاتے ہیں کہیں زری بنتی ہے اور علم شدے نکالے جاتے ہیں، ڈھول تاشے اور قسم قسم کے باجے بجائے جاتے ہیں، تعزیوں کا بہت دھوم دھام سے گشت ہوتا ہے۔ آگے پیچھے ہونے میں جاہلیت کے سے جھگڑے ہوتے ہیں۔ درخت کی شاخیں کاٹی جاتی ہیں۔ کہیں چبوترے کھدوائے جاتے ہیں۔ تعزیوں سے منتیں مانی جاتی ہیں۔ سونے چاندی کے علم چڑھائے جاتے ہیں۔ ہار پھول ناریل چڑھائے جاتے ہیں وہاں جوتا پہن کر جانے کو گناہ جانتے ہیں بلکہ اس شدت سے منع کرتے ہیں کہ گناہ پر بھی ایسی ممانعت نہیں کرتے۔ چھتری لگانے کو بہت بُرا جانتے ہیں۔ تعزیوں کے اندر دو بناوٹی قبریں بناتے ہیں۔ ایک پر سبز غلاف اور دوسری پر سُرخ غلاف ڈالتے ہیں۔ اور سبز غلاف

Marfat.com

والی قبر کو حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی قبر اور سُرخ غلاف والی کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شبیہ یا قبر بتاتے ہیں اور وہاں شربت ملیدہ وغیرہ پر فاتحہ دلواتے ہیں۔ یہ تصور کر کے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے روضۂ اقدس پر فاتحہ دلا رہے ہیں پھر یہ تعزیے دسویں تاریخ کو بناوٹی کربلا میں لے جاکر دفن کرتے ہیں۔ گویا یہ جنازہ تھا جسے دفن کر آئے۔ پھر تیجہ، دسواں، چالیسواں سب کچھ کیا جاتا ہے اور ہر ایک خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔ حضرت قاسمؓ کی مہندی نکالتے ہیں گویا اُن کی شادی ہو رہی ہے۔ مہندی رچائی جائے گی۔

اور اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں کوئی پیک بنتا ہے جس کی کمر سے گھنگرو بندھے ہوتے ہیں، گویا یہ حضرت امام عالی مقام کا قاصد اور ہرکارہ ہے جو یہاں سے خط لے کر ابنِ زیاد یا یزید کے پاس جائے گا اور وہ ہرکاروں کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ کسی بچے کو فقیر بناتے ہیں، اس کے گلے میں جھولی ڈال دیتے ہیں اور گھر گھر سے بھیک منگواتے ہیں۔ کوئی سقہ بنایا جاتا ہے، چھوٹی سی مشک اس کے کندھے سے لٹکتی ہے، گویا یہ دریائے فرات میں سے پانی بھر لائے گا۔ کسی علم پر مشک لٹکتی ہے اور اس میں تیر لگا ہوتا ہے۔ گویا کہ حضرت عباس علمدار ہیں کہ دریائے فرات سے پانی لا رہے ہیں اور یزیدیوں نے مشک کو تیر سے چھید دیا ہے۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کی جاتی

Marfat.com

ہیں۔ یہ سب لغو اور خرافات ہیں۔ ان سے ہرگز سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ خوش نہیں ہیں۔ یہ تم خود غور کرو کہ انہوں نے احیائے دین وسنت کے لئے یہ زبردست قربانیاں دیں اور تم نے معاذ اللہ اس کو بدعت کا ذریعہ بنا لیا۔ بعض جگہ اسی تعزیہ داری کے سلسلہ میں بُراق بنایا جاتا ہے جو عجیب قسم کا مجسمہ ہوتا ہے۔ کچھ حصہ انسانی شکل کا ہوتا ہے اور کچھ حصہ جانور کا سا۔ شاید یہ حضرت عالی مقام کی سواری کے لئے ایک جانور ہوگا۔ کہیں دُلدل یعنی گھوڑا بنتا ہے کہیں بڑی بڑی قبریں بنتی ہیں۔ بعض جگہ آدمی بندر، ریچھ اور لنگور بنتے ہیں اور کودتے پھرتے ہیں جن کو اسلام تو اسلام انسانی تہذیب بھی جائز نہیں رکھتی۔ ایسی بُری حرکت اسلام ہرگز جائز نہیں رکھتا افسوس کہ محبت اہلِ بیت کرام کا دعویٰ اور ایسی بے جا حرکتیں!

یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنا لیا۔ اس سلسلہ میں نوحہ اور ماتم بھی ہوتا ہے اور سینہ کوبی ہوتی ہے اتنے زور سے سینہ کوٹتے ہیں کہ ورم ہو جاتا ہے۔ سینہ سُرخ ہو جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو زنجیروں اور چھریوں سے ماتم کرتے ہیں کہ سینے سے خون بہنے لگتا ہے۔ تعزیوں کے پاس مرثیہ پڑھا جاتا ہے اور تعزیہ جب گشت کو نکلتا ہے، اس وقت بھی اس کے آگے مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔ مرثیہ میں غلط واقعات نظم کیے جاتے ہیں۔ اہلِ بیت کرام کی بے حرمتی اور بے صبری اور جزع فزع کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اکثر

Marfat.com

مرثیے رافضیوں ہی کے ہیں۔ بعض میں تبرا بھی ہوتا ہے مگر اس رد
میں سنّی بھی ایسے بے تکلّف پڑھ جاتے ہیں انہیں اس کا خیال بھی
نہیں ہوتا کہ کیا پڑھ رہے ہیں ۔ یہ سب ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔
(بہار شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۲۶۷)

میرے عزیز دوستو! تابوت اور گھوڑا بنانا بدعت ہے اس سے مراد مانگنا اور اُسے حاجت پوری کرنے والا سمجھنا کفر ہے۔ اس کی منّت ماننا، اس پر ناریل اور پھول چڑھانا یا اور کوئی نیاز وغیرہ چڑھانا شرک ہے اس کی تعظیم و تکریم کرنا اور قابلِ ثواب سمجھنا بُت پرستی ہے۔ اس تابوت اور گھوڑا بنانے میں یا ناچنے کودنے میں اور نوحہ گیری کرنے میں یا مرثیے پڑھنے میں کوئی قابلِ ثواب بات نہیں ہے۔ یہ سب کام شریعت کے بالکل خلاف ہیں اور پہلے درجے کی گمراہی کے طریقے ہیں۔

☆

Marfat.com

(۴۷)

بُت پرستی کا انجام

قرآن شریف کے پہلے پارہ میں سورہ بقرہ کے چھٹے رکوع کے اندر آیت نمبر ۵۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو۔ اور اپنے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو۔ تمہاری بہتری خدا کے نزدیک اسی میں ہے۔ وہ تمہاری توبہ قبول کرے گا۔"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو لے کر یہاں سے راتوں رات نکل جا۔ آپ راتوں رات انہیں لے کر روانہ ہو گئے صبح فرعونیوں نے دیکھا کہ رات کو سارے بنی اسرائیل چلے گئے تو فرعون کو جا کر خبر کر دی۔ اس نے سارے ملک میں خبر بھیجکر فوجیں طلب کر لیں۔ اور بہت بڑی جمعیت کے ساتھ اُن کا پیچھا کیا۔ راستے میں جو دریا بیچ میں آتا تھا اس کی طرف خدا کی وحی پہنچی کہ تجھ پر جب میرے بندے موسیٰ کی لکڑی پڑے تو تو انہیں راستہ دے دینا تجھ میں بارہ ۱۲ راستے ہو جائیں، تاکہ بنی اسرائیل کے بارہ ۱۲ قبیلے الگ الگ اپنی راہ

Marfat.com

لگ جائیں۔ پھر جب یہ پار ہوجائیں اور فرعونی اندر آجائیں تو تو مل جانا اور ان میں سے ایک کو بھی بغیر غرق کئے نہ چھوڑنا۔ موسیٰ علیہ السلام جب دریا پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ موجیں مار رہا ہے۔ پانی چڑھا ہوا ہے۔ شور اٹھ رہا ہے، تو گھبرا گئے اور لکڑی مارنا بھول گئے۔ دریا بیقرار تھا کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اس کے کسی حصہ پر موسیٰ علیہ السلام لکڑی ماردیں اور اسے خبر نہ ہو، تو عذاب خدا میں بسبب نافرمانی کے پھنس جائے اتنے میں فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کے قریب آپہنچا، یہ گھبرا گئے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے۔

لو موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے۔ اب آپ وہ کیجئے جو خدا کا آپ کو حکم ہے۔ یقیناً نہ تو خدا جھوٹا ہے اور نہ آپ جھوٹے ہیں۔ آپ نے تو فرمایا تھا کہ مجھے حکم کیا گیا ہے کہ جب تو دریا پر پہنچ جائے تو وہ تجھے بارہ[۱۲] راستے دے دیگا، تو گزر جانا۔

اسی وقت یاد آیا کہ لکڑی مارنے کا حکم ہوا ہے چنانچہ لکڑی ماری، ادھر فرعونی لشکر کا اوّل حصہ بنی اسرائیل کے آخری حصے کے قریب قریب آچکا تھا کہ دریا خشک ہوگیا اور اس میں بارہ راستے ہوگئے اور آپ اپنی قوم کو لئے ہوئے اس میں بے خطر اُتر گئے اور آرام کے ساتھ جانے لگے۔ جب بنی اسرائیل سمندر سے پار ہوگئے تو فرعونی سپاہی اُن کے پیچھے دریا میں اُترے اور جب یہ سارا لشکر دریا میں اتر گیا تو فرمانِ خدا کے مطابق دریا پھر رواں ہوگیا۔ یعنی اصلی حالت میں بہنے لگا اور سب کو ایک ہی وقت میں غرق کردیا۔

بنی اسرائیل اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اُس وقت اُنہوں نے کہا اے نبی اللہ! ہمیں کیا خبر کہ فرعون بھی مرگیا یا نہیں۔ آپ نے اللہ سے

Marfat.com

دعا کی اور دریا نے فرعون کی بے جان لاش کو کنارے پر پھینک دیا جسے دیکھ کر اُن کو یقین کامل ہو گیا کہ ان کا دشمن مع اپنے لشکر کے تباہ ہو گیا۔ اب یہاں سے آگے چلے تو دیکھا کہ ایک قوم اپنے بتوں کی مجاور بن کر بیٹھی ہے۔ یعنی پوجا پاٹ کر رہی ہے تو کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے بھی کوئی معبود مقرر کر دیجئے (ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں کے لئے قابلِ غور بات ہے کہ تھوڑی سی دیر یا کوئی خاص وقت بھی نہ گزرا تھا کہ شیطان نے اُن کے دل میں بُت پرستی کی محبت ڈال دی۔ اللہ کے رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام اُن کے ساتھ موجود ہیں سینکڑوں معجزے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے بھی وہ بت پرستی کی مانگ کر رہے ہیں۔ مسلمانو! آج حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو قریباً چودہ سو سال ہونے کو آئے۔ کیا ابھی تک شیطان نے ہم کو کچھ بھی نہیں بہکایا ہوگا۔ اس بات کو خوب اچھی طرح سوچیں)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر فرمایا کہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو تم لوگوں نے اتنی بڑی بڑی عبرتناک نشانیاں دیکھیں۔ ایسے اہم واقعات سُنے لیکن نہ اب تک عبرت ہوئی اور نہ غیرت آئی۔

وہاں سے آگے چل کر ایک منزل پر آپ نے قیام کیا اور وہاں اپنا خلیفہ حضرت ہارون علیہ السلام کو بنا کر قوم سے خطاب فرمایا کہ میری واپسی تک اُن کی فرمانبرداری کرتے رہنا، میں اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں، تیس دن کا اُس کا وعدہ ہے۔ چنانچہ قوم سے الگ ہو کر وہ وعدہ کی جگہ پہنچے اور تیس دن رات کے روزے پورے کر کے خدا سے باتیں کرنے کا دھیان پیدا ہوا لیکن یہ سمجھ کر کہ روزوں

Marfat.com

کی وجہ سے مُنہ سے بدبو نکل رہی ہے، تھوڑی سی گھاس لے کر آپ نے چبالی۔ اللہ تعالیٰ نے باوجود علم کے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ صرف اسلئے خدایا کہ تجھ سے باتیں کرتے وقت میرا مُنہ خوشبودار معلوم ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو مجھے مشک وعنبر کی خوشبو سے زیادہ اچھی لگتی ہے۔ اب تو دس روزے اور رکھ پھر مجھ سے بات چیت کرنا۔ آپ نے روزے رکھنا شروع کر دیئے۔

قوم پر تیس دن گزر گئے اور حسب وعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس نہ آئے تو وہ غمگین رہنے لگے۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے ان میں وعظ کیا اور فرمایا کہ جب تم مصر سے چلے تھے تو قبطیوں کی رقم تم میں سے بعض کے اوپر اُدھار تھی۔ اسی طرح اُن کی امانتیں بھی تمہارے پاس رہ گئی ہیں۔ یہ ہم انہیں واپس تو نہیں کر سکتے۔ لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ ہماری ملکیت میں رہیں۔ اس لئے تم ایک گہرا گڑھا کھود دو۔ اور جو اسباب، برتن، زیور، سونا چاندی وغیرہ ان کا تمہارے پاس ہے سب اس میں ڈال دو اور آگ لگا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ انکے ساتھ سامری نامی ایک شخص تھا۔ یہ گلے اور بچھڑے پوجنے والوں میں سے تھا۔ بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا لیکن پڑوسی ہونے کی وجہ سے اور فرعون کی قوم میں سے نہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی اُن کے ساتھ وہاں سے نکل آیا تھا۔ اُس نے کسی نشان سے کچھ مٹی میں اٹھا لیا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا تو بھی اسے ڈال دے اس نے جواب دیا کہ یہ تو اس کے اثر سے ہے جو تمہیں دریا سے پار کر دیا گیا۔ خیر میں اسے ڈال دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اس سے وہ بنجائے

Marfat.com

جو میں چاہتا ہوں۔
آپ نے دعا کی۔ اور اس نے اپنی مٹھی میں جو تھا اُسے ڈال دیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اس کا بچھڑا بن جائے۔ قدرتِ خدا سے اس گڑھے میں جو تھا وہ ایک بچھڑے کی صورت میں ہو گیا۔ جو اندر سے پولا (یعنی کھوکھلا) تھا۔ اس میں روح نہیں تھی لیکن ہوا اس کے پیچھے کے سوراخ سے جا کر مُنہ سے نکلتی تھی۔ اس سے ایک آواز پیدا ہوتی تھی۔ بنی اسرائیل نے پوچھا سامری یہ کیا ہے۔ اس بے ایمان نے کہا یہی تمہارا رب ہے لیکن موسیٰ ؑ راستہ بھول گئے اور دوسری جگہ رب کی تلاش میں چلے گئے۔ اس بات نے بنی اسرائیل کے کئی فرقے کر دیئے۔ ایک فرقہ نے تو کہا کہ حضرت موسیٰ ؑ کے آنے تک اس کی بابت کوئی بات طے نہیں کر سکتے، ممکن ہے یہی خدا ہو تو ہم اس کی بے ادبی کیوں کریں۔ اور اگر یہ رب نہیں ہے تو موسیٰ علیہ السلام کے آتے ہی یہ حقیقت کھل جائے گی۔ دوسری جماعت نے کہا محض واہیات ہے۔ یہ شیطانی حرکت ہے۔ ہم اس لغویت پر مطلقاً ایمان نہیں رکھتے۔ نہ یہ ہمارا رب نہ اس پر ہمارا ایمان۔ ایک پاجی فرقہ نے اس کو دل سے مان لیا تھا اور سامری کی بات پر ایمان لے آئے اور حق کو جھٹلا دیا (میرے عزیز دوست! کوئی شخص کیسی بھی گمراہی کی رسم نکالے اس کو دنیا میں بعض لوگ تو یقیناً مان لیتے ہیں)
حضرت ہارون علیہ السلام نے اسی وقت سب کو جمع کر کے فرمایا۔ اے لوگو! یہ خدا کی طرف سے تمہاری آزمائش ہے تم اس جھگڑے میں کہاں پھنس گئے۔ تمہارا رب تو رحمان ہے۔ تم میری اطاعت کرو اور میرا کہا مانو! اُنہوں نے کہا آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ تیس دن کا وعدہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے ہیں اور آج چالیس

Marfat.com

دن ہونے کو آئے ہیں لیکن اب تک لوٹے نہیں۔ بعض بے وقوفوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ ان سے ان کا رب خطا کر گیا۔ اب وہ اس کی تلاش میں ہوں گے۔

ادھر دس روزے پورے ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ کو بتلایا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی قوم کا کیا حال ہے۔ آپ اسی وقت رنج اور افسوس اور غم و غصہ کے ساتھ واپس لوٹے اور یہاں آکر قوم سے بہت کچھ کہا سنا۔ اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر گھسیٹنے لگے غصے کی زیادتی کی وجہ سے (یہ بھی خیال نہ رہا کہ میرے ہاتھ میں کتنی مقدس چیز ہے اور) تختیاں بھی ہاتھ سے پھینک دیں۔ پھر اصل حقیقت معلوم ہو جانے پر اپنے بھائی سے معافی چاہی اور اُن کے لئے دعا کی۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام سامری کی طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے جواب دیا کہ خدا کے بھیجے ہوئے کے پاؤں تلے سے میں نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ یہ لوگ اسے پہچان نہ سکے اور میں نے جان لیا تھا میں نے وہی مٹی اس آگ میں ڈال دی تھی۔ میرے دل میں یہی بات آئی۔ آپ نے فرمایا کہ جا اس کی سزا دنیا میں تو یہی ہے کہ تو یہی کہتا رہے کہ مجھے ہاتھ لگانا نہیں پھر ایک وعدہ کا وقت ہے جس کا خلاف ہونا ناممکن ہے (یعنی قیامت کے دن کا عذاب جو کچھ تجھے ہو گا وہ اس عذاب سے الگ ہے) اور تیرے دیکھتے ہوئے ہم تیرے اس معبود کو جلا کر اس کی خاک بھی بہا دیں گے۔ چنانچہ آپ نے یہی کیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کو یقین آگیا کہ یہ واقعی خدا نہ تھا۔ اب وہ بڑے شرمندہ ہوئے اور سوائے اُن مسلمانوں کے جو حضرت ہارون علیہ السّلام کے ہمعقیدہ تھے

Marfat.com

باقی لوگوں نے عذر و معذرت کی اور کہا اے نبی! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھول دے، جو وہ فرمائے گا ہم کریں گے تاکہ ہماری یہ زبردست خطا معاف ہو جائے۔ آپ نے بنی اسرائیل کے اس گروہ میں سے ستر آدمیوں کو چھانٹکر علیحدہ کیا اور توبہ کے لیے لے چلے وہاں زمین پھٹ گئی اور آپ کے سب ساتھی اسمیں دھنس گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فکر ہوئی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا۔ آپ نے گریہ وزاری اللہ تعالیٰ سے شروع کی اور دعا کی کہ اے خدایا اگر تو چاہتا تو اس سے پہلے ہی مجھے اور ان سب کو ہلاک کر دیتا۔ ہمارے بیوقوفوں کے گناہ کے بدلے تو ہمیں ہلاک نہ کر۔ آپ تو اُن کے ظاہر کو دیکھ رہے تھے، اور خدا کی نظریں اُن کے باطن پر تھیں۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تھے لیکن دراصل دلی عقیدہ ان کا اس بچھڑے کے رب ہونے پر تھا۔ ان ہی منافقین کی وجہ سے سب کو اس زمین میں دھنسا دیا تھا۔

نبی اللہ کی آہ وزاری پر رحمتِ خدا جوش میں آئی۔ اور جواب ملا کہ یوں تو میری رحمت سب پر چھائی ہوئی ہے لیکن ان لوگوں کی توبہ اُس وقت قبول ہو گی جب کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں۔ نہ باپ بیٹے کو دیکھے، نہ بیٹا باپ کو چھوڑے۔ آپس میں گتھ جائیں۔ ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے یہی کیا اور جو منافق لوگ تھے انہوں نے بھی سچے دل سے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی جو بچ گئے تھے وہ بھی بخشے گئے اور جو قتل ہوئے وہ بھی بخشے گئے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۶ صفحہ سورہ طٰہٰ کے دوسرے رکوع میں۔ اور اسی قسم کی دوسری آیت بھی اسی سورت میں ہے)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! یہ تھا بُت پرستی کا انجام کہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے ایک اندھیرا سا کر دیا پھر یہ سب کے سب آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے کیونکہ کسی کو پہچان نہیں سکتا تھا اندھیرے کی وجہ سے۔ پھر جو مر گئے وہ بھی بخش دیئے گئے اور جو بچ گئے وہ بھی بخش دیئے گئے۔ میرے عزیز دوست! اگر آپ سمجھ سکیں تو آج ہندوستان میں قومی جھگڑے جو ہوتے ہیں وہ سب ہمارے گناہوں کی سزا ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۹ صفحہ ۲۲ سورہ اعراف کے اٹھارویں رکوع میں)

میرے عزیز! آج ہم کو بھی تابوت، چھلّے اور قبر پرستی کی محبت نے اندھا اور بہرا بنا دیا ہے۔ ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کی بربادی اسی گمراہی کا نتیجہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اکثر اُمّتیوں کے دل میں جس طرح بچھڑے کی محبت گھس گئی تھی، اسی طرح ہندوستان کے اکثر مسلمانوں کے دل میں جہالت اور بے علمی کی وجہ سے کفر و شرک اور بدعت کی محبت گھس گئی ہے جو نکالے سے بھی نہیں نکلتی۔

Marfat.com

(۴۸)

بُت پرستی کیسے پھیلی؟

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے چوبیسویں[۲۴] رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۹۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو، پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن چیزوں کو تم پوجتے ہو مانا کہ پتھروں کے بُتوں کو تم نہیں پوجتے ہو بلکہ اُن کو جن کی یہ فرضی مورتیں ہیں۔ سو وہ بھی تمہاری ہی طرح خدا کے بندے ہیں اور پیدا کئے گئے ہیں اور حاجت مانگنے میں تمہارے ہی جیسے ہیں، پھر ان میں کونسی بات الوہیت (یعنی معبود بننے) کی ہے۔ اچھا اُن کو پکار دیکھو وہ تمہیں جواب دیتے بھی ہیں یا نہیں اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو۔ ورنہ محض غلط وہم کی پوجا کرتے ہو۔ اور اگر ان مورتیوں اور تراشے ہوئے پتھروں کو پوجتے ہو تو یہ تو بالکل بے وقوفی ہے کیونکہ وہ تم سے بھی زیادہ محتاج ہیں، تمہارے تو ہاتھ پاؤں آنکھ کان بھی ہیں یہ تو اُن سے بھی محروم ہیں۔ ان کے نہ پاؤں ہیں جن سے چل سکیں اور چل کر تمہاری مدد کو پہنچیں نہ ہاتھ ہیں کہ جن سے تمہارے دشمنوں کو روک سکیں۔ نہ تمہیں کچھ دے سکتے ہیں۔ اور

Marfat.com

نہ آنکھیں ہیں کہ تمہارا حال زار دیکھ کر تم پر رحم کریں۔ اور نہ کان ہیں کہ تم جو اُن کے نام کی دہائی دیتے ہو جسے پکارتے ہو۔ القیاس: یعنی دہائی کا شور مچاتے ہو (یعنی خدا کو چھوڑ کر جن جن کے نعرے لگاتے ہو) اے فلاں اے فلاں میری مدد کیجیو، بوقت مصیبت کہتے ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے یا اللہ کی جگہ یا فلاں فلاں پکارتے ہو (اس نیت سے کہ وہ) ان باتوں کو سُنتے ہیں اور مشرکین کے خیال میں یہ بات بھی جمی ہوئی تھی کہ اگر ہم ان کو نہ پکاریں نہ پوجیں اور اُن کی معمولی نذر و نیاز ادا نہ کریں تو یہ ہم کو نقصان پہنچائیں گے (تفسیر حقانی جلد ۲ صـ۱۷۹ سورہ اعراف کے چوبیسویں رکوع میں)

افسوس آج ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں کی بھی یہی حالت ہے۔ وہ ہر سال میں پیروں کے نام کا کچھ نہ کچھ نیاز و نذر کرتے ہیں اور اس کو ترک کرنے میں یہی باطل خیالات آڑے آ کر جم گئے ہیں کہ اگر ہم ان کا مقرر کیا ہوا ہر سال نذر و نیاز نہ کریں گے تو ہم کو نقصان ہوگا۔

آل ذی کلدع کا قبیلہ حمیر، نسر بُت کو مانتا تھا۔ یہ سب بُت دراصل قوم نوح ؑ کے صالحین، نیک بزرگ، اولیاء اللہ تھے۔ اُن کے مر جانے کے بعد شیطان نے اُس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ ان بزرگوں کی عبادت گاہوں میں اُن کی یادگار قائم کر لو۔ چنانچہ انہوں نے وہاں نشان بنا دیئے اور ہر بزرگ کے نام پر انہیں مشہور کر دیا جب تک وہ زندہ رہے تب تک تو اس جگہ کی پوجا پاٹ نہ ہوئی لیکن ان نشانات اور یادگار قائم کرنے والے لوگوں کے مر جانے کے بعد اور علم کے اُٹھ جانے کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے باقاعدہ ان جگہوں کی اور ان بزرگوں کے نام کی پوجا پاٹ

Marfat.com

کرنے لگے ۔ حضرت عکرمہ، حضرت ضحاک، حضرت قتادہ اور حضرت اسحٰق رحمۃ اللہ علیہم بھی یہی فرماتے ہیں۔

حضرت محمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگ عابد اللہ والے اولیاء اللہ تھے۔ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے سچے تابعدار، صالح اور نیک لوگ تھے۔ جن کی پیروی اور لوگ بھی کرتے تھے، جب یہ مر گئے تو ان کے ماننے والوں نے کہا کہ اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں تو ہمیں عبادت میں خوب دلچسپی رہے گی اور شوقِ عبادت ان بزرگوں کو دیکھ کر بڑھتا رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بزرگوں کی تصویریں بنا ڈالیں۔ جب یہ لوگ مر کھپ گئے اور ان کی نسلیں جو بعد میں نئی پیدا ہوئیں تو شیطان نے انہیں یہ گھٹی پلائی کہ تمہارے باپ دادے تو ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور ان سے بارش وغیرہ کی دعائیں مانگتے تھے چنانچہ انہوں نے بھی اب باقاعدہ شیطان کی بتائی ہوئی راہ پر ان بزرگوں کی تصویروں کی پرستش شروع کر دی۔ (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۲۹ صہ ۴۲ سورہ نوح کے دوسرے رکوع میں)

حدیث :- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بت قومِ نوح میں تھے بعد میں عربوں نے ان کی عبادت کی چنانچہ وَدّ قوم کلب کا بت تھا اور دومۃ الجندل میں رکھا ہوا تھا۔ اور سُوَاع قوم ہذیل کا بت تھا اور یغوث قوم مراد کا تھا پھر بنی غطیف کا ہو گیا جو مقام جُرف میں رہا جو سبا کے نزدیک ہے اور یعوق ہمدان کا بت تھا اور نسر حمیر کا بت تھا۔ یعنی آلِ ذی کلدع کا اور یہ سب نام قومِ نوح کے صالح اور نیک لوگوں کے تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جس مکان میں یہ لوگ رہا کرتے تھے اور

Marfat.com

اکثر بیٹھا کرتے تھے، وہاں پر ایک ایک بُت رکھ دو اور ان کا نام لگا دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب تک یہ لوگ زندہ رہے بتوں کی عبادت کسی نے نہیں کی اور جب یہ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کے بعد والوں نے ان بتوں کی عبادت شروع کر دی) (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ نمبر ۲۰ صفحہ ۶۲۹ حدیث نمبر ۲۰۲۲ سورہ نوح کی تفسیر میں)

میرے عزیز دوست! اُس زمانے میں تو نیک لوگ یعنی بزرگان دین اولیاء اللہ جہاں پر بیٹھا کرتے تھے اُس جگہ پر ایک ایک نشان کر کے اُن اولیاء اللہ کے نام سے کفر و شرک اور بدعت کرنے لگے تھے مگر افسوس ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمان بھائی تو ان لوگوں سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے۔ یعنی جو اولیاء اللہ ہندوستان میں کبھی نہیں آئے اور جو ہندوستان میں ہیں اُن کے نام سے بغیر ان کی عبادت گاہوں کے چلّے اور تربتیں بنا بنا کر اس کی نذر و نیاز ادب و تعظیم اسی طرح کر رہے ہیں جس طرح کہ پہلے لوگ کر چکے ہیں خود بھی گمراہ اور برباد ہو رہے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ اور برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً یہ بڑے پیر صاحب کا چلّہ ہے، یا یہ عین شاہ پیر کا چلّہ ہے۔ یا یہ داتار پیر کا چلّہ ہے۔ یا یہ داول شاہ پیر کا چلّہ ہے۔ اب آپ ہی سوچیں کہ یہ لوگ کس قدر جاہل اور بے علم ہیں۔ جو بغیر تربتوں کے اُن اولیاء اللہ کے نام سے کفر و شرک اور بدعتیں کر رہے ہیں وہ تربتوں کو بغیر بجائے کیسے چھوڑ دیں گے۔

حدیث:۔ اس خط کو میں شروع کرتا ہوں حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے خدا کے نام سے۔ یہ خط ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ جو خدا کے نبی اور رسول ہیں۔ نجران کے سردار کی طرف۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی میں تمہارے سامنے حمد و ثنا بیان کرتا ہوں پھر میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ بندوں کی عبادت کو چھوڑ کر خدا کی عبادت کی طرف آجاؤ اور بندوں کے والی پنے کو چھوڑ کر خدا کی ولایت کی طرف آجاؤ۔ اگر تم اسے نہ مانو تو جزیہ دو اور ماتحتی اختیار کرو۔ اگر اس میں بھی انکار ہو تو تمہیں لڑائی کا اعلان ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۳ صفحہ ۴۷ سورہ آل عمران کے چھٹے رکوع میں)

میرے عزیز دوست! وہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے مگر بزرگوں کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور نفع و نقصان کا دینے والا ہی سمجھ کر مانتے تھے جیسے آج ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمان اولیاء اللہ کو سمجھتے ہیں اور اسی کا نام شرک ہے۔

حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر علیہما السلام اور ان کے علاوہ جن عالم، عابد یعنی بزرگوں کی پرستش (یعنی پوجا پاٹ) یہ لوگ کرتے ہیں وہ تو خود اللہ کی اطاعت کرتے تھے اور شرک سے بیزار اور اس سے روکتے تھے۔ مگر ان کے بعد ان گمراہوں اور جاہلوں نے انہیں معبود بنا لیا (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۵ صفحہ ۳۸ سورہ زخرف کے چھٹے رکوع میں)

حدیث:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے اُس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو آپ کی قبر شریف ظاہر کر دی جاتی مگر میں خوف کرتی ہوں کہ وہ مسجد بنالی جائے گی (صحیح بخاری شریف، جلد اول پارہ ۵ صفحہ ۲۹۶ حدیث ۱۲۳۱ جنازہ کے بیان میں)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لات ایک شخص تھا جو حاجیوں کی مہمانی کیا کرتا تھا۔ اور ستو گھول کر کھلایا کرتا تھا (جب وہ مرگیا تو جس پتھر پر وہ بیٹھا کرتا تھا اس کو بُت کی صورت بنا کر لوگ پوجنے لگے اور اسی کا نام لات رکھا (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۲۰ صفحہ ۶ حدیث ۱۹۶۲ سورہ نجم کی تفسیر میں۔)

حدیث :۔ حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف تشریف لے چلے تو مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے گزرے۔ اس درخت کو ذاتِ انواط کہا جاتا تھا۔ اس پر وہ اپنے اسلحہ (یعنی ہتھیار) لٹکاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے لئے بھی ذاتِ انواط بنا دیجئے جیسا کہ ان کے لئے ذاتِ انواط ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ویسا ہی مطالبہ ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ ہم لوگوں کے لئے بھی چند معبود بنا دیجئے جس طرح ان کے لئے چند معبود ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں (یہود و نصاریٰ) کے طریقوں پر چلو گے (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۱ حدیث ۴۶ ابواب الفتن میں)

حدیث :۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے بہت سے قبیلے مشرکین سے نہ مل جائیں اور جب تک بتوں کو نہ پوجنے لگیں اور میری اُمت میں عنقریب تیس کذاب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک دعویٰ کریگا

Marfat.com

کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۸ حدیث ۸۶ ابواب الفتن میں)

ہائے افسوس! اتنا اتنا ثبوت اور ممانعت ہوتے ہوئے بھی قبر پرستی چلہ پرستی سرعام ہو رہی ہے۔

☆

Marfat.com

(۴۹)

قبروں پر عمارتیں پھول اور چراغ

حدیث :- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض الموت میں یہ فرماتے تھے۔ اللہ یہودیوں پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا لعنت بھیجتا ہے۔ اس لئے آپ کی قبر شریف کھلی نہ رکھی گئی کہ کہیں مسلمان پوجنے نہ لگیں (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۸ صفحہ ۲۱۳ حدیث ۱۵۵۵ آپ کی وفات کے بیان میں)

حدیث :- حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا خبردار ہو کہ تم سے پہلی اُمتوں نے اپنے انبیا اور نیک مُردوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا۔ تم ہرگز قبروں کو مسجد نہ بنانا۔ میں تم کو ان سے منع کرتا ہوں (مختصر) (صحیح مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۸۵ حدیث ۱۰۸۸ مساجد کے بیان میں)

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پختہ کرنے کی (یعنی پکی بنانے کی) ممانعت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۴۰ حدیث ۱۵۸۱ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے قبروں پر لکھنے کی ممانعت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف صنہ۲۴ حدیث ۱۵۸۲ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارتیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف صنہ۲۴ حدیث ۱۵۸۳ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ (یعنی پکی) کرنے، اس پر لکھنے، عمارت بنانے اور اس پر چلنے سے منع فرمایا ہے (ترمذی شریف جلد اوّل ۲۰۳ حدیث ۹۵۶ جنازہ کے بیان میں. صحیح مسلم شریف جلد اول ۱۵۶ حدیث ۹۷۳ جنازہ کے بیان میں ـــ اور ابوداؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ صنہ ۵۸۳ حدیث ۱۴۶۸ باب ۶۱۷ میں بھی ہے)

حدیث :- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو الہیاج اسدی سے فرمایا کہ تمہیں اسی کام پر میں بھیجتا ہوں جس کام پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا وہ یہ کہ کسی بڑی اونچی قبر کو برابر کئے بغیر نہ چھوڑو، نہ کسی مورت کو بغیر مٹائے رہنے دو (ترمذی شریف جلد اوّل ۲۰۲ حدیث ۹۵۴ جنازہ کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد اوّل ۱۵۶ حدیث ۹۷۲ جنازہ کے بیان میں، اور ابوداؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ ۵۸۱ حدیث ۱۴۶۱ باب ۶۱۳ میں بھی ہے)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قبر کو پختہ یعنی پکی بنانا اور اسے چونا گچ (یعنی پکا پلاسٹر) کرنا سلف صالحین مکروہ جانتے تھے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۴ ۴۳ سورہ مومن کے چوتھے رکوع میں)

Marfat.com

قبروں پر عمارتیں بنانا مکروہ ہے (عین الہدایہ جلد چہارم صفحہ ۲۹۵ باب الکراہت میں)

قبر پر کوئی عمارت بنانا اور بیٹھنا اور سونا اور اس کو پھلانگنا اور اس پر پیشاب پاخانہ کرنا یا معلوم ہونے کی کوئی علامت مثلاً کتابت وغیرہ کے بنانا مکروہ ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۳۳ جنازہ کے بیان میں)

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ قبروں پر عمارتیں بنانا مکروہ ہے (عین الہدایہ جلد اوّل صفحہ ۷۳ باب دفن المیت میں)

میرے عزیز دوست! تابوت اور چلوں میں ہزاروں روپے برباد کردیتے ہیں جہاں پر نہ تو کوئی مُردہ دفن ہے اور نہ کسی کی قبر۔ ایسے جاہل لوگ قبروں کو بغیر سجائے کیسے چھوڑ دیں گے ؟۔

جہاں کہیں کھودنے میں یا کسی جگہ پر کوئی پُرانی قبر نظر میں آئی تو اس کا نام رکھ لیا غیبن شاہ پیر اور لگے چندہ کرنے اور جاہلوں کو سمجھاتے کہ بھائی صاحب فلاں جگہ پر غیبن شاہ پیر کا مزار مبارک ظاہر ہوا ہے، اس پر گنبد اور عمارت بنانا ضروری ہے اور ثواب کا کام ہے تو آپ اس میں کیا امداد ارشاد فرماتے ہیں کیونکہ یہ تو دین کا کام ہے۔ بس جتنی قبریں اور روضے سجائے جاتے ہیں اتنا ہی وہاں کفر و شرک زیادہ ہونے لگتا ہے۔ یہ ہے ہمارے ہندوستان کے اکثر مسلمان بھائیوں کی جہالت۔

اے عزیز میرے! اب سُنیئے قبروں پر پھول ڈالنا اور چراغ وغیرہ جلانا

Marfat.com

کیسا ہے ــــ؟

حدیث :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر سے گزرے تو آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہ بچتا تھا (یعنی پیشاب کے چھینٹوں کی کچھ احتیاط نہ رکھتا تھا) اور دوسرا چغلخوری کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! یہ آپ نے کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ دونوں (لکڑیاں) خشک نہ ہوں عذاب اُن پر کم رہے گا (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ اول صـ۱۲۶ حدیث ۲۱۱ طہارت کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد اول صـ۱۵۱ حدیث ۲۵۰ کتاب الطہارت میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک معجزہ تھا۔ اس کی نقل بعض آدمی آج ہندوستان میں کرتے ہیں اور اولیاء کی قبر پر پھولوں کے ڈھیر لگا دیتے ہیں انمیں سے زیادہ تر لوگوں کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ہر جمعرات کو ولیوں کی قبر پر پھول چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے سے مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اس نیت سے اولیاء کرام کے مزاروں پر جانا کفر ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے تو پھر اولیاء کی قبر میں عذاب تو ہوتا نہیں ہے۔ پھر پھول چڑھانے کا کیا مطلب؟ ــ

اگر عذاب کی نیت سے پھول چڑھاتے ہیں تو اولیاء کی قبروں پر نہیں بلکہ عام لوگوں یعنی شرابیوں، چوروں، ڈاکوؤں، جواریوں، بے نمازیوں،

Marfat.com

ظالموں، فاسقوں، فاجروں کی قبروں پر پھولوں کے ڈھیر لگنا چاہیئے تاکہ ان کا عذاب پھول وغیرہ چڑھانے سے کم ہو۔

اور اگر ثواب کی نیت سے پھول چڑھاتے ہو تو اولیائے کرام اور عام لوگوں کی قبریں، یہ دونوں ثواب کی نیت سے برابر ہونی چاہیئے بلکہ ثواب کی زیادہ مستحق عام لوگوں کی قبریں ہیں۔

میرے عزیز دوست! یہ سب رسمیں ہیں جو دیکھا دیکھی رنگ پکڑ گئی ہیں پھولوں کے ڈالنے سے ثواب ہوتا ہے اور ہمارے پھول ڈالنے سے کسی قبر والے پر یقیناً عذاب کم ہو جاتا ہے اس بات کا خلاصہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا اور پھول ڈالنے والے اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نماز روزہ اور سنّتِ رسول ؐ پر عمل کرنے سے بھی کورے ہوتے ہیں۔ بھلا ایسے لوگ دوسروں کے عذاب کو کیا کم کرا سکیں گے جن کے سر پر خود ہی عذاب خداوندی مسلّط ہے۔ یہ لوگ تو اپنی مشکلیں حل کرانے کی نیت سے آتے ہیں مگر میرے عزیز! اس طرح قبروں پر مشکلیں حل کرانے کی نیت سے جانا حرام اور شرک ہے جس کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنّم ہے۔

> قبروں پر پھولوں کا ڈالنا درست ہے اور اگر پھولوں کی قیمت خیرات کر دے تو بہتر ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِّ مختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۲ باب الحظر)
>
> پھول قبروں پر ڈالنا اچھا ہے اور اگر پھولوں کی قیمت صدقہ کر دے تو بہت اچھا ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم

Marfat.com

صہ ۳۱۹ باب الکراہت)

قبروں پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے اور اگر اُن کی قیمت کا صدقہ دے دے تو بہت اچھا ہے (عین الہدایہ جلد ۴ صہ ۲۸۹ باب الکراہت)

میرے عزیز دوست! پھولوں کا قبروں پر ڈالنا اچھا ہے۔ یہ عام قبروں کا حکم ہے۔ صرف اولیاء کرام کی قبروں کے لئے خاص نہیں۔ اور اس میں دوسری کسی قسم کی نیت نہ ہو۔ یعنی یہ میری مشکل حل کر دیں گے یا مجھے بیٹا بیٹی دیں گے یا مجھے قرض سے نجات دلائیں گے۔ یا مجھے نوکری یا بیوپار دھندا مل جائے گا۔ اس نیت سے قبروں پر جانا قطعاً حرام ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور شرک کرنے والا اگر بے توبہ مر گیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔

اور پھولوں کی قیمت خیرات کر دینا پھول چڑھانے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ایصالِ ثواب ہے جس کے لئے کثرت سے حدیثیں موجود ہیں اور اس میں شرک کی بو بھی نہیں آسکتی۔ لیکن یہ ایصال ثواب بھی جن کے لئے کیا جا رہا ہے ان سے کسی قسم کی مشکل حل کرانے کی اُمید نہ ہو۔ اور ایصالِ ثواب بھی شریعت کے مطابق ہو ورنہ ایصالِ ثواب کے لئے خرچ کرنا بھی بے کار ہو جائے گا۔ رقم کو خیرات کر کے اُس کا ثواب اس قبر والے کو بخش دے یا کسی کی روح کو بخش دے۔ یہ پھولوں سے زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ ایک غریب کو پیسے بھی ملیں گے جو اس بے چارے کو کام آجائینگے اور اس روح کو بھی ثواب ملے گا اور کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

قبر کو ملنا اور بوسہ دینا جائز نہیں یہ نصاریٰ کی عادت ہے

Marfat.com

لیکن قبر والدین کو چومنے میں مضائقہ نہیں (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد چہارم ص۲۴۲ باب الحظر)

قبر کو مس کرنا (چھونا اور ملنا) نہ چاہئیے اور نہ اسے بوسہ دے کہ یہ نصرانیوں کی عادت ہے مگر والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں مضائقہ نہیں (فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ ص۳۱۸ کراہت کے باب میں)

قبر کو مس نہ کرے نہ بوسہ دے کیونکہ یہ نصرانیوں کی عادت ہے اور والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں مضائقہ نہیں (عین الہدایہ جلد ۴ ص۲۸۹ باب الکراہت میں)

میرے عزیز دوست! والدین کی قبر کے سوا اور کسی کی قبر کو بوسہ دینا اس خیال سے کہ میرے والدین سے میں انکو بہتر سمجھتا ہوں، ایسی تاویل کرنا جہالت اور گمراہی ہے کیونکہ والدین کی قبر کو بوسہ دینا کسی حدیث یا صحابہ کرام کے عمل سے ثابت نہیں ہے۔

اے عزیز دوست! اب قبر پر چراغ جلانے کے بارے میں بھی سن لے اور پھر خود اپنی عقل اور ایمانداری سے انصاف کرنا۔

حدیث ۱:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور قبروں پر مسجد بنانے اور چراغ جلانے والوں پر بھی لعنت فرمائی ہے (ابو داؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ ص۵۸ حدیث ۱۴۷۹ باب ۶۴۴ جنازہ کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد اوّل ص۶۷ حدیث ۲۸۰ میں بھی ہے۔)

Marfat.com

رات کے پہلے حصے میں قبروں پر چراغ لے جانا بدعت ہے
فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صد ۳۱۹ کراہت کے بیان میں)

اوّل راتوں میں مقابر میں (یعنی قبروں پر) چراغ لے جانا بدعت ہے۔ اسی طرح عرس وغیرہ میں چراغ جلانا بدعت ہے (عین الہدایہ جلد ۴ صد ۲۸۹ کراہت کے باب میں)

نکالنا چراغوں کو قبروں کی طرف بدعت ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صد ۲۴۲ باب الحظر)

چراغ جلانا قبروں پر حرام ہے (مظاہر حق جلد اوّل صد ۲۳۸ مسجد کے باب میں)

شاید ہی کوئی ایسی درگاہ ہوگی جہاں پر مجاور رہتا ہو اور اس درگاہ پر لیمپ بتّی نہ جلتی ہو۔ اور جب عرس کرتے اور صندل چڑھاتے ہیں اُس وقت تو سب طاقتیں قبر پر روشنی کرنے میں ختم کر دیتے ہیں۔ اے عزیز میرے۔ یہ اور دلیلیں آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ ہی اندازہ لگالیں ہندوستان کے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا۔

میرے عزیز دوست! ہمارے مذہب حنفیہ کے سلف صالحین قبروں صرف دو طریقے سنّت بتلاتے ہیں۔

جو فعل کہ سنّت سے ثابت نہیں ہوا اس کو قبر کے پاس کرنا مکروہ ہے اور سنّت سے قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر (اس کی مغفرت کی) دعا کرنے کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ہوا ہے۔

Marfat.com

(فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۲۳۳ جنازہ کے بیان میں)

قبر کے پاس سونا اور ایسا فعل کرنا جو سنّت سے ثابت نہیں مکروہ ہے اور سُنّت سے صرف یہی ثابت ہے کہ قبر کی زیارت اور کھڑے ہو کر (اس کی مغفرت کی) دعا کرے (عین الہدایہ جلد اوّل ص۷۳۲ میت کے دفن کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! آپ کو ان معتبر کتابوں کے حوالوں سے سُنّتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہو گئی کہ ایک تو قبر کی زیارت کرنا سنّت ہے اور دوسری اس قبر والے کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا سُنّت ہے۔ اب آپ ہی اندازہ لگالیں کہ آج ان دونوں طریقوں کے سوا قبروں اور مزاروں پر کیا کچھ نہیں ہوتا — یعنی قبروں کا طواف کرنا، قبروں کو دھو دھو کر پینا، وہاں پر حال ڈھول کے دُھننا، مشاعرہ اور قوالی کرانا، رنڈیوں کا گانا، مزار پر سجدے کرنا، نیاز و نذر چڑھا کر حاجتیں مانگنا، معصوم بچوں کو تربتوں پر لٹانا، لوبان دانی کی خاک چاٹنا، گھوڑے لٹکانا، پالنے ٹنگانا، ڈورے دھاگے مزاروں کی جالیوں میں اپنے اپنے نام کے باندھنا، اور تربتوں پر گھما گھما کر ڈوروں کو اپنی گردنوں بازو اور پیڑو پر باندھنا، یہ تمام کام ناجائز و حرام اور گمراہی و جہالت کے طریقے ہیں جو انسان کو شریعت سے محروم کر کے شرک و کفر تک لیجاتے ہیں۔

Marfat.com

(۵۰)

عُرس

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی (یعنی عرس) نہ کرو۔ البتہ مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ تمہارے درود میرے پاس پہنچتے ہیں۔ خواہ تم کہیں بھی ہو (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۱۹۶ حدیث نمبر ۸ درود کے بیان میں)

حضرت آدم علیہ السلام کی دو نسلیں دُنیا میں آباد تھیں۔ ایک تو پہاڑی پر اور دوسری نرم زمین پر۔ پہاڑیوں کے مرد خوب صورت تھے اور عورتیں سیاہ فام یعنی کالی تھیں۔ اور زمین والوں کی عورتیں خوب صورت تھیں اور مردوں کا رنگ سانولا تھا۔ ابلیس اُنہیں بہکانے کے لئے انسانی صورت اختیار کر کے نرم زمین والوں کے پاس آیا اور ایک شخص کا غلام بن کر رہنے لگا۔ پھر اس نے ایک بانسری بنائی اور اُسے بجانے لگا۔ اُس کی آواز پر لوگ اکٹھے ہو گئے اور اُن کی بھیڑ لگنے لگی اور ایک دن میلے کا مقرر ہو گیا جس میں ہزاروں مرد اور عورتیں جمع ہونے لگے اتفاقاً ایک دن ایک پہاڑی آدمی بھی آ گیا اور ان کی عورتوں کو دیکھ کر واپس جا کر اپنے لوگوں میں ان عورتوں کے حسن کا چرچا کرنے لگا۔ اب وہ لوگ بکثرت آنے لگے

Marfat.com

اب پہاڑی مردوں اور ان عورتوں میں محبت پیدا ہو گئی۔ پھر تو بدکاری اور زناکاری کا عام رواج ہو گیا۔ یہی جاہلیت کا بناؤ ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ ص ۳ سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں)

میرے عزیز! ایک تو عرسوں میں آج کل ہر جگہ یہی کام ہوتا ہے جو اوپر کی عبارت میں مذکور ہوا۔ اور دوسرا اس درگاہ والے کی یعنی جو قبر میں سویا ہے اسکی تعریف کر کر کے مجاور لوگ جاہلوں کو لوٹتے ہیں۔ اگر وہ درگاہ والا دینے کا اختیار رکھتا ہے۔ دوسروں کو بیٹا بیٹی یا دولت اور نوکری دیتا ہے تو پھر افسوس تو یہ ہے کہ وہ مجاور لوگ کیوں بھیک مانگتے ہیں؟

میرے دوست! کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ پیٹ پرستوں کی ایک چال ہے۔ جاہلوں اور ان پڑھ لوگوں کے پاس سے پیسے نکالنے کی ترکیب اور حیلہ ہے۔ پھر مرنے سے بارہ مہینے تک بیٹھے بیٹھے آرام سے کھائیں گے۔ جہاں خرچ کم ہوا، جیب خالی ہوئی کہ عرس کا دن آگیا۔ بس پھر کیا پوچھتے ہو۔ اکثر جگہ پر تو زناکاریاں ہو رہی ہیں۔ چرس اور گانجوں کے دور چل رہے ہیں، کہیں جوا کھیل رہے ہیں، رنڈیاں گا رہی ہیں۔ قوالیاں ہو رہی ہیں۔ ڈھول، تاشے، نقارے اور شہنائیاں بج رہی ہیں، درگاہ پر نیاز نذریں چڑھ رہی ہیں اور ناریل دھڑا دھڑ ٹوٹ رہے ہیں کوئی قبروں کو چومتے ہیں، کوئی غلاف چوم رہے ہیں۔ کوئی طواف کر رہے ہیں، کوئی سجدے کر رہے ہیں۔ کوئی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ کوئی مشکلیں حل کروا رہے ہیں کوئی حاجتیں پیش کر رہے ہیں مگر نماز تو ان میں سے شاید ہی کوئی پڑھتا ہو۔ ورنہ سب کے سب آپ کو بے نمازی ہی نظر آئیں گے۔ خدا کا بندہ مجاور خود نماز نہ

Marfat.com

پڑھتا ہو تو پھر اس کے چاہنے والے لاڈلے کا ہے کو نماز پڑھیں۔

ایک نصرانی پادری نے ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک پرندے کا چھوٹا سا بچہ جسے اڑنے اور چلنے پھرنے کی طاقت نہیں ہے ایک گھونسلے میں بیٹھا ہے۔ جب وہ اپنی ضعیف اور پست آواز نکالتا ہے تو اور پرندے اسے سن کر رحم کھا کر زیتون کا پھل اس کے گھونسلے میں لا لا کر رکھ جاتے ہیں۔ اس نے اسی صورت کا ایک پرندہ کسی چیز کا بنایا اور نیچے سے اس کو کھوکھلا کر رکھا اور ایک سوراخ اس کی چونچ کی طرف رکھا جس کے ذریعہ ہوا اس کے اندر گھستی تھی پھر جب نکلتی تھی تو اسی طرح کی آواز اس سے پیدا ہوتی تھی۔ اسے لا کر اپنے گرجے میں ہوا کے رخ پر رکھ دیا۔ چھت میں پھر ایک چھوٹا سا سوراخ کر دیا تاکہ ہوا اس میں سے نکل جائے۔ اب جب ہوا چلتی اور اس کی آواز نکلتی تو اس قسم کے پرندے جمع ہو جاتے اور زیتون کے پھل لا لا کر رکھ جاتے۔ اس نے لوگوں میں شہرت اور چرچا کرنی شروع کر دی کہ اس گرجا میں یہ کرامت ہے۔ یہاں ایک بزرگ کا مزار ہے۔ اور یہ کرامت اسی کی ہے۔ لوگوں نے بھی جب یہ انہونی عجیب بات دیکھی تو ان کا اعتقاد جم گیا اور اس قبر پر نیاز و نذر چڑھنے لگی اور یہ کرامت دور دور تک مشہور ہو گئی۔ حالانکہ نہ کوئی کرامت تھی نہ کوئی معجزہ صرف ایک پوشیدہ فن (ایک مکارانہ طریقہ) تھا جسے اس ملعون شخص نے اپنا پیٹ بھرنے کے لئے پوشیدہ طور پر اختیار کر رکھا تھا اور لعنتی فرقہ اس پر ریجھا ہوا تھا۔ یعنی اسے ایک گمراہ فرقے نے پسند کر لیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص ۱۵۹ سورہ بقرہ کے بارھویں رکوع میں)

قبروں پر عرسوں میں جا کر خرافات (بیہودہ کام اور فضول خرچ)

Marfat.com

کرتے ہیں، بہت بُرا ہے کرنا ان کا (مظاہر حق جلد اول ص۲۹۹ درود کے بیان میں)

جس دن عرس ہوتا ہے اس دن درگاہ کے لئے کہیں تو پچاس روپے کی اس قبر پر ڈالنے کے لئے چادر بنائیں اور کہیں تو سو روپے کی اور کہیں دو سو روپے کی اور کسی جگہ پر تو اس سے بھی زیادہ قیمت کی چادریں بنا کر چڑھائی جاتی ہیں۔ میرے عزیز دوست! اگر یہ لوگ ایسا نہ کرتے یعنی اس چادر کو نہ خریدتے اور اتنی رقم کسی غریب محتاج یا مسکین یا بیوہ کو یا کسی مدرسہ میں دے دیتے اور اس کا ثواب واسطے اللہ کے اس قبر والے کو بخش دیتے تو اس رقم سے تین فائدے ہوتے (۱) مخلوقِ خدا اس رقم سے فائدہ اٹھاتی (۲) ایصالِ ثواب سے اس ولی اللہ کی روح مبارک خوش ہوتی (۳) خرچ کرنے والے کو بھی ثواب ہوتا۔ اسی طرح دوسرے خرچ بھی سمجھ لیں۔ یعنی تربتوں پر سینکڑوں بتیاں جلانی یا قبروں پر عمارتیں بنانی یا قبروں پر ڈھول تاشے خریدنے اور اس کے بجانے گانے کی اجرت دینے یا چلے اور تعزیے بنانے یا قوالوں اور رنڈیوں کے لئے رقم خرچ کرنے سے کچھ بھی ثواب نہیں ملتا اور یہ تمام رقم فضول اور بے کار جاتی ہے اور اوپر سے سخت گناہ بھی ہوتا ہے۔

قرآن شریف کے پندرھویں پارہ میں سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے اندر آیت ۲۶ تا ۲۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو۔ اور فضول خرچ کر کے مال کو نہ اڑاؤ کیونکہ فضول خرچ کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں"

Marfat.com

میرے عزیز دوست! رقم کو اسی طرح خرچ کرو جس طرح ہم اوپر بتا چکے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس قبر والے کو بھی نفع ہوگا اور مخلوق خدا کو بھی اس رقم سے اچھا فیض پہنچے گا۔ اور اس ایصال ثواب کے بدلے میں آپ کو بھی دنیا و آخرت میں ضرور اجر و ثواب ملے گا۔

میرے دوست! سمجھنے کے لئے اتنی دلیل اور سمجھانا کافی ہے۔ اگر عرس کرنا جائز یا ثواب ہوتا جس طرح کہ آج ہندوستان میں اکثر جگہ ہو رہا ہے تو سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر عرس ہوتا۔ آپ کے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر بھی عرس ہوتے مگر وہاں پر یہ باتیں نہیں ہوتی ہیں۔ تو اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ سب ان مجاوروں کے ہی پیٹ بھرائی کے دھندے ہوتے ہیں، اور یہ لوگ شریعت سے بالکل الگ چلتے ہیں۔

Marfat.com

(۵۱)

قوالی

میرے عزیز دوست! شاید ہی کوئی ایسا عرس ہوتا ہو جہاں پہ گانا بجانا نہ ہوتا ہو۔ اب سنئے عرس و قوالی کے بارے میں حوالے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ گانے سے پرہیز کرو کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کے نزدیک شرک ہے اور سوائے شیطان کے نہیں گاتا ہے (عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳ باب الکراہت)

طبلہ، تنبورہ اور معازف و ملاہی (یعنی لہو و لعب کھیل تماشے اور گانے بجانے) کی چیزوں میں سے کوئی (بھی گھر میں) رکھی تو مکروہ ہے۔ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کو استعمال نہ کرتا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۳۵ باب الکراہت)

میرے عزیز دوست! وہ مسلم بھائی سوچیں جن کو بغیر ریڈیو کے اپنے مکان میں لطف و مزا نہیں آتا اور بغیر ریڈیو کے گھر کو سونا سمجھتے ہیں۔

حرام ہے مال جس کو باجے بجانے والے لیتے ہیں (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ در مختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ باب الحظر)

Marfat.com

اب وہ مسلمان بھائی سوچیں جو شادی بیاہ اور عرس وغیرہ میں باجے بجوانے پر سینکڑوں روپے برباد کر دیتے ہیں، باجے والوں کو بھی پیسہ دے کر حرام کام کروالتے ہیں اور خود بھی حرام کام میں پڑتے ہیں اور یہ سب رقم حرام کاموں میں جارہی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی بے جا حرکتوں سے توبہ کرکے بچ جائیں۔

قوالی، جس کو ہمارے زمانے میں صوفیا کرتے ہیں یہ حرام ہے اور اس کی جانب قصد کرنا اور وہاں بیٹھنا جائز نہیں۔

(عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۹ باب الکراہت)

قوالی سے بھیک مانگنا حرام ہے (فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۹ مقدمہ میں)

گانا اور قوالی اور ناچ جو ہمارے زمانے کے صوفی لوگ کرتے ہیں وہ حرام ہے اور اس کی طرف جانا اور وہاں پر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

• (فتاوی عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۳۲ باب الکراہت)

Marfat.com

(۵۲)

زیارتِ قبور مردوں کیلئے

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو (مختصر) (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۵۸ حدیث ۹۸۳ جنازہ کے بیان میں اور ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۰۳ حدیث ۹۸۸ جنازہ کے بیان میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے (ابن ماجہ شریف ص۱۲۷ حدیث ۱۵۸۹ جنازہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوستو! مردوں کے لئے زیارتِ قبور جائز ہے، اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن علمائے حنفیہ نے زیارتِ قبور کے لئے ایک خاص طریقہ بیان فرمایا ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے آج تک میں نے تو میری نظروں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ طریقہ یہ ہے۔

جب زیارت کا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ اپنے گھر میں دو رکعت (نفل) نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے اور اس کا ثواب میت کے

Marfat.com

واسطے مقرر کرے (یعنی اس میت کی روح کو بخش دے) حق تعالیٰ قبر کو نورانی کر دے گا اور پڑھنے والے کو بھی بہت ثواب ہوگا۔ پھر قبرستان کی طرف چلے اور راستے میں بیہودہ باتیں نہ کرے۔ جب قبرستان میں پہنچے تو میت کے سامنے قبلہ کو پیٹھ دے کر کھڑا رہے اور سلام کرے (بعد سلام کے) جب میت کے واسطے دعا کا ارادہ کرے تو قبلہ رُخ ہو کر دعا کرے (یعنی فاتحہ پڑھتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ ہونا چاہیئے اور قبر کی طرف پیٹھ (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درّمختار جلد ۴ صـ۲۴۲ کراہت کے باب میں)

یہ تو ہے ہمارے حنفی مذہب کا طریقہ اور ہماری جہالت دیکھئے کہ جہاں نماز پڑھ لی کہ فوراً جنوب کی طرف (یعنی اُتر کی جانب) مُنہ کر کے سب لوگ فاتحہ پڑھنے لگ جاتے ہیں اور جو اُن جاہلوں کی اطاعت اور پیروی نہ کریں اُن کو وہابی لہابی اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ قبر کی موجودگی میں بھی قبر کو پیٹھ دے کر قبلہ کے سامنے مُنہ کر کے دعا کرے یعنی فاتحہ پڑھے۔ اور یہ جاہل بغیر تربت کے قبلہ کی طرف سے مُنہ پھرا کر کھڑے رہتے ہیں اور ہمارے فقہائے کرام اسکو پسند نہیں کرتے

جب زیارتِ قبر کا ارادہ کرے مستحب ہے کہ اپنے گھر میں دو رکعت (نفل نماز) پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ الحمد اور آیۃ الکرسی ایکبار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے۔ پھر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے (یعنی اس کی روح کو بخشدے) تو اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں ایک نور بھیجتا ہے اور مصلّی (یعنی نماز پڑھ کر اس کا ثواب

Marfat.com

بخشنے والے) کو بھی ثواب کثیر عطا فرماتا ہے. پھر قبرستان کی طرف روانہ ہووے اور راستے میں بیکار باتوں میں مشغول نہ ہوجاوے پھر جب قبرستان میں پہنچے تو اپنی جوتیاں اتار دے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے میت کی طرف منہ کرکے یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ (اے قبروں والو! تم پر سلام ہو. اللہ ہمارے اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے. تم ہم سے پہلے گزر گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنیوالے ہیں) پھر جب میت کے واسطے دعا کرنا چاہے تو قبلہ کی طرف منہ ہو (اور قبر کی طرف پیٹھ) (عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۷ باب الکراہت)

اس عبارت میں جو جوتیاں اتارنے کا لکھا ہے وہ تو خاص دعا کے آداب میں بطور احترام بتایا ہے. ورنہ جوتیاں پہن کر قبرستان میں چلنا مکروہ نہیں ہے ہاں اتنا خیال رہے کہ قبروں پر پیر رکھ کر نہ چلے، نہ اس پر سے پھلانگے حدیثوں میں اس کی ممانعت ہے.

قبرستان میں جوتیاں پہنکر چلنا مکروہ نہیں (فتاوی عالمگیری جلد اول ص ۱۶۷ جنازہ کے بیان میں)

Marfat.com

(۵۴)

زیارتِ قبور عورتوں کیلئے

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمان کا حبشہ میں انتقال ہوا تو مکہ میں ہی دفن کیے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب مکہ تشریف لائیں تو اپنے بھائی) حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رض کی قبر پر بھی آئیں اور دو اشعار پڑھ کر فرمایا کہ خدا کی قسم اگر میں تمہارے پاس موجود ہوتی تو تم وہیں دفن ہوتے جہاں مرے تھے اور اگر میں (اس وقت) حاضر ہوتی تو تمہاری زیارت نہ کرتی (مختصر) (ترمذی شریف جلد اول ص۲۰۴ حدیث نمبر ۹۶۰ جنازہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوستو! عورتوں کے لیے زیارتِ قبور میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض عالم جائز بتاتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں مگر کسی خاص صورت میں عورتوں کے لئے بھی زیارتِ قبور جائز ہے۔ لیکن آج ہندوستان کی عورتیں عرسوں میں اور درگاہوں پر کثرت سے قافلہ کی طرح مل کر جاتی ہیں، یہ تو کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ عورتیں وہاں جاکر سوائے کفر و شرک کے اور کچھ نہیں کرتیں۔ ان کو نماز تک بھی یاد نہیں وہ قبروں پر جاکر شرک نہ کریں تو پھر اور کیا کریں! لہذا ہر مسلمان بھائی پر واجب ہے کہ اپنے اپنے

Marfat.com

گھر کی عورتوں کو درگاہوں پر جانے اور کفر و شرک کرنے سے روکیں کیونکہ ایسی عورتوں پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے لعنت فرمائی ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجد بنانیوالوں پر اور چراغ لینے والوں پر لعنت فرمائی ہے (ترمذی شریف جلد اول ص۶۷ حدیث نمبر ۲۸۰ جنازہ کے بیان میں اور ابو داؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ ص۵۸۷ حدیث نمبر ۱۴۷۹ باب نمبر ۶۲۴)

حدیث :۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی (ابن ماجہ شریف ص۲۴۲ حدیث نمبر ۱۵۹۴ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف ص۲۴۲ حدیث نمبر ۱۵۹۶ جنازہ کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے (ابن ماجہ شریف ص۲۴۲ حدیث نمبر ۱۵۹۵ جنازہ کے بیان میں)

Marfat.com

(۵۴)

منّت

نذر یعنی منّت ماننی کسی کی سوائے اللہ کے جائز نہیں۔ نہ نبی کی، نہ فرشتے کی، نہ ولی کی، نہ اور کسی کی۔ (مظاہر حق جلد تیسری ص۲۳۳ نذر کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! خدا کے سوا اور کسی کی بھی نذر یعنی منّت ماننی جائز نہیں چاہے فرشتہ ہو، یا نبی ہو، یا ولی ہو۔ آج ہندوستان میں اکثر جگہ پر ایسی جہالت پھیلی ہوئی ہے کہ درگاہوں پر جا جا کر مرادیں مانگتے ہیں۔ نیاز و نذر چڑھاتے ہیں۔ میرے دوست! ہمارے مسلمان بھائی اور بہنوں کی جہالت کی کوئی حد نہیں رہی۔ مثلاً ایک لڑکا بیمار ہوا تو اس کی نذر مانی جاتی ہے کہ اے فلاں ولی اللہ اگر میرے لڑکے کو آرام ہو جائے گا تو تیرے نام کی اتنی نذر یعنی منّت کریں گے۔ اب اگر اُس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے آرام دے دیا جب تو پھر نیاز نذر لے کر بڑی خوشی سے اس درگاہ پر بیٹھ کفر و شرک کرنے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے اُس لڑکے کو دُنیا سے اٹھا لیا یعنی موت دے دی جب تو ساری بدنامی اللہ کے اوپر۔ اس ولی پر کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ تمہارے لڑکے کو آرام نہیں ہوا۔ آپ لوگوں نے تو کوششیں بہت کیں یعنی کفر بھی کیا اور شرک بھی کیا اور کوئی بدعت باقی نہیں چھوڑی پھر بھی

Marfat.com

آپ کے بچے کو آرام نہیں ہوا؟ تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ بھائی اللہ کو منظور ہی نہیں تھا تو پھر ہمارے حیلوں سے اُسے آرام کیسے ہوتا؟۔

میرے عزیز دوست اِکس قدر بے وقوفی اور جہالت ہے، جانتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی بھی آرام نہیں دے سکتا جس پیر یا ولی کی ہم منت مان رہے ہیں اُن کے سامنے بھی ان کے عزیز اقارب یعنی خاندان میں سے کوئی نہ کوئی تو ضرور مرا ہوگا لہذا وہ خود بھی بیماری اور مُوت سے نہ بچ سکے۔ پھر بھی اللہ کو چھوڑ کر اُن سے مُرادیں مانگتے ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت کا اندھا پن۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ ولیوں سے بیٹا بیٹی مانگتے ہیں۔ اگر بیٹا مانگا تھا اور اللہ نے بیٹا ہی دیا جب تو چلے درگاہ پر نذر و نیاز چڑھانے اور کفر و شرک کرنے اور اگر بیٹا مانگا تھا اور اللہ نے بیٹی دے دی تو گم سم ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اور اگر کوئی کچھ پوچھے تو جواب میں کہتے ہیں اللہ کو یہی منظور تھا، گویا اللہ تعالیٰ کو مع اُس کی تمام قدرتوں کے مانتے ہوئے بھی شرک کر رہے ہیں۔ ہے کوئی بے وقوفی کی حد۔

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے چوبیسویں[۲۴] رکوع کے اندر آیت نمبر[۱۹۰] میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح سالم اولاد دیدی تو اللہ تعالیٰ کے شریک قرار دینے لگے سو اللہ تعالیٰ پاک ہے انکے شرک سے"

جب عورت کا پاؤں بھاری ہوجاتا ہے تو خوف ہوتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے

Marfat.com

اس سے زندہ سلامت رہتی ہے کہ نہیں۔ اس لئے میاں بیوی دونوں خدا سے دعا کرتے ہیں (کیونکہ کڑے موقعہ پر وہی ایک اللہ یاد آتا ہے) کہ اگر تو نے ہم کو اچھا اور جیتا جاگتا بچہ دیا تو ہم تیری شکر گزاری کیا کریں گے۔ پھر جب خدا... ان کو بامراد بچہ دیتا ہے تو خوشی میں آکر خدا کے ساتھ اس کام میں اوروں کو بھی ملا لیتے ہیں۔ کوئی طبائع کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا کہ دہریہ۔ کوئی ستاروں کے طلوع و غروب کی طرف کوئی اپنے بتوں اور دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتا ہے، کوئی کہتا ہے فلاں (ولی یا بزرگ) کی نیاز مانی تھی تو خدا نے یہ مراد دی۔ (تفسیر حقانی جلد ۲ صـ۱۷۷)

مشرکین کسی کو بھی ذات میں خدا کے برابر نہ سمجھتے تھے مگر عبادت میں اور مدد مانگنے میں، نذر و نیاز ادب اور تعظیم ان کی بھی اسی طرح کرتے تھے کہ جس طرح خدا کی۔ تو گویا انہوں نے اپنے معبودوں کو خدا کے برابر سمجھا (تفسیر حقانی جلد دوم صـ۱۰ سورہ بقرہ کے تیسرے رکوع میں)

سینکڑوں جاہل حضرات اولیا، انبیا اور ملائکہ اور دیگر غیر محسوس چیزوں اور غیر مرئیہ ارواح کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری حاجت کو پورا کرتے ہیں۔ اگر ہم انکی پرستش نہ کریں تو ہمارے کاروبار میں فرق آجائے اور وہ لوگ ہم کو نقصان یا تکلیف پہنچائیں گے۔ اور اس پر اتفاقاً مراد کا حاصل ہوجانا یا کمی عبادت میں اتفاقاً کوئی حادثہ پیش آنا اُن کے خیالِ باطل کی اور بھی قوی دلیل ہوجاتی ہے درحقیقت یہ قوتِ وہمیہ کی کاری گری ہے اور کچھ نہیں۔ جس طرح رات کو تنہا مقام یا مکان میں عوام کو مُردے سے ڈراتی ہے اور بلند مکان پر چلنے سے پاؤں لڑکھڑاتی ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کو نفع اور نقصان کا وہم بھی یہی قوتِ وہمیہ دلاتی ہے (تفسیر حقانی جلد دوم

Marfat.com

صنا سورۂ بقرہ کے تیسرے رکوع میں)

قرآن شریف کے پچیسویں ۲۵ پارہ میں سورہ شوریٰ کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۴۹-۵۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا اُن کو جمع کر دیتا ہے۔ بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی (دونوں دیتا ہے) اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے"

اس کام میں نہ تو کوئی نبی دخل دے سکتا ہے اور نہ کوئی ولی۔ تم اتنا تو سوچو، حضرت لوط علیہ السلام کی سب لڑکیاں تھیں، وہ خود بیٹوں سے محروم تھے یعنی اُن کے لڑکے نہیں تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب لڑکے تھے ایک بھی لڑکی نہیں تھی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں لڑکے بھی ہوئے اور لڑکیاں بھی۔ حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں بے اولاد تھے بس اللہ کی قدرت میں کسی کو کچھ بھی اختیار نہیں ہے جس کو ہم تفصیل کے ساتھ پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بندے کے اختیار میں فقط دعا کا مانگنا ہے اور اس دعا کو قبول کرنا یا نہ کرنا میرے مالک مختار کی مرضی کی بات ہے۔ (ابن کثیر پ۲۵-ص۲۵)

حدیث:- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نہ کسی چیز کو آگے کر سکتی ہے اور نہ پیچھے کر سکتی ہے مگر ہاں اس کے سبب سے بخیل کا مال خرچ ہو جاتا ہے (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۷ ص۳۶۴ حدیث ۱۵۹۴)

Marfat.com

نذر کے بیان میں، اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۹ حدیث ۱۱۳ نذر کے باب میں بھی ہے۔)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نذر مت مانو، کیونکہ نذر مقدر کو ہرگز نہیں ٹال سکتی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بس اس کے ذریعہ سے بخیل کا مال نکال لیا جاتا ہے (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۱۰ حدیث ۱۴۲۹ نذر کے باب میں)

حدیث :۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا کہ میری ماں مرگئی اور اُن پر ایک نذر باقی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم اس کو اس کی طرف سے پورا کر دو (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۱ ص۱۶ حدیث ۳۱ وصیت کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۹ حدیث ۱۱۲ نذر کے باب میں بھی ہے)

حدیث :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی (یعنی جائز طریقہ پر نذر مانی) تو اُسے اللہ کی فرمانبرداری کرنی چاہیئے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی (یعنی ناجائز طریقے پر نذر مانی ہے تو) اُسے اللہ کی نافرمانی نہ کرنی چاہیئے (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۰۰ حدیث ۱۴۲۶ نذر کے بیان میں)

یہ جو درہم و دینار یا روپیہ پیسہ وغیرہ لے کر مزاراتِ اولیاء پر اُن کی جناب میں تقرب کے واسطے جاتے ہیں بالاجماع یعنی سب کے نزدیک حرام ہے جب تک کہ یہ قصد نہ ہو یعنی ارادہ نہ ہو کہ وہاں

Marfat.com

زندہ فقیروں پر خرچ کرے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں۔ حالانکہ لوگ اس حرام میں بکثرت مبتلا ہیں (عین الہدایہ جلد اوّل صفحہ ۹۵۷ روزہ کے بیان میں)

جو (لوگ) اس طرح کہتے ہیں کہ اگر حاجت میری بر آوے گی تو واسطے فلاں ولی یا بنام فلاں ولی کے اسقدر طعام (یعنی کھانا) یا اس قدر نقد ہے (یعنی اتنی رقم فلاں ولی کے نام پر خرچ کرونگا پس اس طرح نذر کرنی باطل ہے بالاجماع (یعنی سب کے نزدیک) اور کھانا اس طعام کا حرام ہے (مظاہر حق جلد تیسری صفحہ ۲۳۳ نذر کے بیان میں)

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نذر دو قسم کی ہے سو جس شخص کی نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور عبادت میں ہووے تو اللہ کے واسطے ہے اور اس میں نذر ادا کرنا لازم ہے اور جس شخص کی نذر اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ میں ہو وہ نذر شیطان کے واسطے ہے۔ اس کا ادا کرنا (یعنی منّت کا پورا کرنا) لازم نہیں اور اس میں کفّارہ دیوے جو قسم کا کفارہ ہے۔ یہ جو اکثر عوام الناس (عام لوگ) نذر مانتے ہیں اس طرح کہ بعض اولیاء اللہ کی قبروں پر جاتے ہیں یوں کہتے ہوئے کہ یا حضرت فلانے ہمارا غائب آدمی اگر وطن میں پھر آوے یا بیمار ہمارا اچھا ہو جاوے، یا مراد ہماری بر آوے تو آپ کے واسطے اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اسقدر کھانا

Marfat.com

یا چراغاں کے واسطے اتنا تیل یا موم نذر کریں گے۔ یہ نذر اور منت بالاتفاق فقہائے کرام و اجماع علماء باطل ہے چند دلیلوں سے۔ اول یہ کہ نذر مخلوق کے واسطے جائز نہیں۔ یعنی نذر مخصوص خدائے علیم و قادر کے لئے ہے۔ اور دوسری دلیل۔ باطل کی یہ ہے کہ جن کی نذر مانی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور تیسری دلیل یہ ہے کہ ایسی نذر کرنے والوں کے گمان میں یہ ہے کہ سوائے خدا کے میت بھی قادر ہے۔ عالم میں کچھ اس کا تصرف بھی جاری ہے اور یہ اعتقاد کفر ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد دوم صـ۳۳۸ ایمان کے باب میں اور مظاہر حق جلد تیسری صـ۲۳۴ نذر کے باب میں بحر الرائق کے حوالہ سے لکھا ہے)

کسی نے اس نیت سے منت مانی کہ اولیاء اللہ بھی جو چاہیں کر سکتے ہیں تو یہ عقیدہ کفر ہے جس نے نذر کی واسطے کسی نبی کے انبیاء علیہم السلام میں سے یا کسی ولی کی اولیاء میں سے، نہیں لازم آتا اس پر کچھ۔ پھر اگر دیوے وہ کسی کو آدمیوں میں سے اس نیت پہ تو نہیں ہے لازم لینا اس کا اور اگر ہو طعام تو نہیں ہے حلال کھانا اس کا۔ اور اگر ہو وہ جانور ذبح کیا ہوا پس وہ مردار ہے اور اگر کھاوے وہ بسم اللہ کہہ کر کافر ہوں سب۔ اور نذر کرے اللہ تعالیٰ کی پھر کھاویں لوگ اور بخشے ثواب اس کا کسی آدمی کو تو جائز

ہے (مظاہر حق جلد تیسری ص۲۳ ایمان و نذر کے باب میں)

میرے عزیز دوست! بعض مسلمانوں کی جہالت کا کیا کہنا۔ ابھی تک بے چارے سیتلا اور کھوڈیا کے نام پر جانور وغیرہ ذبح کر کے کھاتے ہیں اور ان میں سے اکثر جو اپنے آپ کو سدھرے ہوئے اور ایماندار سمجھتے ہیں وہ ان باتوں کو تو سمجھنے لگے ہیں۔ لیکن یہ صاحبان اب اولیاء اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں۔ اب سنیئے اس کے بارے میں فتوے اور حوالے۔

قرآن مجید کے دوسرے پارہ میں سورہ بقرہ کے اکیسویں ۲۱ رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۷۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور وہ چیز جو خدا کے نام کے سوا دوسروں کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے"

جو چیز اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے نام پر مشہور کی جائے وہ حرام ہے جاہلیت کے زمانہ میں کافر لوگ اپنے معبودانِ باطل کے نام پر جانور ذبح کیا کرتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے گڑیا کے نکاح پر ایک جانور ذبح کیا تو حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ اُسے کھانا نہ چاہیئے اس لئے کہ وہ ایک تصویر کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوتا ہے کہ عجمی (یعنی غیر قوم والے) لوگ جو اپنے تہوار اور عید کے موقعہ پر جانور ذبح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس میں سے ہدیہ بھیجتے ہیں ان کا گوشت کھانا چاہیئے یا نہیں تو آپ نے فرمایا اُس دن کی عظمت کے لیے جو جانور ذبح کیا جائے اُسے نہ کھاؤ، ان کے درختوں

Marfat.com

کے پھل کھاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ دوم صـ۲۲)

میرے عزیز دوست! غیر قوموں کے تہواروں میں شامل ہونا اور انکے ساتھ مل جل کر ایک دوسرے کو مبارکباد دینا، ایک دوسروں کو ہدیہ اور تحفہ بھیجنے والوں پر بھی کفر کا فتویٰ ہے۔

اگر نوروز کے دن (یعنی نورتمیں یا دیوالی میں اور اسی طرح دوسرے تہواروں کے دن) مجوس کو ایک انڈا بھیجا (یعنی ہدیہ کے طور پر) تو کفر ہے۔ نوروز کے دن مجوسی جمع ہوکر خوشی کرتے تھے۔ ایک مسلمان نے دیکھ کر کہا کہ اچھی سیرت ان لوگوں نے رکھی ہے تو کفر ہے۔ کسی نے نوروز کے دن اس کی تعظیم کی نیت کرکے یا سمجھ کر کوئی چیز خریدی تو کفر ہے۔ اور اگر اس نے یوں ہی خریدی اور اس کو نوروز کا خیال نہیں ہے تو کفر نہیں ہے۔ اگر نوروز کا دن معلوم ہو لیکن اس نے اپنی ضرورت ضیافت وغیرہ کی نیت سے خریدی تو بھی کفر نہیں ہے (عین الہدایہ جلد اوّل صـ۸۶ عقائد کے بیان میں اور مظاہر حق جلد تیسری صـ۲۸۹ مرتد کے باب میں)

اے عزیز دوست میرے! اللہ بچائے! آج تو اکثر مسلمان اس مصیبت میں کثرت سے مبتلا ہیں بلکہ اپنے آپ کو پیر اور مولوی کہلانیوالے بھی بعض تو اس بلا میں پھنسے ہوئے ہیں۔

قرآن شریف کے چھٹے پارہ میں سورہ مائدہ کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

"اور وہ چیز جو خدا کے سوا دوسرے کے نام پر مشہور کی جائے حرام ہے۔"

نُصُبٗ پر جو جانور ذبح کئے جائیں وہ بھی حرام ہیں۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ پرستش گاہیں کعبہ کے ارد گرد تھیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت تھے۔ جاہلیت (کے زمانہ) میں عرب لوگ ان کے سامنے اپنے جانور قربان کرتے تھے اور ان میں سے جو بیت اللہ کے بالکل قریب تھے اس پر ان جانوروں کا خون چھڑکتے تھے۔ اور گوشت کو ان بتوں پر بطور چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ پس خدا نے تعالیٰ نے یہ کام مسلمانوں پر حرام کیا اور ان جانوروں کا کھانا بھی حرام کر دیا ہے۔ اگرچہ ان جانوروں کے ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھی پڑھی ہو کیونکہ یہ شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے (تفسیر ابن کثیر پارہ ملا ۶ صلا ۴۶)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے عمر بن لحی بن قمعہ کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے غیر اللہ کے نام پر جانوروں کا چھوڑنا تیلایا۔ یہ شخص خزاعہ کے بادشاہوں میں سے ایک تھا اسی نے سب سے پہلے ان کاموں کی شروعات کی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ملا ۲۵ صلا ۱۲ سورہ شوریٰ کے تیسرے رکوع میں)

حدیث :- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ موضع اسفل بلدح (ایک جگہ کا نام ہے) میں آپ کی ملاقات زید بن عمرو بن نفیل سے ہوئی اور یہ قصہ وحی کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔

Marfat.com

اس نے آپ کے سامنے ایک خوان جس میں گوشت تھا پیش کیا۔ آپؐ نے اس کے کھانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ تمہارے بتوں پر (جو جانور) ذبح کئے جاتے ہیں ان کو میں نہیں کھاتا بلکہ اللہ ہی کے نام پر جو ذبح کئے جائیں ان کو کھاتا ہوں (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۲ صـ۱۳۱ حدیث ۴۶۳ ذبیحہ کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عامر بن واسلہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے خفیہ طور پر کیا فرمایا تھا؟ حضرت علی رضؓ کو یہ سن کر غصہ آگیا اور فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جس کو لوگوں سے چھپانا مقصود ہو۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چار باتیں کہی تھیں ایک تو یہ کہ خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو اپنے باپ پر لعنت کرے دوسری یہ کہ خدا اس پر لعنت کرتا ہے جو غیر اللہ کے نام پر کوئی جانور ذبح کرے۔ تیسری یہ کہ خدا اُس پر لعنت کرتا ہے جو کسی بدعتی کو پناہ دے۔ چوتھی یہ کہ خدا اس شخص پر لعنت کرتا ہے جو زمین کی حدود کے نشانات کو بدل ڈالے یا مٹا ڈالے (صحیح مسلم شریف جلد دوم صـ۸۶ حدیث ۳۸۵ ذبح کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے۔ عبد الرزاق نے کہا کہ جاہلیت کے زمانہ میں لوگ قبروں کے پاس جا کر گائے یا بکری کاٹا کرتے تھے (اسی کو عقر کہتے ہیں اسلام میں اس کی ممانعت کر دی گئی (ابو داؤد شریف جلد دوم پارہ ۲۱ صـ۵۸۲ حدیث ۱۴۶۵ باب ۶۱۵)

Marfat.com

حیوانات کو جو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کو قبروں پر جاکر ذبح کرتے ہیں فقہ میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جنات کے ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی اور شرک کے دائرے میں داخل ہے۔ اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے کہ اس میں بھی شرک کی بو پائی جاتی ہے۔ نذر اور منت کے طریقے اور بہت ہیں۔ کیا حاجت ہے کہ حیوان کے ذبح کرنے کی منت اور نذر مانے اور اسی کو ذبح کر کے جنات کے ذبیحوں سے ملائے۔ اور جنات کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کریں۔

اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں اور اکثر ان کے ناموں کو اپنے پاس سے گھڑ کر ان کے نام پر اپنے روزوں کی نیت کرتی ہیں اور ہر روزہ کے افطار کے لئے خاص اہتمام کرتی ہیں اور خاص طور پر افطار کرتی ہیں، اور روزوں کے لئے دنوں کو مقرر کر لیتی ہیں۔ اور اپنے مطلبوں اور مقصدوں کو ان روزوں پر موقوف کرتی ہیں۔ اور ان روزوں کے ذریعہ ان پیروں اور بیبیوں سے حاجتیں طلب کرتی ہیں اور ان روزوں کے ذریعہ ان کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا جانتی ہیں۔ یہ سب عبادت میں شرک ہے اور یہ جو اکثر عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر کرنے کے وقت کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں

Marfat.com

کو خدائے تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتی ہیں۔ یہ اُن کا حیلہ بہانہ ہے (مکتوباتِ امامِ ربّانی مجدّدالف ثانی جلد ۳ ص ۱۰۳ مکتوب ۴۱)

یہ جو ہندوستان میں جاہلوں میں رواج ہے کہ منّت مانگر سیّد احمد کبیر کی گائے اور شیخ سدّو کا بکرا ذبح کرتے ہیں وہ گائے اور بکرا مُردار ہے۔ اس واسطے کہ ذبح سے تعظیم غیر خدا اور تقرب مخلوق کا ارادہ کرتے ہیں اور یہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ ذبح کے وقت نام خدا کا لینے سے ذبیحہ حلال اور پاک ہو جاتا ہے گو نیت عام کی خراب ہو سو یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔ اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ درصورتِ تعظیم غیر خدا ذبیحہ مُردار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اللہ کا خالص نام لیا جائے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ ص ۱۷۹ باب الحظر)

جو جانور کہ نامزد کیا گیا اور شہرہ دیا گیا (یعنی وہ جانور مشہور ہو چکا ہے کہ یہ دُنبہ یا بکرا فلاں ولی یا فلاں پیر، یا بُت یا دیوتا، یا ماتا یا اور کسی کے بھی نام کا ہو) تقرب اور تعظیم کے لئے بنامِ غیر خدا وہ حرام ہے۔ جیسا کہ عوام جاہلوں میں دستور ہے۔ یہ بکرا شیخ سدّو کا ہے یہ گائے سیّد احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا توپ کا۔ یا یہ مرغا مدار صاحب کا۔ یا یہ جانور ذبح کرنا بزرگوں کی قبروں کے پاس یا کنارے دریا کے یا بطور بھوگ کے

Marfat.com

ساتھ نام جنوں کے۔ پس کرنے والا ان کاموں کا مرتد کافر ہے اور یہ ذبیحہ مردار اور حرام ہے اگرچہ وقتِ ذبح کے نام خدا کا لیا ہو، یعنی بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا ہو تو بھی حرام ہے اس واسطے کہ پہلے ہی سے یہ جانور غیر خدا کے نام پر مشہور ہو چکا تھا، پھر وقت ذبح کرنے کے اب نام خدا کا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ جانور جو مشہور ہو گیا۔ سوائے نام اللہ کے وہ سؤر سے بھی بُرا اور مُردار ہے (مظاہر حق جلد تیسری ص۲۸۹ مرتد کے بیان میں)

٭

Marfat.com

(۵۵)

اولیاء اللہ

قرآن شریف کے گیارھویں پارہ میں سورہ یونس کے ساتویں رکوع کے اندر آیت ۶۲، ۶۳ اور ۶۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"خبردار ہو کہ جو لوگ خدا کے دوست ہیں اُن پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے رہے اُن کے لئے دُنیا میں بھی بشارت (خوشخبری) ہے، اور آخرت میں بھی، کلامِ خدا کے لئے کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی تو زبردست کامیابی ہے۔"

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دل میں ایمان اور یقین ہو۔ جن کا ظاہر تقوےٰ اور پرہیزگاری میں ڈوبا ہوا ہو۔ جتنا تقویٰ ہوگا اتنی ہی ولایت ہے۔ ایسے لوگ محض نڈر اور بے خوف ہیں۔ قیامت کے دن کی دہشت ان سے دور رہے نہ وہ کبھی غم و رنج سہیں گے۔ دنیا میں جو چھوٹ جائے اس پر انہیں حسرت اور افسوس نہیں ہوتا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن پر انبیا اور شہدا بھی رشک کریں گے۔ لوگوں نے پوچھا، حضور! وہ کون لوگ ہیں ہمیں بتلائیے کہ ہم بھی اُن سے محبت رکھیں۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ مالی فائدہ کی وجہ سے نہیں۔ رشتہ داری اور نسب کی بنا پر نہیں صرف اللہ کے دین کی وجہ سے، ان کے چہرے نورانی ہوں گے۔ یہ نور کے منبروں پر ہوں گے سب کو ڈر و خوف ہوگا لیکن یہ بالکل بے خوف اور محض نڈر ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے یہ بے غم ہوں گے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۱ ص۸۶)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کو مجھ سے نزدیکی حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ ہمیشگی نوافل سے میرے قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنی فکر نہیں ہوتی جتنی مومن کی روح قبض کرنے میں۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے۔ میں اسے ناراض کرنا نہیں چاہتا (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۲۵ حدیث ۱۲۱۸ کتاب الرقاق)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مومن اخلاص اور اطاعت میں کامل

Marfat.com

ہو جاتا ہے تو اس کے تمام کام محض اللہ کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ سنتا ہے اللہ کے لئے وہ دیکھتا ہے اللہ کے لئے یعنی شریعت کی باتیں سنتا ہے۔ شرع نے جن چیزوں کا دیکھنا جائز کیا ہے ان ہی کو دیکھتا ہے۔ اسی طرح اس کا ہاتھ بڑھانا، پاؤں چلانا بھی اللہ کی رضامندی کے کاموں کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اللہ پر اس کا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔ وہ اسی سے مدد چاہتا ہے۔ تمام کام اس کے اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت لقمان حکیم سے ایک شخص نے کہا کیا تو بنی حسحاس کا غلام نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں۔ اس نے کہا کیا تو بکریوں کا چرانے والا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں۔ پھر اس نے کہا کیا تو سیاہ رنگ کا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں لیکن تم یہ بتاؤ کہ پوچھنا کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا یہی کہ پھر تیرے میں ایسی کونسی بات ہے کہ تیری مجلس بھرپور رہتی ہے۔ لوگ تیرے دروازے پر آکر پڑے رہتے ہیں اور تیری باتیں شوق سے سنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنو بھائی جو باتیں میں تمہیں کہتا ہوں ان پر عمل کر لو تو تم بھی مجھ جیسے ہو جاؤ گے۔ آنکھیں حرام چیزوں سے بند کر لو۔ زبان بے ہودہ باتوں سے روک لو۔ مال حلال کھایا کرو۔ اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرو۔ زبان سے سچ بولا کرو۔ وعدے کو پورا کیا کرو۔ مہمان کی عزت کرو۔ پڑوسی کا خیال رکھو۔ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دو۔ انہی عادتوں کی وجہ سے میری بزرگی ہوئی ہے۔

حضرت لقمان تو حبشی غلام تھے۔ ان سے ایک روز ان کے مالک نے کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے بہترین اور اچھے ٹکڑے گوشت کے میرے پاس

Marfat.com

لاؤ۔ وہ دل اور زبان لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ان کے آقا نے پھر یہی حکم دیا اور کہا آج اس کے گوشت میں سے جو بدترین اور خبیث ٹکڑے ہوں وہ لادو۔ آپ آج بھی یہی دو چیزیں لے گئے۔ مالک نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ بہترین ٹکڑے تجھ سے مانگے تو تو یہی دو لایا اور بدترین دو ٹکڑے مانگے تو بھی تو نے یہی لا دیئے۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا جب یہ اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی حصہ نہیں اور جب یہ بُرے بن جائیں تو پھر سب سے بدتر بھی یہی دو ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۱ ص۴۳ سورہ لقمان کے دوسرے رکوع میں اوپر والی دونوں باتیں مذکور ہیں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہت سے پریشان حال اور دروازے سے دھکے دیئے جانے والے لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ خدا کے بھروسہ پر (کسی بات پر) قسم کھالیں تو خدا اُن کی قسم کو پورا کر دے گا (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۸۶ حدیث ۹۰۷ ادب کے بیان میں)

میرے عزیز دوست اتنا خوب یاد رکھنا کہ شریعت کے خلاف عمل کر نیوالا ولی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نہیں سنا جو حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک دجّال پیدا ہوگا وہ کیسے کیسے خلاف عادت کام کر کے لوگوں کو دکھائے گا۔ لیکن اُن شعبدوں کی وجہ سے وہ ولی نہیں بلکہ ملعون اور مردود ہوگا، کیونکہ اس کے سب کام شریعت کے خلاف ہوں گے اور وہ خود بھی شریعت کا دشمن ہوگا۔

حدیث :۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سے رسولخدا

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا قصہ بیان فرمایا تھا۔ منجملہ ان کے جو آپ نے ہم سے بیان فرمایا کچھ یہ تھا کہ دجال آئے گا اور اس پر حرام ہے کہ مدینہ کے راستوں میں داخل ہو۔ وہ مدینہ سے باہر شور زمین میں ٹھہرے گا تو اس روز ایک شخص اُسکے پاس جائے گا اور وہ تمام آدمیوں سے بہتر ہو گا وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کے بارے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی تھی تو دجال کہے گا کہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کروں تو کیا تم لوگ پھر بھی میرے معاملوں میں شک کرو گے ؟ لوگ جواب دیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجال اُس شخص کو قتل کر دے گا۔ اس کے بعد اُسے زندہ کرے گا، جس وقت دجال اس شخص کو زندہ کر چکے گا تو وہ شخص کہے گا کہ میں اب اور بھی زیادہ تیرے حال سے واقف ہو گیا۔ پھر دجال کہے گا کہ میں اس کو قتل کئے ڈالتا ہوں مگر پھر وہ اس شخص پر غالب نہ پائے گا۔ (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۷ صلا۴۲۱ حدیث ۱۷۳۶ فضائل مدینہ کے بیان میں)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اس دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان کو پانی برسانے کا حکم دے گا۔ آسمان سے بارش ہوگی وہ زمین کو پیداوار اُگانے کا حکم دیگا اور زمین سے پیداوار ہوگی۔ اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس جائے گا وہ اسے نہ مانیں گے۔ اسی وقت تمام چیزیں برباد اور ہلاک ہو جائیں گی، اور وہ دوسرے قبیلہ کے پاس جائے گا جو اُسے خدا مان لیں گے۔ اسی وقت اس کے حکم سے اُن پر آسمان سے بارش برسے گی اور زمین پر پھل اور کھیتی اُگ آئے گی۔ ان کے جانور پہلے سے زیادہ موٹے تازے

Marfat.com

اور دودھ والے ہو جائیں گے، سوائے مکہ اور مدینہ کے تمام زمین پر یہ مردود پھریگا اللہ پاک عام مسلمانوں کو بچائے اس مردود کے فتنوں سے (آمین) (تفسیر ابن کثیر پارہ ۶ ص۱۵ سورہ نساء کے بائیسویں رکوع میں)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو پانی پر چلتے ہوئے اور ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھو تو اسے ولی نہ سمجھ لینا جبتک اس کے تمام اعمال اور افعال قرآن و حدیث کے مطابق نہ ہوں (تفسیر ابن کثیر پارہ اول ص۱ سورہ بقرہ کے چوتھے رکوع میں)

حدیث:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رضامندی ان کے اہل بیت (کی خدمت اور محبت) میں سمجھو (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۴ ص۲۲۶ حدیث ۹۰۱ رسول خدا کے قرابتداروں کے بیان میں)

مگر افسوس! آج اکثر ایسے لوگ بھی نظر آرہے ہیں جو اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر شریعت سے کوسوں دور ہیں۔ اپنے آپ کو سید کہلانے اور کہنے والے یہاں پر ذرا ایک منٹ رک کر سوچیں اور سمجھیں کہ سید کے معنی سردار کے ہیں۔ اگر وہ مسلمانوں میں سردار ہیں۔ یعنی کوئی دین کا سردار، کوئی علم و عرفان کا سردار، کوئی ایمان و عمل کا سردار، کوئی روحانیت اور سچائی کا سردار ہے تو واقعی وہ سید ہے۔ شریعت پر اُس کے قدم مضبوط ہیں تو سید کا لفظ اس کے لئے عزت، شرف، سربلندی اور احترام کا ضامن ہے۔ لیکن ہم اپنے اس دور میں اکثر سیّدوں کو شریعت کا نہیں بلکہ بدترین جہالت کا سردار دیکھتے ہیں۔ جیب بھر و پیر بھی

Marfat.com

سیّد ہیں۔ پیٹ بھرو مولوی بھی سید ہیں، قبروں کے سجّادہ نشین بھی سید ہیں۔ جاہل لوگوں کو بہکا کر اُن کی نیاز و نذر ہضم کر جانے والے بھی سیّد ہیں۔ نماز کی چوری اور روزہ خوری کر کے مزاروں پر چوسر، شطرنج اور تاش کھیلنے والے بھی سیّد ہیں مسجدوں کو ویران کر کے مزاروں پر قوالوں کی تانیں سُننے والے اور رنڈیوں کے ناچ و مجرے کرانے اور دیکھنے والے بھی سید ہیں۔

ہاں اے میرے عزیز دوست! بڑے دُکھ کی بات ہے کہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ سیّد سادات شریعت کی سرداری علم کی سرداری، سچائی کی سرداری، سخاوت کی سرداری، اخلاق و اخلاص کی سرداری، پرہیزگاری کی سرداری، عمل کی سرداری کے مالک تھے۔ آج وہ زمانہ ہے کہ اکثر سید جہالت کی سرداری کے مالک ہیں اور شریعت کو مٹانے کی سرداری اور رہنمائی کر رہے ہیں۔ کفر و شرک اور بدعتیں پھیلانے کی سرداری کر رہے ہیں۔ تابوت و تعزیہ پجوانے میں سیدوں کی سرداری ہے۔ چلّوں اور تربتوں کو پجوانے میں سیدوں کی سرداری ہے۔ کسی جگہ پر بال پجواتے ہیں۔ کسی جگہ پر کرتہ پجواتے ہیں۔ کسی جگہ پر کٹورا پجواتے ہیں، کسی جگہ پر نعلین پجواتے ہیں۔ کسی جگہ پر قدم کے نشانات پجواتے ہیں۔

ان سیّدوں کے دعویداروں نے اللہ کو پوجنا چھوڑ دیا۔ اللہ سے مانگنا چھوڑ دیا۔ نیکی پر چلنا اور نیکی کا راستہ بتانا چھوڑ دیا۔ آخرت کی فکر کرنی چھوڑ دی۔ خدا کا خوف دلوں میں نہ رہا۔ پرہیزگاری سے ان کو مطلب نہ رہا۔ پھر یہ کیسے سید ہیں جن کی سیرت بھی اسلام کے خلاف اور جن کی صورت بھی شریعت کے مطابق نہیں۔

Marfat.com

سیدوں کی اصل سرداری جو توحید ماننے اور منوانے کی تھی ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کرنے اور کرانے کی تھی اس کو چھوڑ کر جہالت اور گمراہی کی سرداری کو اختیار کر لیا ہے۔ دیکھیے یہ سید بھائی خاندانِ نبیٔ ہاشمی صلے اللہ علیہ وسلم کے چمکتے ستارے ہیں یا خاندانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے سیاہ داغ اور ننگ دعار کا باعث ہیں؟ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگالیں ۔

اگر کسی سنّت کی حقارت کی کافر ہوا اور اگر تعظیم کے باوجود بلا عذر ترک کرے تو بقول صحیح گنہگار ہے (عین الہدایہ جلد اوّل ص۱۲۵ نوافل کے بیان میں)

اصل سید اور ولی وہی ہے جو شریعت کا پابند ہو۔ تمام فرائض اور واجبات اور سنتوں پر عمل کرتا ہو۔ زندگی عمل اور تقویٰ کے نور سے روشن ہو، وہ ہے مومن وہ ہے اللہ کا پیارا۔

کسی شخص نے سنتیں چھوڑیں اور اگر ان کو حق نہیں سمجھتا تو کافر ہو گیا۔ اس واسطے کہ اس نے ان کو خفیف (یعنی ہلکا) جان کر چھوڑا۔ اور اگر ان کو حق سمجھتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ گنہگار ہوتا ہے اس واسطے کہ سنتوں کے چھوڑنے پر وعید آئی ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۱۵۶ نوافل کے باب میں)

اے عزیز دوست میرے! ہر ایک مسلمان بھائی کے لئے سوچنے کا مقام ہے جو اپنے آپ کو سنی کہتا ہے، وہ خود اپنے آپ کو پرکھ لے کہ وہ سنتِ رسول ص کا کتنا عامل ہے؟ ۔

Marfat.com

ترک کیا سنت کو اور ان کو حق سمجھتا ہے تب تو ترک سے گنہگار ہوگا، ورنہ کافر ہو جائے گا بحقارت کی وجہ سے۔

(غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِّ مختار جلد اوّل ص۳۱۶ نوافل کے بیان میں)

جس قدر سنتوں کی پابندی یعنی اتباع عمل زیادہ ہو اسی قدر مرتبہ زیادہ ہے اور جس قدر کمی ہو اسی قدر نقصان ہے اور بالاتفاق اُن کے نزدیک جو شخص کہ خلافِ شریعت اور خلافِ سنت کو اختیار کرنے والا ہو تو خوف ہے کہ وہ شیطان کا آلہ ہو (یعنی خلافِ شریعت کام کرنے سے رفتہ رفتہ انسان شیطان کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔) اور وہ ولی ہرگز نہ ہوگا بشرطیکہ وہ ہوش میں ہو (عین الہدایہ جلد چہارم ص۲۹ باب الکراہت)

Marfat.com

(۵۶)

ایصالِ ثواب اور فاتحہ

حدیث:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ص! میری ماں اچانک مرگئی اور کوئی وصیت نہ کرسکی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو ضرور صدقہ اور خیرات کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کا اجر اور ثواب اس کو ملے گا؟ حضرت نے فرمایا، ہاں (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۶۳۱ حدیث ۱۰۱۰ زکوٰۃ کے باب میں)

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل بند ہوجاتے ہیں لیکن تین عمل (ایسے ہیں جن کا ثواب اس کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ وہ تین عمل یہ ہیں) صدقہ جاریہ۔ ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔ اور نیک کار لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے (ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۷۷ حدیث ۱۲۷۵ احکام کے بیان میں)

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کا ثواب ہمارے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہنچتا ہے (عین الہدایہ

Marfat.com

جلد اول ص۲۹ عقائد کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! کھانے پینے کی چیزیں، کپڑا لتا، خیر خیرات سب کا ثواب جس کسی کی بھی روح کو پہنچانا چاہو انشاء اللہ وہ ضرور پہنچے گا۔ اور مرنے والے کو اس سے نفع ہوتا ہے لیکن بعض جگہ پر کھانے پینے کی چیزوں پر فاتحہ پڑھانے کی جو پابندی ہوتی ہے وہ بری ہوتی ہے۔ فاتحہ پڑھنا برا نہیں ہے۔ مثلاً بعض جگہ پر فاتحہ پڑھنے کی اس قدر پابندی ہوتی ہے کہ جب تک اس کھانے پینے کی چیز پر فاتحہ نہ پڑھا جائے اس وقت تک اس میں سے کھانا پینا یا کھلانا پلانا ادب کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور کھانے کے لئے بچے وغیرہ ادھر ادھر گھومتے پھرتے اور دیکھتے رہتے ہیں لیکن جب تک امام صاحب آکر اس پر فاتحہ نہ پڑھیں تب تک اس میں سے کسی کو ایک دانہ کھانے کو اور ایک قطرہ پانی پینے کو نہیں مل سکتا۔ یہ جہالت ہے۔

اور بعض لوگوں کا خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ بغیر فاتحہ کے ثواب نہیں پہنچے گا۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔ اور اس طرح فاتحہ دلانے سے ریاکاری یعنی دکھاوا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

اب آپ کو ایک مثال دے کر سمجھاتا ہوں۔ ہماری جیب میں ایک پیسہ یا ایک روپیہ ہے اور اس کا ثواب اگر ہم کسی کی روح کو بخش دیں تو پہنچے گا یا نہیں؟ آپ کا دل بھی گواہی دے گا کہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ وہ روپیہ تو ہماری جیب میں ہی پڑا ہے۔ جب تک ہم اس روپے کو اللہ کی راہ میں خیرات نہ کریں گے تب تک ہم اس کا ثواب نہیں بخش سکتے۔ ہاں جب وہ روپیہ ہم نے

Marfat.com

کسی پر شریعت کے حکم کے مطابق اللہ کے نام پر خیرات کر دیا تو اب ہم کو ثواب ملا۔ اور اب ہم جس کو چاہیں بخش دیں۔ اسی طرح سے اُس کھانے کا ثواب جو ایصالِ ثواب کے لئے پکایا گیا ہے۔ جب تک وہ کھانا اللہ کے نام پر کھلایا نہ جائے، ثواب نہیں ملتا، چاہے اُس پر فاتحہ کئی مرتبہ امام صاحب پڑھ دیں اس کا ثواب نہ ملے گا۔ ہاں جب آپ نے کھانا کھلا دیا اللہ کے نام پر۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثواب عطا فرمایا، اب آپ خود ہی اُس ثواب کو کسی کی بھی روح کو بخش دیں۔

اب دوسری مثال بھی سُن لو میرے دوست! پیسہ یا روپیہ یا کپڑا، یا اور کوئی چیز ہم کسی غریب، محتاج اور فقیر اور یتیم و مسکین کو دے دیتے ہیں اور اس پر فاتحہ نہیں پڑھتے، اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے قبول کر لیتا ہے پھر کیوں ہم معمولی معمولی باتوں پر لڑیں اور آپس میں نا اتفاقی پیدا کریں!۔

☆

Marfat.com

نماز کے بعد کا فاتحہ

میرے عزیز دوست! نماز کے بعد کا جو فاتحہ پڑھا جاتا ہے اس کے بھی اکثر جگہ پر جھگڑے چل رہے ہیں۔ اس کا بھی خلاصہ سُن لو!

حدیث :۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کوئی شخص نماز کے بعد دائیں جانب پھر کر بیٹھنا ضروری جان کر اپنے عقیدہ میں شیطان کا حصہ مقرر نہ کرے۔ اس لئے کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب مڑ کر بیٹھتے اکثر دیکھا ہے (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۱۵ حدیث ۱۴۸۰ نماز کے باب میں) اور صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۴ ص۱۹۶ حدیث ۷۹۶ نماز کے باب میں بھی ہے)

میرے عزیز دوست! آج ہندوستان میں جہالت کی اکثر جگہ یہ حالت ہے کہ بائیں طرف نماز کے بعد مُنہ کرکے کوئی امام دعا پڑھے تو اس پر فوراً وہابی کا ٹائیٹل لگادیں گے اور بکنے لگیں گے کہ دیکھو یہ بڑے پیر کو نہیں مانتا، اس لئے اُن کی طرف مُنہ نہیں کرتا، یا نماز ختم ہونے کے بعد اگر نوافل و سنّت اسی جگہ پر نہ پڑھے اور چلا جائے تو بھی قسم قسم کے ٹائیٹل لگادیتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس گھر میں خدا کا ذکر ہوتا ہے اور جس گھر میں خدا کا ذکر نہیں

Marfat.com

ہوتا ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی سی ہے (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۲۷ حدیث ۴۲۲ نماز کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے جب کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھ چکے (یعنی فرض نماز) تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھر کے لئے بھی نماز کا کچھ حصہ رکھے، اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نماز کے سبب سے گھروں میں بھلائی پیدا کرتا ہے (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۱۲۷ حدیث ۴۲۳ نماز کے بیان میں۔ اور مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۲۴۲ حدیث ۱۲۱۸ رمضان کی عبادت کے بیان میں بھی ہے)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص! میرا مکان میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نہیں دیکھتے کہ میرا مکان مسجد کے کس قدر قریب ہے۔ لیکن اس پر بھی مجھ کو یہ زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے مکان ہی میں پڑھوں۔ البتہ فرض کے واسطے مسجد مقرر کی گئی ہے (ابنِ ماجہ شریف ص۲۱۵ حدیث ۱۳۹۵ نماز کے بیان میں)

حدیث:۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مکانوں کو قبریں نہ بناؤ۔ یعنی ان میں نماز ادا کیا کرو۔ بغیر نماز کے نہ چھوڑو (ابن ماجہ شریف ص۲۱۵ حدیث ۱۳۹۴ نماز کے بیان میں اور ابوداؤد شریف جلد اوّل پارہ ۵ ص۳۹۶ حدیث ۱۰۳۰ باب نمبر ۲۵۶ میں بھی ہے)

Marfat.com

حدیث:- حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہتر نماز اس کے گھر ہی میں ہے (مختصر) صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۵ صفحہ ۲۴۴ حدیث نمبر ۱۰۴ کتاب الآداب میں)

حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض نماز ادا کرنے کے بعد کیا اتنے سے کام میں تم کو تکلیف ہوتی ہے کہ ان فرضوں کے مقام سے آگے یا پیچھے ہو جاؤ یا داہنی جانب یا بائیں جانب ہو جاؤ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۲۴ حدیث ۱۴۲۶ نماز کے بیان میں۔ اور ابو داؤد شریف جلد اوّل پارہ ۵ صفحہ ۳۸۴ حدیث نمبر ۹۹۳ باب ۳۴۵ میں بھی ہے)

حدیث:- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، امام فرضوں سے فارغ ہونے کے بعد اس مقام سے علیحدہ ہو جائے جہاں اُس نے فرض ادا کئے ہوں، اُس مقام پہ اور نماز ادا نہ کرے۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۲۲۴ حدیث ۱۴۲۷ نماز کے بیان میں اور ابو داؤد شریف جلد اول پارہ ۴ صفحہ ۲۵۸ حدیث ۶۱۲ باب ۲۲۱ میں بھی ہے)

جن فرضوں کے بعد سنتیں ہیں تو امام اپنے فرض کی جگہ سے دائیں یا بائیں یا پیچھے ہٹ کر یا اپنے گھر میں جا کر سنتیں پڑھے۔ اور مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والا جہاں چاہے نماز پڑھے (عین الہدایہ جلد اوّل صفحہ ۴۰ نماز کے بیان میں)

Marfat.com

سب سنتیں اور نوافل ادا کرنے کیلئے افضل گھر ہے۔ یہی حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اور اپنی مسجد نبوی میں پڑھنے سے بھی افضل فرمایا ہے (عین الہدایہ جلد اوّل ص۵۶۷ قیام رمضان کے بیان میں)

میرے عزیز دوستو! آئی بات آپ کی سمجھ میں کہ جن نماز کے بعد سُنتیں اور نوافل ہیں، مثلاً ظہر، مغرب اور عشاء کی نمازیں، ان میں تو فاتحہ پڑھنے کا جھگڑا ہی مٹ گیا کیونکہ امام کو جب وہاں سے فرض نماز پڑھ لینے کے بعد ہٹ جانے کا حکم ہے تو پھر فاتحہ کا جھگڑا ہی کہاں رہا۔ اور مقتدیوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ فرض پڑھ لینے کے بعد سنتیں اور نفل گھر میں ادا کریں۔ اس لئے دوسرا فاتحہ تو بالکل ہی ختم ہو گیا، فاتحہ ثانی کی تو کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہی۔ اب بات رہی فجر اور عصر کی کیونکہ اس نمازیں بعد فرضوں کے سنت اور نوافل نہیں ہیں تو سن لو اس کا بھی فیصلہ۔

اگر دعائے ماثورہ بلند آواز سے اس واسطے کہے کہ ساتھ والے سیکھ جائیں تو مضائقہ نہیں ہے اور جب سیکھ گئے تو ان لوگوں کا بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہوگا اور اگر سکھانے کی غرض نہیں ہے تو (بلند آواز سے) پڑھنا مکروہ ہے۔

(عین الہدایہ جلد ۴ ص۲۴۱ کراہت کے باب میں اور فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم ص۲۷ کراہت کے باب میں بھی ہے

میرے عزیز دوست! ہماری جہالت تو دیکھئے کہ بعض جگہ پر تو جب تک

Marfat.com

امام صاحب تین چار دفعہ فاتحہ نہ پڑھ لے اس وقت تک لوگ اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے اور امام صاحب بے چارے اس ڈر سے کہ ان لوگوں کے کہنے کے مطابق فاتحہ نہ پڑھوں گا تو یہ لوگ مجھے گاؤں سے نکال دیں گے یا نوکری پر سے ہٹا دیں گے۔ اس نیت سے وہ بے چارے امام صاحب تین چار یا جتنے بھی دفعہ کہو فاتحہ پڑھاتے چلے جاتے ہیں، اور پھر اس کو جاہل لوگ مذہب سمجھ لیتے ہیں۔

میرے عزیز دوست! ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جب امام صاحب نے سلام پھیر دیا تو اب امام امام نہ رہا اور مقتدی مقتدی نہ رہے کیونکہ سلام پھیر دینے کے بعد دونوں آزاد ہیں۔ جس کا جی چاہے چلا جائے اور گھر میں باقی نماز ادا کرے۔ جس کا جی چاہے بیٹھا رہے۔ جس کا جی چاہے دعا مانگے جس کا جی چاہے اللہ کا ذکر کرے۔

Marfat.com

۵۸

قیام کی دلیلیں

دلیل نمبر ۱

قرآن شریف کے پارہ ۲۶ میں سورہ فتح کے پہلے رکوع کے اندر آیت ۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اسکی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔"

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب اور فرض ہے۔ ذرا بھی کوئی توہین کرے گا توفیضِ رسالت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہے گا (تفسیر حقانی جلد ۷ ص ۲۸۵)

میرے عزیز دوست! یہ لوگ جو مجلسِ میلاد میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آتی ہوئی سمجھ کر قیام کرتے ہیں اور دلیل اس آیت سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کو حکم فرما رہا ہے کہ میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرو۔

مجلسِ میلاد میں کھڑے ہونے کے لئے یہ دلیل بالکل بے اصل ہے کیونکہ تعظیم سے مراد کھڑے ہونا نہیں اگر اس آیت سے کھڑا ہونا ہی مراد ہے جب تو پھر

Marfat.com

مجلسِ میلاد میں سلامی کے وقت کھڑا ہونا مستحب یا مستحسن نہ ہوگا بلکہ واجب یا فرض ہوگا۔ اور واجب یا فرض ترک کرنا گویا سخت گناہ ہے۔ تو اس دلیل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے پر کھڑے نہ ہوتے تھے وہ بھی سخت گنہگار ہوئے۔ اللہ کی پناہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرمایا ہے۔ وہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خدا کے حکم کے خلاف اپنا حکم جاری کیا۔ یا تو پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو سمجھتے ہی نہ تھے اور نہ صحابہ کرام رضؓ سمجھ سکے۔ بلکہ اس زمانہ میں ہی قرآن مجید کو سمجھنے والے یہ جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی پیدا ہوگئے، اللہ کی پناہ جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔ میرے دوست! ایسا نہیں ہے بلکہ:۔

تعظیم سے مُراد دین کی پابندی اور مدد ہے (تفسیر حقانی جلد ۶ صفحہ ۲۹۸)

دلیل نمبر ۲

مجلسِ میلاد میں کھڑے ہونے کی دوسری دلیل یہ لاتے ہیں کہ ہم تعظیم سمجھ کر کھڑے نہیں ہوتے بلکہ ثواب کی نیت سے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ دلیل بھی بے اصل ہے۔ کیونکہ ثواب کا ملنا یقیناً اُس وقت مانا جائے گا جب قرآن وحدیث سے ثابت ہو۔ اگر ثبوت نہیں ہے تو عقلی دلیلیں لے کار ہیں۔

یقین کرو کہ جتنی باتیں تم خیال وگمان اور وہم وقیاس اور اٹکل یا اندازہ سے اپنے خزانہ میں بھرتے ہو وہ کنکر اور روڑے

Marfat.com

ہیں. تم چاہے اُسے ہوتی سمجھو (فتاویٰ عالم گیری جلد اوّل ص۴۲ مقدمہ میں)

شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی راہ اختیار کرنا گمراہی ہے اور اپنے نفس کی راہ یہ بھی ہے کہ اپنی سمجھ پر عمل کرے (عین الہدایہ جلد ۴ ص۲۷۴ کراہت کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! ہر ایک عمل کے لئے ثبوت پورا چاہیئے، صرف زبانی یا عقلی باتوں سے کام نہیں چل سکتا۔

حدیث:۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بڑی حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی پر خدا کی طرف سے فرض ہوتا ہے کہ اپنی اُمت کو تمام نیکیاں جو وہ جانتا ہے سکھا دے اور تمام بُرائیوں سے جو اس کی نگاہ میں ہیں آگاہ کر دے (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص۵۳ سورہ نساء کے آٹھویں رکوع میں)

میرے عزیز دوست! تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اگر ثواب تھا تو پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعظیم کے لئے کھڑے ہونے سے کیوں منع فرمایا. گویا آپ نے بھی فرض کو ترک کیا (نعوذ باللہ منہا)

میرے عزیز دوست! ایسا نہیں ہے بلکہ صحیح یہی ہے کہ مجلسِ میلاد میں کھڑے ہونا بے اصل ہے۔

دلیل نمبر ۳

مجلسِ میلاد میں تعظیم کے لئے کھڑے ہونے والے تیسری دلیل یہ لاتے ہیں

Marfat.com

جو حدیث صحیح بخاری شریف کے اندر سولہویں پارہ میں ہے۔

حدیث:- ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بنی قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر اُترآئے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو سعد رضؓ کے پاس بھیجا۔ سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر بیٹھے ہوئے تشریف لائے جب مسجد کے قریب پہنچے تو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا کہ اپنے سردار یا اپنے بزرگ کی طرف کھڑے ہو (اور انہیں آتارلو) پھر سعد رضؓ سے فرمایا کہ یہ کافر تیرے حکم پر اُترے ہیں (تو تم کیا حکم دیتے ہو) سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو کافر مسلمانوں سے لڑیں انہیں مار دیا جائے اور اُن کی اولاد قید کی جائے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بموجب حکم خدا حکم دیا (صحیح بخاری شریف جلد دوسری پارہ ۱۶ ص۳۳۲ حدیث ۱۲۷۶ کتاب المغازی۔ اور ابوداؤد شریف جلد تیسری پارہ ۳۲ ص۶۶۳ حدیث ۱۷۷۴ باب ۵۷۱ میں بھی ہے)

مجلس میلاد میں قیام کرنے والے تیسری دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع تھا تو پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار کو ان کے سردار حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے کھڑے ہونے کا حکم کیوں فرمایا؟۔

جواب:- اوپر والی حدیث کا مطلب یہ لوگ سمجھ نہیں سکے۔ بنو قریظہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح خندق کے بنو قریظہ کی دغا بازی کے سبب پچیس ۲۵ روز تک ان کو قلعہ میں گھیرے رکھا پھر جب وہ لوگ صلح کرنے پر اُتر آئے تو یہودیوں نے کہا کہ ہمارا فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کریں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لئے کسی ایک شخص کو بھیجا، جب سعد رضؓ گدھے پر بیٹھ کر تشریف لے آئے تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف۔ یہ اس لئے فرمایا تھا کہ سعد رضؓ بدر کی لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے۔ اور زخموں سے اسی روز خون کا بہنا بند ہوا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے کا حکم اس لئے فرمایا تھا کہ تم لوگ کھڑے ہو کر سعد رضؓ کو آہستہ سے سواری پر سے اتار لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ خود گدھے پر سے اتریں اور پھر خون زخموں سے بہنا شروع ہو جائے (اور اسی حدیث کی شرح میں یہ بھی لکھا ہے کہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ختم زندگی تک قیام یعنی کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھا ہے (مظاہر حق جلد چار صلا قیام کے بیان میں)

میرے عزیز دوستو! مسلمانوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حیات طیبہ میں قیام کو پسند نہیں فرمایا تو بعد وفات کے قیام کیسے پسند ہو سکتا ہے۔ پھر بھی ہم نہ مانیں تو یہ ہماری جہالت ہے۔ شریعت میں تو اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ ممانعت ثابت ہے۔

بعض علماء کے نزدیک قیام سنت ہے مگر ثابت یہ ہوا کہ مکروہ ہے (مظاہر حق جلد ۴ صلا قیام کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! شریعت میں تو صاف مکروہ لکھا ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔ اور جو لوگ جائز بتلاتے ہیں وہ حقیقت میں بے سمجھے بوجھے اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں جن میں سے زیادہ نفس پرست ہی ہوتے ہیں، جو جاہلوں کا دل بہلانے کے لئے اور رسموں کو نباہنے کے لئے جائز

Marfat.com

کہتے ہیں تاکہ اپنا نباہ ہو سکے۔

دلیل نمبر۴

مجلس میلاد میں کھڑے ہونے والے چوتھی دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کیلئے اٹھتے۔ اُن کا بوسہ لیتے اور اپنے پاس بٹھاتے اور جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جاتے تھے تو وہ اپنی جگہ سے اُٹھ جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں (ترمذی شریف جلد دوم ص۴۰۴ حدیث ۱۷۲۸/۱۷۷۵ مناقب کے بیان میں اور ابو داؤد شریف جلد تیسری پارہ ۳۲ ص۶۶۳ حدیث باب ۱۷۵ میں بھی ہے)

اس حدیث سے فقہائے کرام صرف اتنا جائز بتلاتے ہیں، فتاویٰ قاضی خان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

چند لوگ قرآن پڑھتے ہیں یا ایک شخص قرآن پڑھتا ہے پھر اس کے پاس کوئی خاص میں سے آیا تو فقہائے نے کہا ہے کہ آنیوالا مرد عالم ہو یا قاری کا باپ یا اُستاذ تو اس کے واسطے اٹھنا جائز ہے اور اس کے سوا قیام جائز نہیں۔ اور مجمع فتاوی نطاکی میں ہے کہ قیام قاری کا جائز ہے جبکہ کوئی اس سے زیادہ تر عالم یا اس کا استاذ جس نے اس کو قرآن یا علم سکھایا ہو وہ آوے یا اُس کے والدین آویں اور ان کے سوا اور کسی کے واسطے قیام

Marfat.com

جائز نہیں۔ اگرچہ آنے والا جلیل القدر اور شریف ہو۔

(غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۰ باب الحظر)

میرے عزیز دوست! اوپر والی حدیث سے فقہائے کرام نے اپنے اُستاذ کے لئے اور والدین کے لئے قیام جائز بتایا ہے۔ اب اس عبارت سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھے کہ ہمارے باپ اور استاذ کے لئے تو ہم قیام کریں یعنی ان کی تعظیم کے لئے اٹھیں تو جائز ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا ہمارے باپ یا اُستاذ کے برابر بھی نہ سمجھا جائے؟

میرے عزیز دوست سمجھداری سے کام لے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلسِ میلاد میں یقیناً آتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں جس کا بیان پوری دلیلوں کے ساتھ انشاء اللہ آئے گا۔ اور یہاں پر جو بات چل رہی ہے وہ ساری جماعت کی ہے۔ یعنی مجلسِ میلاد میں ساری جماعت کا اٹھنا کیسے جائز ہوگا۔ کیونکہ ساری جماعت کے اُٹھنے کا ثبوت آپ کو کہیں سے بھی نہیں ملے گا۔ اور اگر ثبوت ملے گا بھی تو انشاء اللہ ممانعت کا ثبوت ملے گا۔

حدیث:۔ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجمیوں کی طرح بعض لوگ بعض کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوا کرو۔

(ابوداؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۰ صفحہ ۶۹۸ حدیث ۱۷۸۹ باب نمبر ۵۸۱ اور مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۶۶ قیام کے باب میں اور غایۃ الاوطار اردو ترجمہ

Marfat.com

درمختار جلد ۴ صفحہ ۲۲۰ باب الحظر اور مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۱۸۹ حدیث ۴۴۶۷ قیام کے باب میں بھی ہے)

میرے عزیز دوست! اس حدیث سے صاف ظاہر اور ثابت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ساری جماعت کا کھڑا ہونا پسند نہیں تھا تو آج ساری مجلس والوں کا اُٹھنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کیسے پسند آئے گا؟ ہرگز نہیں یہ شیطان کا بہکاوا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور مرضی مبارک کے خلاف عمل کروا رہا ہے۔ اور جن لوگوں نے بعض لوگوں کے لئے کھڑا ہونا مستحسن یا مستحب لکھا ہے اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ کھڑے نہ ہونے والوں سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے مستحسن یا مستحب رکھا گیا ہے۔ مگر ان لوگوں کو ایسا دل میں خیال رکھنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کے لئے بھی سخت وعید آئی ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابو مجلز رح کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہما انہیں دیکھ کر تعظیماً اُٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت معاویہ رض نے فرمایا تم دونوں بیٹھ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ بُت کی طرح اس کے لئے کھڑے رہیں تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں ٹھیک کر لینا چاہیئے (ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۲۰ حدیث ۶۱۴ ابواب الآداب ابو داؤد شریف جلد تیسری پارہ ۳۲ صفحہ ۶۶۷ حدیث ۱۷۸۸ باب ۵۸۱ اور مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ ۱۸۸ حدیث ۴۴۶۶ قیام کے بیان میں بھی ہے)

Marfat.com

دلیل نمبر ۵

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ہمارے مسجد میں بیٹھے باتیں کرتے ہم سے پھر جس وقت اٹھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، کھڑے ہوتے ہم بھی، یہاں تک کہ دیکھتے ہم آپ داخل ہوئے بعض گھروں بیویوں اپنی کے میں (مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۷ قیام کے بیان میں)

اس حدیث سے بھی قیام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس حدیث کی شرح یعنی مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہوتے بسبب برخاست ہونے مجلس کے نہ کہ کھڑے ہوتے واسطے تعظیم کے۔ اس لئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں کھڑے ہوتے تھے وقت تشریف لانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، پس کیوں کھڑے ہوتے وقت جانے کے اور دیر تک کھڑے رہنا صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس لئے تھا کہ شاید حضور صلے اللہ علیہ وسلم واپس آجائیں بیٹھنے کے لئے یا کسی کام کے لئے، یا کچھ حکم فرمائیں مگر جب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لے جاتے تو یہ بھی اپنے اپنے گھر تشریف لے جاتے (مظاہر حق جلد ۴ ص ۶۷ قیام کے بیان میں)

حدیث :- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر محبوب نہ تھا لیکن یہ لوگ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تھے تو آپ کے لئے اٹھتے نہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اسے پسند نہیں فرماتے (ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۲ حدیث ۶۱۳ ابواب الآداب اور مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۴۸۸ حدیث ۴۴۶۵ قیام کے بیان میں)

Marfat.com

اے عزیز دوست میرے! عام مسلمان بھائیوں کے لئے سوچنے کا مقام ہے اوپر والی حدیث بیان کرنے والے صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال تک خدمت کی ہے۔ اگر دیکھنا ہو تو دیکھ لینا ترمذی شریف جلد دوم ص۲۹۶ حدیث ۱۶۸۹ مناقب کے باب میں لکھا ہے)

میرے عزیز دوست! ہندوستان کی جہالت پر افسوس ہے کہ ایسے جلیل القدر صحابہ کرام کے کہنے پر عمل نہ کرنا اور اپنی مرضی پر چلنا گویا شیطانی فریب اور نفسانی دھوکہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لوگ جب تک حدیث حاصل کرنے پر جھکے رہیں گے اچھے رہیں گے اور جب اسے ترک کردیں گے برباد ہو جائیں گے (فتاوی عالم گیری جلد اول صفحہ ۱۳۰ مقدمہ میں)

میرے عزیز دوست! ہماری بربادی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اکثر مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائیوں کو بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے بھائی کو ہرانے اور رسوا کرنے کے لئے تمام طاقتیں خرچ کر دیتے ہیں اور قرآن و حدیث کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔

آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے جو خبریں دی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ سچے امام آپ ہی ہیں۔ تمام جھگڑوں کا فیصلہ آپ ہی کے حکم سے کیا جا سکتا ہے۔ جو آپ کی بات بتائے وہ سچا ہے۔ اور جو آپ کے حکم کے خلاف کہے یا بتلائے وہ مردود ہے خواہ کوئی بھی ہو (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۱۹ ص ۱۵ سورہ فرقان کے پانچویں رکوع میں)

Marfat.com

قرآن شریف کے اٹھائیسویں ۲۸ پارہ میں سورہ حشر کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، البتہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے"

میرے عزیز دوست! اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ جس کام کے کرنے کو میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہیں اسے کرو اور جس کام سے روکیں رک جاؤ اور یقین مانو کہ جس کا وہ حکم کرتے ہیں وہ بھلا کام ہوتا ہے اور جس سے روکتے ہیں وہ برا کام ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۶

میرے عزیز دوستو! آپ صاحبان نے پڑھ لیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قیام کرنے سے منع فرما دیا اور منع کرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے پھر کسی نے بھی قیام نہیں کیا۔ نہ تو حضور ؐ کے آنے پر قیام کیا اور نہ تو جانے پر قیام کیا پھر ہم کیوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل کے خلاف عمل کریں۔ ہمیں تو وہی کام کرنے چاہئیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور صحابہ کرام نے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف عمل کرکے کوئی شخص بھی سعادت ابدی تک نہیں پہنچ سکتا۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے

Marfat.com

اسے بجالاؤ، جب میں نہیں کسی چیز سے روکوں تو رُک جاؤ۔ یاد رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی یعنی آپؐ کے حکم کا انکار کرنے والوں کو اور آپؐ کے منع کئے ہوئے کاموں کے کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سخت سزا دیتا ہے اور دُکھ کی مار مارتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ ص۲۶ سورہ حشر کے پہلے رکوع میں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم حیات میں اپنے واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کھڑے ہونے سے منع کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپؐ کے واسطے (منع کرنے کے بعد) قیام نہیں کرتے تھے۔ جو کام آپؐ اپنے حق میں بحالتِ حیات پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ صحابہ کرام رضی کو اس سے منع کرتے تھے وہ بعد وفات کے آپؐ کے تشریف لانے کے وقت (ساری جماعت کا) کیونکر اُٹھنا جائز ہوگا (فتاوی مجموعہ جلد دوم ص۲۳ متفرقات کے باب میں)

سُنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے جو قول اور فعل صحابہ رضی اللہ عنہم اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے۔ اس لئے کہ اگر اس میں بہتری ہوتی تو وہ پاک جماعت جو کسی چیز میں (یعنی نیک اعمال میں) پیچھے رہنے والی نہ تھی وہ اسے ترک نہ کرتی (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶ ص۷ سورہ احقاف کے دوسرے رکوع میں)

دلیل نمبر ۷

میرے عزیز دوست! مذہب تو اس کو کہتے ہیں جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہو۔ جب حدیثوں سے قیام کرنا منع ثابت ہے تو پھر تاویلیں کرنا بے کار ہے

Marfat.com

بلکہ فوراً مان لینا چاہیئے ۔ اسی کا نام ایمان ہے ۔

جب کوئی صحیح حدیث ہو جاوے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا اور وہی مذہب قرار دیا جائیگا (یعنی جو حدیث سے ثابت ہوا وہی مذہب سمجھا جائے گا) اور اس پر عمل کرنے سے حنفی مذہب سے خارج نہ ہوگا (بلکہ حنفی ہی رہے گا) کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح روایت آئی ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو جاوے تو وہی میرا مذہب ہے ۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۲۰ مقدمہ میں)

افسوس کی بات ہے کہ ہمارے امام صاحب کا تو یہ قول ہے کہ حدیث کو مان لیا جائے اور میرا قول اگر حدیث کے خلاف ہو تو چھوڑ دیا جائے ، مگر ہمارے ہندوستان کی جہالت کہ حدیثیں بیان کر کر کے تھک جائیں سمجھا سمجھا کر تنگ آجائیں پھر بھی اس زمانے کے اکثر جیب بھرو پیر اور پیٹ بھرو مولوی اور ان کے جاہل مرید اور مقتدیوں کا قول رد نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو برابر اپنی جہالت پر اڑے ہوئے ہیں اور ضد کو چھوڑتے نہیں بلکہ نفسانیت کے بندے بنے ہوئے ہیں ۔

صحابہ کرام کا ایک مجمع مسجد میں تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن کر رہے تھے ۔ اتنے میں عبداللہ بن ابی بن سلول منافق آیا ۔ اپنی گدی بچھا کر ، اپنا تکیہ لگا کر وجاہت سے بیٹھ گیا ۔ اور تھا بھی گورا چٹا ، بڑھ بڑھ کر فصاحت کے ساتھ باتیں بنانے والا ، کہنے لگا ۔ اے ابو بکرؓ ! تم حضورؐ سے کہو کہ آپ کوئی نشان ہمیں دکھائیں جیسے کہ آپ سے پہلے انبیاءؑ نشانات لائے تھے ۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام تختیاں لائے تھے

Marfat.com

عیسیٰ علیہ السلام انجیل لائے اور آسمانی دسترخوان بھی اور داؤد علیہ السلام زبور لائے تھے حضرت صالح علیہ السلام اونٹنی لائے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ یہ سُن کر رونے لگے، اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر سے نکلے تو ابوبکر صدیق رضؓ نے دوسرے صحابہ رضؓ سے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس منافق کی فریاد دربارِ رسالت میں پہنچاؤ۔ آپ نے فرمایا سنو! میرے لئے کھڑے نہ ہو جایا کرو صرف اللہ ہی کے لئے کھڑے ہو جاؤ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۷ ص۳۷ سورہ انبیاء کے پہلے رکوع میں) ۔۔۔ قرآن شریف کے دوسرے پارہ میں، سورہ بقرہ کے اکتیسویں ۳۱ رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۳۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اور اللہ تعالیٰ کے لئے با ادب کھڑے رہا کرو۔"

صحیح حدیثوں میں ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کوئی محبوب نہ تھا یعنی آپ سے زیادہ باعزت کوئی نہ سمجھا جاتا لیکن آپ کو دیکھ کر وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے جانتے تھے کہ آپ اسے مکروہ سمجھتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۸ ص۱۲ سورہ مجادلہ کے دوسرے رکوع میں)

اتنا سمجھانے پر بھی اگر آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو آپ کی جہالت پر صد افسوس!۔

قرآن شریف کے پانچویں پارہ میں سورہ نساء کے گیارہویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۸۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۲ ص۵۹ حدیث نمبر ۲۰۸ • کتاب الجہاد۔ اور تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ ص ۷ میں بھی ہے)

Marfat.com

(۵۹)

روح مبارک آتی ہے یا نہیں؟

میرے عزیز دوست! آپ خوب سمجھ لیں کہ یہ لوگ مجلسِ میلاد میں جو قیام کرتے ہیں اُن کی سمجھ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ہر مجلس میں تشریف لاتے ہیں اب سنیئے اس کی دلیلیں اور وجوہات۔ میرا ایمان وعقیدہ تو یہ ہے کہ کسی خاص اپنے غلام پر کرم فرما کر آنا چاہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً آسکتے ہیں اور جن مجالس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں وہ مجالس انوار سے بھرپور اور خوشبو سے معطر ہوجاتی ہیں۔ یہ آپؐ کی خصوصیات میں سے ہے، مگر ہر مجلسِ میلاد میں آپؐ یقیناً تشریف لے آتے ہیں یہ کسی طرح سے بھی صحیح نہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ باطل ہے۔

پہلی وجہ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اگر مجالسِ میلاد میں آتے ہیں تو کب اور کس وقت آتے ہیں۔ اس کا ثبوت کوئی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ مجلسِ میلاد کے شروع ہوتے ہی آتے ہیں یا آدھی میلاد پڑھ لینے کے بعد آتے ہیں یا ختم ہونے کے بعد آتے ہیں۔ اگر شروع ہوتے ہی آجاتے ہیں، جب تو پھر ساری میلاد کھڑے کھڑے پڑھنی چاہیئے۔ اور اگر درمیان

Marfat.com

میں آتے ہیں تو آدھی میلاد بیٹھ کر اور آدھی کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئیے۔ آپ ختم ہونے کے وقت ہی تشریف لاتے ہیں اس کا ثبوت ہی کہاں ہے۔ یہ بات تو بالکل بے اصل ہے کیونکہ یہ ساری باتیں بغیر ثبوت کے اپنی طرف سے میلاد پڑھنے والوں نے بنائی ہیں

دوسری وجہ

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مجلسِ میلاد میں اگر تشریف لاتے ہیں تو خود اپنی مرضی سے تشریف لاتے ہیں یا میلاد پڑھنے والوں کی مرضی پر آتے ہیں۔ آپ اگر کسی جاہل سے بھی پوچھیں گے تو وہ یہی کہے گا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اگر تشریف لائیں گے تو وہ خود اپنی مرضی پر تشریف لائیں گے نہ کہ میلاد پڑھنے والوں کی مرضی پر۔

میرے عزیز دوست! یہاں پر سوچنے کا مقام یہ ہے کہ یہ لوگ جو کھڑے ہوتے ہیں وہ اوّل تو شریعت کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں کیونکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، بلکہ منع ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میلاد پڑھنے والے خود اپنی مرضی پر کھڑے ہوتے ہیں تو گویا اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ میلاد پڑھنے والے لوگ جب چاہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلالیں کیونکہ ان لوگوں کو دیکھا گیا ہے کبھی تو میلاد کو جلدی سے ختم کر دیتے ہیں اور کبھی آدھی رات کو ختم کرتے ہیں۔ اور کبھی تو بعض جگہ صبح کو ختم کرتے ہیں، جب چاہیں قیام کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلالیں۔ گویا (نعوذ باللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان جاہلوں کے تابع ہیں جب یہ چاہیں آپؐ کو بلالیں۔ اللہ کی پناہ! کیسے جاہل لوگ ہیں ۔ شریعت کو چھوڑ کر جہالت کو مذہب سمجھ بیٹھے ہیں اور پھر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ سمجھانے والوں کو اسلام سے خارج، وہابی اور غیر مقلد سمجھتے ہیں۔ ہے کوئی حد جہالت کی۔!

Marfat.com

تیسری وجہ

غور کرنے کے قابل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں کہیں بھی مجلس میں تشریف لاتے ہیں تو وہ مجلس والے فیضِ رسالت سے یقیناً سرفراز ہوتے ہیں یعنی اُن مجلس والوں کو یقیناً کچھ نہ کچھ فیض ضرور ملا ہے۔ اب یہاں والوں کو دیکھئے کہ ہر سال میں کم سے کم ایک یا دو بار مجلسِ میلاد اپنے گھر پڑھواتے ہیں اور پڑھنے والے تو ایک سال میں سینکڑوں میلادیں پڑھ دیتے ہیں اور کوئی مجلسِ میلاد ایسی نہیں ہوتی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے سمجھ کر کھڑے نہ ہوتے ہوں۔ ہر میلاد میں یہ لوگ قیام کرتے ہیں۔ پھر بھی ان لوگوں کو آپ دیکھئے کہ فیضِ رسالت سے محروم ہیں۔ میلاد پڑھانے والے تو سال میں ایک دو بار ہی پڑھواتے ہیں مگر خود میلاد کے پڑھنے والے بھی فیض رسالت سے محروم ہیں جو ہر سال سینکڑوں میلادیں پڑھ دیتے ہیں۔ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ نماز تک نہیں پڑھتے اور اگر نماز پڑھتے ہیں تو روزے نہیں رکھتے اور اگر نماز روزہ کرتے ہونگے تو شریعت کے مطابق شکل یا لباس نہیں ہوگا اور اگر یہ بات بھی ہوگی تو اخلاق تو شاید ہی کسی کے ٹھیک ہوں۔

اس بات کا ہم اپنی ذات سے خوب اچھی طرح تجربہ کر چکے ہیں اور آپ کو یقین نہ ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے گا۔ مجلسِ میلاد میں قیام کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعوی کرتے ہیں اور مجلسِ میلاد میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تشریف لانے کا یقین بھی کرتے ہیں پھر بھی یہ لوگ فیضِ رسالت سے محروم کیوں ہیں اس کا مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے

Marfat.com

چوتھی وجہ

مجلسِ میلاد میں بہت سے بہت پچاس یا سو روپے خرچ ہوتے ہیں، اور کم سے کم پانچ یا دس روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اب یہاں پر سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اتنا خرچ کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے گھر تشریف لے آئیں تو ذرا سوچو بھائی صاحب! جو مالدار یعنی امیر لوگ ہیں وہ تو ہر روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلوائیں اور فیض رسالت کے مزے لوٹیں کیونکہ دُنیا میں محبانِ رسول ۴ ایسے بھی پڑے ہیں جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے تو پھر دولت کیا چیز ہے! مگر یہ سب باتیں بے اصل ہیں۔

پانچویں وجہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو زمین پر چلتے پھرتے رہتے ہیں میری اُمت کے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۲ صا۳ سورہ احزاب کے ساتویں رکوع میں)

حدیث :۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، خدا کے فرشتے زمین پر سفر کرتے رہتے ہیں وہ میری اُمت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۱۹۶ حدیث ۸۵۸ درود کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائیگا (مختصر) (ابن ماجہ ص۱۲۲ حدیث ۱۰۹۵ نماز کے بیان میں)

Marfat.com

حدیث :- حضرت اوس بن اوس رضی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے۔ اس لئے اس دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو، کیونکہ تمہارے درود میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں (مختصر) (ابو داؤد شریف جلد اوّل پارہ ۶ ص۳۹۸ حدیث ۱۰۴۲ باب نمبر ۳۵۸)

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ بناؤ۔ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو۔ البتہ مجھ پر درود بھیجو۔ اس لئے کہ تمہارے درود میرے پاس پہنچتے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو (مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص۱۹۶ حدیث ۸۶۰ درود کے بیان میں)

میرے عزیز دوست حدیثوں سے تو یہ ثابت ہے کہ ہم جو درود وسلام پڑھتے ہیں اس درود وسلام کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔ اب ہماری یہ رسم جو مجلس میلاد میں کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو آتی ہوئی سمجھ کر سلامی کا پڑھنا اور قیام کرنا کسی طرح سے بھی ثابت نہیں ہے۔ کم سے کم حدیثوں کی اور فقہائے کرام کے فتووں کی تو لاج رکھ لو۔ کہاں تک جہالت میں ڈوبے رہو گے ؟ ۔

Marfat.com

(۶۰)

جنازے کے ساتھ میلاد

بعض جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ جب کہیں میت ہو جاتی ہے تو یہ میلاد پڑھنے والے میلاد کو جنازے کے ساتھ ساتھ ثواب سمجھ کر پڑھتے ہوئے جاتے ہیں۔ میرا خود کا بھی یہی حال تھا۔ کیونکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ میری پیدائش رسموں میں ہوئی تھی اور میں جوان بھی ان ہی رسموں میں ہوا۔ تو گویا ہمارے کنبہ اور جماعت والے جیسا کرتے تھے اور کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا اور کرتا تھا۔ اب سنیئے کہ جنازہ کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔

مکروہ ہے جنازہ کے ساتھ بلند کرنا آواز کا ذکر یا قرأت قرآن میں (غایۃ الاوطار، اردو ترجمہ درّ مختار جلد اوّل صفحہ ۴۱۹ جنازہ کے بیان میں)

جنازہ کے ساتھ آواز کا بلند کرنا ذکر ہو یا قرأت قرآن ہو مکروہ ہے۔

(عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ کراہت کے بیان میں)

جو لوگ جنازے کے ساتھ جاتے ہیں اُن کو خاموش رہنا چاہیئے۔ اور ذکر اور قرأت قرآن میں آواز کا بلند کرنا ان کو

Marfat.com

مکروہ ہے (فتاوے عالم گیری جلد اوّل ص۲۲۸ جنازہ کے بیان میں)

دیکھا میرے عزیز دوست! اب آپ ہی بتائیں کہ مولود کا جنازہ کے ساتھ پڑھنا ثواب ہے یا عذاب؟ شریعت ہے یا جہالت؟ جب قرآن شریف اور ذکرِ خدا بلند آواز سے جنازہ کے ساتھ پڑھنا منع ہے تو پھر مولود کا پڑھنا جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کیسے جائز ہوگا؟ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ سب جہالت کی رسمیں ہیں اور جنازہ کے ساتھ جو پڑھنے کی اجازت ہے وہ صرف اتنی ہے۔

اللہ کا ذکر کرنا چاہے تو دل میں ذکر کرے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۲۲۸ جنازہ کے بیان میں)

یہ تو ہیں فقہائے کرام کے فتوے۔ آپ خود ہی ہمارے مسلمان بھائیوں کی جہالت کا اندازہ کریجئے۔

Marfat.com

(۷۱)

مولود مجالس اور فضائل مجالس

مولود کے لغوی معنی یہ ہیں۔ جائے ولادت، وہ مقام جہاں پیدا ہوا ہو، وطن، جائے پیدائش، وقتِ پیدائش۔ اور مولود کے معنی بچے کے بھی ہیں اور مجلس کے لغوی معنی ہیں بیٹھنے کی جگہ۔ وہ مقام جہاں لوگ جمع ہوں۔

اب ہندوستان کی جہالت کو دیکھیے کہ بعض لوگ مجلسِ مولود راگ راگنی کے قصائد پڑھنے کو سمجھتے ہیں۔ اگر بجائے اس میلاد پڑھنے کے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتے یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک کا بیان کرتے یا آپ کی زندگی مبارک کا حال بیان کرتے یا احکامِ شریعت اور ایمان و عمل لوگوں کو سکھلاتے یا دُنیا سے نفرت دلاتے اور آخرت میں جو نعمتیں ملنے والی ہیں ان کا شوق اور رغبت دلاتے اور رسم و رواج سے نفرت دلاتے، بُرے کاموں سے روکتے اور فضول خرچ کرنے سے منع کرتے۔ آپس میں اتفاق اور محبت سے رہنے کی تاکید کرتے اور نفاق سے لوگوں کو روکنے کی کوشش کرتے، نماز روزہ کی پابندی خود بھی کرتے اور دوسروں کو بھی تاکید کرتے تو بہت ہی اچھا تھا کیونکہ ان باتوں سے اسلام تازہ اور زندہ رہتا ہے اور مسلمان بھائیوں میں کچھ پیدا ہونے سے جہالت دور رہتی ہے۔ صرف قصائد پڑھنے سے تو خود پڑھنے والے بھی شریعت کی پابندی سے محروم ہیں وہ دوسروں کو کیا ہدایت

Marfat.com

کرسکتے ہیں ۔ !

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرا کرتے ہیں اور جب اُن کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھی فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں اور پہلے آسمان تک پے در پے پہنچ جاتے ہیں پھر ذکر کی مجلس ختم ہونے کے بعد جب فرشتے اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو خداوند تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ وہ اُن سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے ؟ یہ کہتے ہیں خداوند تیری تسبیح و تقدیس اور حمد و ثنا بیان کر رہے تھے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو ! کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے ۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں ، واللہ انہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا ؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھ لیتے تو نہایت شدت سے تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتے ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو ! وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں ؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے جو اس کی طلب کرتے ہیں ۔ فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں دیکھا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا ؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کو دیکھ لیتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے ۔ پھر اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں ؟ فرشتے کہتے ہیں ، دوزخ سے وہ لوگ پناہ مانگتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے ؟

Marfat.com

فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو دیکھ لیتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر اس کو دیکھ لیتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک آدمی ذکر کرنے والوں میں سے نہیں تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہمنشین محروم نہیں رہتا (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اس ذکر کو دل وجان سے سننے والے ایسے مرتبہ کے مبارک لوگ ہیں اللہ جل شانہٗ کے نزدیک، کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا شخص بھی بخش دیا جاتا ہے)

(صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۰۷ حدیث ۱۳۲۷ دعا کے باب میں، اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۹۶ حدیث ۹۶۴ دعا کے بیان میں، اور ترمذی شریف جلد دوم ص۳۴۶ حدیث ۱۴۴۸ دعا کے بیان میں بھی ہے۔)

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بہشت کے باغوں (کی طرف) سے گزرو تو چر لیا کرو۔ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بہشت کے باغوں سے کیا مُراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ذکر (الہٰی کرنیوالوں) کے حلقے (یعنی ذکرِ الہٰی کرنیوالوں کی مجلس جنتی مجلس ہے) (ترمذی شریف جلد دوم ص۳۲۴ حدیث ۱۳۶۰ دعا کے بیان میں)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں گواہی دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے اس کو فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی آکر اُن کو ڈھانک لیتی ہے اور ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ملائکہ مقربین میں ذکر کرتا ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۲۸۷ حدیث نمبر ۱۲۳۰ دعا کے بیان میں)

٭

Marfat.com

(۶۲)

قصائد کی مجالس

اے عزیز دوست میرے! آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں اور سننے والوں کی فضیلت کا بیان تو سُن لیا اور اس فضیلت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہے اور راگ راگنی سے جمع ہو کر دو چار آگے اور دس بارہ پیچھے جواب دینے والوں کی مجلس کا ثواب ہمیں کسی کتاب میں بھی نظر نہیں آیا بلکہ اسکی ذمّ ممانعت لکھی ہے۔ سنیئے فتویٰ۔

شامی کے حوالے سے لکھا ہے کہ بُرا ہے منت کرنا مولود کے پڑھنے کا منائر میں کہ اس میں راگ اور لعب ہوتا ہے اور اس کا ثواب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بخشا جاتا ہے (غایۃ الاوطا اردو ترجمہ در مختار جلد اول ص۵۳۷ کتاب الصیام)

دیکھا میرے عزیز دوست! اس میں تو یہ لکھا ہے کہ ایسی میلاد جس میں راگ اور لعب ہو اس کے پڑھنے کا کچھ بھی ثواب نہیں ہے۔ اب ہماری جہالت کو دیکھیئے کہ میلاد پڑھنے والے میلاد پڑھانے والوں کو ایک سال کی برکت کا ثواب بتاتے ہیں۔ بعض خود غرض لوگ اپنے وعظ میں جاہل ان پڑھ اور غریب لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں میلاد پڑھواتا ہے اس کے گھر میں اللہ تعالیٰ ایک سال

Marfat.com

کی برکت نازل فرماتا ہے۔ ان لوگوں کی باتیں سُن کر بے چارے بھولے، ناواقف لوگ ہر سال میں ایک میلاد کا پڑھانا ضروری سمجھتے ہیں اور میلاد پڑھنے کی پابندی ایسی سخت کرتے ہیں کہ جس مہینے اور جس دن اگلی سال کو میلاد پڑھائی تھی، ہر سال اسی مہینے اور اسی دن میں پڑھاتے ہیں۔ تاکہ گھر میں برکت ختم نہ ہو جائے اور یہی لوگ نماز روزے کی اس قدر پابندی نہیں کرتے لیکن مولودی کو تاریخ ملنی ہی نہیں چاہیئے۔ اس لئے بعض گاؤں میں لوگوں کی طرف سے تاریخ مقرر ہوتی ہے کہ اس تاریخ کو میلاد پڑھنے والے سوائے اس گھر کے اور کسی کے گھر پر میلاد پڑھنے کو نہیں جا سکتے۔ اب یہ بات کیسے مانی جائے کہ میلاد پڑھنے والے کے گھر میں ایک سال تک برکت کم نہیں ہوتی۔ یہ سب بنائی ہوئی باتیں اور گپ ہے۔ کیونکہ حنفی مذہب کی معتبر اور مستند کتابوں میں تو ایسی میلاد کہ جس میں راگ راگنی اور لعب ہو پڑھنے اور سننے کی بھی ممانعت لکھی ہے اور اپنے آپ کو حنفی کہنے والے مسلمان بھائیوں کو دیکھیئے کہ وہ عمل کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ جو میلاد پڑھنے والے ہیں وہ سب اپنے آپ کو اعلیٰ درجے کے سنی اور حنفی سمجھتے ہیں۔ اب سنیئے دوسرا فتویٰ۔

> جو لوگ مجلسِ میلاد میں راگ کے اشعار پڑھتے ہیں تو پڑھنا اور سُننا حرام ہے اور پڑھنے والوں پر خوف شدید ہے (کفر کا)
> (عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ کراہت کے باب میں)

میرے عزیز دوست! شعر و اشعار کا پڑھنا جائز ہے چاہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں ہوں، یا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں ہوں یا کسی صحابی کی شان میں ہوں، یا کسی ولی کی شان میں، یا اسلام کی سچائی کے بارے میں ہوں مگر

Marfat.com

اتنا خیال رہے کہ شریعت سے ٹکراتا نہ ہو، یعنی شریعت کا کچھ کہنا ہو اور اشعار کا مضمون و مطلب کچھ اور ہو تو ایسے اشعار انسان کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اشعار میں بعض ایسے شعر ہوتے ہیں جو حکمت کی باتوں سے پُر ہوتے ہیں (ترمذی شریف جلد دوم ص۱۳۲ حدیث ۷۰۲ ابواب الآداب اور ابنِ ماجہ شریف ص۵۶۱ حدیث ۳۷۵۵ ادب کے بیان میں بھی ہے)

ان حدیثوں کے علاوہ اور بھی اس قسم کی حدیثیں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شعر اشعار پڑھنا جائز ہے۔ مگر کبھی کبھی۔ ایسا نہ ہو کہ شعر و شاعری میں ایسا مشغول ہو جائے کہ ضروریاتِ دین کے مسائل سے بھی غافل ہو جائے۔ مگر ہائے ہندوستان کی جہالت تو نے ہمیں برباد کر دیا۔ آج گانے بجانے والے اور مجلسِ میلاد میں قصائد پڑھنے والے اور شعر و شاعری کا مشاعرہ کرنے والے اکثر ایسے دیکھے ہیں کہ نماز تک نہیں پڑھتے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو وعید آئی ہے وہ بھی سن لو۔

قرآن کریم کے انیسویں (۱۹) پارہ میں سورہ شعراء کے گیارھویں رکوع کے اندر آیت ۲۲۵ اور ۲۲۶ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک جنگل میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں"

حدیث :۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ نبی انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پیٹ اگر پھیپھڑے تک پیپ سے بھر جائے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ شعر اس میں بھر جائیں (ابنِ ماجہ شریف ص۵۶۱ حدیث

Marfat.com

۳۷۵۹ ادب کے بیان میں اور ترمذی شریف جلد دوم ص۱۳۳ حدیث ۱۱ ابواب الآداب میں بھی ہے)

اے میرے عزیز دوست! اب آپ خود اپنی ذات سے تحقیق کر لینا ہم نے تو تحقیق کر کے پھر کتاب لکھنا شروع کی ہے۔ جو لوگ میلاد پڑھنے اور پڑھانے والے ہیں اور گانے بجانے والے ہیں۔ اور شعر و اشعار کا مشاعرہ کرنے والے اور کرانے والے ہیں، اُن میں سے زیادہ تر لوگ آپ کو ایسے ملیں گے جن کو ضروریاتِ دین میں استنجا کا مسئلہ بھی یاد نہیں ہوگا۔ نماز روزے اور دوسرے فرائض اور واجبات کے مسائل تو الگ رہے۔

اور بعض اوقات تو یہ مجالس کرنے والے حضرات ایسے ایسے اشعار پڑھ دیتے ہیں جن کی وجہ سے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور ایسے کفریہ اور شرکیہ اشعار لانے والوں کو بھول کر بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کیا بک رہے ہیں۔ میں پہلے ہی آپ سے یہ عرض کر چکا ہوں کہ میں ان کاموں کو اچھی طرح سے جانتا ہوں، اور واقف بھی ہوں۔ کیونکہ میں خود سترہ برس تک قوال رہا ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھئے کہ آج میرے بھائی مسلمانوں کو سمجھانے کے لئے کتاب لکھ رہا ہوں اور وہ آپ کے ہاتھ میں آج موجود ہے۔ فللہ الحمد۔

آئیے ایک بات اور سناؤں!

پڑھو کلمہ محمدؐ کا محمدؐ نام لے لے کر
کرو اسلام کو تازہ محمدؐ نام لے لے کر

میرے عزیز دوست! مجلسِ میلاد میں جب یہ قصائد پڑھتے ہیں تو بڑے

Marfat.com

جنون اور جوش کے ساتھ، بڑی مستی اور عشق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور اُن کے انداز اور حالت سے اُس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی یہ لوگ اسلام کو زندہ اور تازہ کر کے دکھا دیں گے۔ مگر بڑے افسوس اور دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان ہی لوگوں کو صبح کی نماز کے لئے اٹھنا بھی بھاری پڑتا ہے۔ اور بعض تو بلکہ اکثر ان میں ایسے ہوتے ہیں جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتے۔ صرف قصائد پڑھنے کے ایسے شوقین ہوتے ہیں کہ جہاں کہیں سے بھی میلاد کی دعوت آجائے تو فوراً قبول کر لیں گے۔ اور وقت سے ایک گھنٹہ پہلے ہی بن ٹھن کر پہنچ جاتے ہیں۔ مگر شریعت کے اوپر چلنے سے تو ایسے بھاگتے ہیں جیسے کمان سے تیر۔ اور یہی حالت زیادہ تر گانے بجانے والوں کی ہوتی ہے۔

آہ ہے کوئی خدا ترس اور دردمند دل جو ان لوگوں کی حالت پر رو اُٹھے!

ٌ

Marfat.com

(۶۳)

تین شرطیں

جس نے مجلس میلاد کو جائز رکھا اس نے ادب و سکون اور صحیح روایت کی شرط لگائی (عین الہدایہ جلد ۴ ص ۲۲ کراہت کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! تین شرطیں ہیں۔ پہلی شرط ادب ہے۔ دوسری شرط سکون ہے اور تیسری شرط صحیح روایت ہے۔ اب ہم ان تینوں کو الگ الگ کرتے ہیں تاکہ میرے محترم بھائیوں کی سمجھ میں آجائے۔

پہلی شرط ادب:۔

ادب کے اندر چار باتیں ہیں۔ تعظیم، قاعدہ، عقل اور علم عربی۔ میرے عزیز دوست۔ آپ نے کہیں تو دیکھا ہو گا کہ میلاد پڑھنے والے بعض جگہ پر رات بھر پڑھتے ہیں اور کسی جگہ پر آدھی رات تک اور کہیں ایک یا دو گھنٹے تک پڑھتے ہیں۔ اب اتنی دیر سب انسانوں کا وضو نہیں رہ سکتا اور بے وضو میلاد کا پڑھنا اور کتابوں کو چھونا ادب کے خلاف ہے۔ اور زیادہ وقت لگنے سے بعض لوگ نیند کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اونگھتے رہتے ہیں۔ یہ تعظیم اور ادب کے خلاف ہے۔ جہاں پر میلاد پڑھی جاتی ہے ان میلاد پڑھنے والوں کے اوپر طاق وغیرہ میں بعض دیہات میں پھٹے پرانے جوتے

Marfat.com

وغیرہ بھی پڑے رہتے ہیں۔ اور وہ گھر والوں کی جہالت یا بے خبری سے رہ جاتے ہیں اور پڑھنے والوں کو پتہ بھی نہیں ہوتا۔ یہ بھی ادب کے خلاف ہے جس گھر میں میلاد پڑھی جاتی ہے۔ اس گھر کی اچھی طرح صفائی تک نہیں ہوتی۔ یہ بھی ادب کے خلاف ہے، اور جس گھر میں میلاد پڑھی جاتی ہے اس گھر میں بعض جگہ تو دلدل یا براق یا ان گھر والوں کی تصویریں وغیرہ بھی مکان کی سجاوٹ کے لئے رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ تو بالکل حرام ہے ان فوٹوؤں کا گھر کی سجاوٹ کے لیے رکھنا بالکل شریعت کے خلاف ہے کیونکہ جہاں پر ایسی تصویریں ہوتی ہیں وہاں پر رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس کا بیان آگے آرہا ہے اور میلاد میں قریب قریب سب ہی لوگ جاہل ہوتے ہیں۔ شریعت کا پابند شاید ہی آپکو اس میں سے کوئی ملے۔ نہ تو میلاد پڑھنے والوں میں شریعت کی پابندی ہوتی ہے اور نہ تو گھر والوں میں اور نہ ہی سننے والوں میں۔ کیونکہ میلاد پڑھنے والے بھی رسمی طور پہ پڑھتے ہیں اور پڑھوانے والے بھی جہالت کی وجہ سے پڑھواتے ہیں اور سننے والے بھی رسمی طور پہ جمع ہو جاتے ہیں کہ آج اس کے گھر ہم نہیں جائیں گے تو پھر کل ہمارے گھر کوئی نہیں آئے گا۔

یہ تمام باتیں تعظیم و قاعدہ اور ادب کے خلاف ہیں۔ اور جہاں پر دو چار میلاد پڑھنے والے جمع ہو جاتے ہیں تو ان لوگوں میں مقابلہ ہونے لگتا ہے۔ آواز، انداز اور طرز میں۔ قصائد کے پڑھتے وقت، سریلی آواز نکال نکال کر ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سب تعظیم و قاعدہ اور ادب کے خلاف ہے اور جس جگہ پر بہت دیر تک میلاد پڑھتے ہیں وہاں پر کچھ دیر کے لئے وقفہ کرتے ہیں۔ اس وقت ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں۔ یا کسی کی غیبت کرتے ہیں۔

Marfat.com

یہ ساری باتیں تعظیم و ادب اور قاعدے کے خلاف ہیں۔ رہی بات علم کی تو اس لئے یہ لوگ بالکل کورے ہوتے ہیں۔ میلاد پڑھنے والے اور سننے والے تو خیر بے چارے بے علم ہوتے ہی ہیں مگر جو مولوی بن ٹھن کر میلاد پڑھانے کو آتے ہیں وہ بھی ادب اور تعظیم کا لحاظ نہیں کرتے اور بہت سی باتیں ادب کے خلاف کر جاتے ہیں۔

دوسری شرط سکون

میرے عزیز دوست! سکون کہتے ہیں خاموش رہنے کو۔ بے حرکت، آواز ہونے کو۔ اب آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھر کے اندر میلاد پڑھی جاتی ہو تو باہر بیٹھنے والے بڑے مزے سے باتیں کرتے رہتے ہیں اور باہر میلاد پڑھی جاتی ہو تو گھر کے اندر بڑے مزے سے باتیں کرتے ہیں۔ گویا یہ دوسری شرط کے خلاف ہے۔

تیسری شرط صحیح روایت

میرے عزیز دوست! آپ کو چند اشعار اور اس کا جواب بتا دوں تاکہ پوری بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔

ہے محشر میں کافی وسیلہ تمہارا
تم آقا ہو میرے میں بندہ تمہارا

اس شعر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بندہ اپنے آپ کو بنایا ہے اور ایسا کہنے کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی یوں نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری بندی (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۱۰ صفحہ ۳۴۵ حدیث ۲۳۵۲ غلاموں کو آزاد کرنے کے بیان میں

Marfat.com

اور ابوداؤد شریف جلد تیسری پارہ ۲۲ ص ۵۸۵ حدیث ۱۵۴۰ باب ۴۹۸ میں بھی ہے۔

میرے عزیز دوست! تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۷ ص ۳۸۲ حدیث ۱۴۵۴ کتاب المغازی)

یوسف بھی ان کی غلامی میں ہے
دیکھا زلیخا تو نے ہمارا نبی

میرے عزیز دوست! اس شعر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ثابت کیا گیا ہے اور حدیث شریف میں اس طرح کہنے کی ممانعت آئی ہے۔

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ سب سے زیادہ بزرگ کون ہے، آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم یہ نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا تو یوسف نبی اللہ (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۴ ص ۱۰۹ حدیث ۲۰ مناقب کے بیان میں)

اے عزیز دوست میرے! حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدائے پاک کے بعد تمام زمین وآسمان کے رہنے والوں سے مرتبہ میں بڑھ کر ہیں۔ پھر بھی یوسف علیہ السلام کی آپ تعریف فرما رہے ہیں اور ہم قصائد میں غلام ثابت کرتے ہیں۔ یہ ہے ہماری جہالت۔

Marfat.com

حدیث :- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔ (مختصر) (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۹ صنہ ۵۴۰ حدیث ۲۲۲۴ جھگڑوں کے بیان میں)

نکل جائے محفل سے جو بے ادب ہو
اُٹھو تاکہ تعظیم محبوب رب ہو

میرے عزیز دوست ! مجلس میلاد والے سلامی پڑھنے کے وقت یعنی کھڑے ہونے سے پہلے یہ شعر پڑھتے ہیں اور اس شعر میں بیان ہے کہ جو نہ اُٹھے وہ بے ادب ہے اور اس مجلس میلاد سے باہر نکل جائے۔ ہم آگے قیام کے باب میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرچکے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے نہیں اُٹھتے تھے تو گویا وہ بھی بے ادب تھے اور اس چودھویں صدی میں جو لوگ میلاد خواں ہیں وہ ادب والے پیدا ہوئے (اللہ کی پناہ)

تمام اُمت کا اتفاق ہے کہ ادنیٰ صحابی کے مرتبہ کو کبھی اعلیٰ درجے کا ولی نہیں پہنچ سکتا (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صہ ۲۵ مقدمہ میں)

ندا تھی کہ سرکار تشریف لاؤ — دو عالم کے مختار تشریف لاؤ
زمیں کو بھی عزت ہو عرش اولیٰ کی — دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی

میرے عزیز دوست اس شعر میں اللہ تعالیٰ کی شکل ثابت کی جارہی ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک اللہ تعالیٰ کے برابر بتائی جارہی ہے اور یہ کفر ہے۔

Marfat.com

اب ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھائی بھی سمجھ سکتا ہے کہ خداوند کریم کی کوئی صورت یا شکل نہیں ہے اور نہ ہمارے مذہب میں دوسری قوموں کی طرح او تار ہے پھر بھی بے دھڑک ایسے اشعار پڑھ دیتے ہیں اور کچھ سوچتے نہیں کہ ہم کیا کہتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج والی رات کو جو بہترین انعامات عطا کیے گئے۔ ان میں ایک یہ بھی تھا کہ آپ سے فرمایا گیا کہ تیری اُمت کا کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۵ صہ ۹۵ سورہ نساء کے تیسرے رکوع میں)

جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو کسی مخلوق کی صفت سے مشابہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا (عین الہدایہ جلد اوّل صہ ۲ عقائد کے بیان میں)

پردۂ انساں میں آکر دکھانا تھا جمال
رکھ لیا نام محمد تاکہ رُسوائی نہ ہو

میرے عزیز دوست! اس شعر میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش مبارک کو اللہ تعالیٰ کا اوتار بتا دیا اور یہ کلمہ کہنا کفر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے سرتاج ہیں۔ ہم عیسائیوں کی طرح اور یہودیوں کی مانند اس قدر نہیں کہتے کہ خدائے پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ کیونکہ یہ (عقیدہ رکھنا) کفر ہے (تفسیر حقانی جلد اوّل صہ ۱۲ مقدمہ میں)

Marfat.com

کسی شخص نے آپ سے کہا اے محمدؐ! اے ہمارے سردار کے لڑکے! اے ہم سب سے بہتر کے لڑکے! تو آپ نے فرمایا لوگو! اپنی بات کا خود خیال کر لیا کرو کہیں شیطان تمہیں ادھر اُدھر نہ کر دے میں محمد بن عبداللہ ہوں۔ میں خدا کا غلام اور اُس کا رسول ہوں، قسم خدا کی میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے مرتبہ سے بڑھا دو۔ (تفسیر ابنِ کثیر پارہ ۶ صفحہ ۲۶ سورۂ نساء کے تیئیسویں رکوع میں)

میرے عزیز دوست! خوب سوچ کہ کہنے والے نے کوئی کھوٹی یا بُری بات تو نہیں کی تھی، پھر بھی اس شخص کو روک دیا گیا کیونکہ اگلی اُمتوں کی گمراہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے پھر رہی تھی، اور وہ گمراہی رفتہ رفتہ اسی طرح پھیلی تھی جس طرح آج ہندوستان کے اکثر جاہل مسلمانوں میں پھیل رہی ہے۔

میرے عزیز دوست! جو لوگ گمراہ ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں اکثر نبیوں اور ولیوں کی محبت ہی میں ہوتے ہیں۔ شیطان ان کو ایسی پٹی پڑھاتا ہے کہ وہ لوگ اس نبی یا ولی کو خدا کے رتبہ اور مرتبہ کے برابر سمجھنے لگتے ہیں۔ مثلاً علم میں، قدرت میں اور تصرف وغیرہ میں۔

حدیث :- حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھایا کیونکہ میں تو خدا کا بندہ ہوں بلکہ تم (میری نسبت) یہ کہو کہ خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہوں (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ صفحہ ۱۷۸ حدیث ۷۵۹ پیدائش انبیاء کے بیان میں)

Marfat.com

میرے عزیز دوست! حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ہم کو بھلانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر ہائے ہماری جہالت اور بے علمی کہ شریعت کو سمجھ ہی نہ سکے بلکہ یوں کہیں تو بھی بجا ہے کہ سمجھنے کی کچھ کوشش ہی نہیں کی۔

" شیئاً للہ یا عبد القادر، محی الدین فی القلب حاضر جیلانی باللہ البادر المدد یا عبد القادر "

بعض لوگ بطور وظیفہ یوں کہا کرتے ہیں یا عبد القادر شیئاً للہ۔ اسمیں راجح عدم تکفیر ہے (یعنی کفر تو نہیں) لیکن خوفِ کفر سے خالی نہیں۔

(غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد دوم صفحہ ۵۲۹ مرتد کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! یہ فتویٰ تو صرف شیئاً للہ یا عبد القادر کہنے والوں کے لئے ہے اور المدد یا عبد القادر کہنا اور یقیناً مدد کرنے والے سمجھنا تو مذہب حنفیہ میں قطعاً کفر ہے۔ سُنیئے دوسرا فتویٰ۔

جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا بُرائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی (عین الہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱ عقائد کے بیان میں)

مبارک ہو کہ پیدا شاہِ والا ہونے والا ہے
کہ جس کے نور سے گھر گھر اُجالا ہونے والا ہے
عرب میں چاند نکلے گا جہاں میں روشنی ہو گی
بُتوں کے ملک میں اللہ والا ہونے والا ہے

توبہ میرے اللہ توبہ! اس قصیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار

Marfat.com

ہو رہا ہے یعنی ابھی تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا میں پیدا نہیں ہوئے اور اسلام نہیں پھیلا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب پیدا ہونے والے ہیں، اللہ کی پناہ، ان تمام باتوں کو مدنظر رکھ کر ہمارے علماء حنفیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ

> اکثر جاہل میلاد خواں ایسے اشعار پڑھتے ہیں کہ اُن اشعار کو (پڑھنے سے) کفر ہونے میں کسی کو خلاف نہیں (عین الہدایہ جلد چہارم صـ۲۲۴ کراہت کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! صحیح اور سچے مذہب کو مان لینا چاہیئے، تاویلیں کر کے اپنا مطلب کا رستہ ڈھونڈنا نہ چاہیئے کیونکہ جتنی اُمتیں گمراہ ہوئی ہیں۔ وہ صرف دو باتوں سے ہوئی ہیں۔ ایک تو خدا کو چھوڑ کر دوسروں کو حاجت روا سمجھنا اور دوسری بات یہ ہے کہ صحیح مذہب میں تاویلیں کر کے اپنا مطلب نکالنا۔

Marfat.com

(۴۴)

چند متفرق مسائل

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے

میرے عزیز دوست! آپ کو جان لینا چاہیئے کہ جہاں پر مکروہ تحریمی لکھا ہو وہ تو تحریمی ہی سمجھا جائے گا، اور جہاں پر مکروہ تنزیہی ہو وہ تنزیہی سمجھا جائے گا۔ اور جہاں پر صرف مکروہ لکھا ہو اور اس کے پیچھے تنزیہی یا تحریمی کچھ بھی نہ لکھا ہو تو اس مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی سمجھا جائے گا۔

مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۱۸۲ اذان کے بیان میں)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۴ صفحہ ۲۴۹ کراہت کے بیان میں)

امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ جہاں آپ نے کہا کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں تو اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا تحریمی، یعنی حرام جانتا ہوں (عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۲ کراہت کے بیان میں)

Marfat.com

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے یعنی جس کو مکروہ تحریمی کہا ہے وہ درحقیقت حرام ہے یعنی حرام کا ترک لازم ہے۔ اسی طرح مکروہ کا ترک بھی لازم ہے (عین الہدایہ جلد ۴ ص ۲۱۴ باب الکراہت میں)

استنجا

حدیث :۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پاخانہ کو بیٹھو تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور اس کی طرف پیٹھ بھی نہ کرو (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ دوم ص ۱۰۵ حدیث ۴۲۹ نماز کے بیان میں۔ صحیح مسلم شریف جلد اول ص ۴۷ حدیث ۲۲۲ طہارت کے بیان میں۔ ترمذی شریف جلد اول ص ۲ حدیث ۸ ابواب الطہارۃ میں۔ مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۱۲۸ حدیث ۳۰۶ پاخانہ کے آداب کے بیان میں، اور ابو داؤد شریف جلد اول ص ۴۳ حدیث ۹ باب ۴ میں بھی ہے۔

حدیث :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قبلہ رخ پیشاب کرنے بیٹھ گیا پھر یاد کرکے قبلہ کی تعظیم کے واسطے دوسری طرف پھر گیا تو وہ اس بیٹھک سے اٹھنے نہ پائے گا کہ اس کی مغفرت ہو جائیگی (عین الہدایہ جلد اول ص ۲۲۲ احکام قبلہ کے بیان میں اور غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اول ص ۱۶۱ کتاب الطہارت میں بھی ہے)

مکروہ تحریمی ہے قبلہ کا سامنا کرنا اور اس کو پیٹھ دینا پیشاب

Marfat.com

کرنے یا پاخانہ کرنے کے وقت (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۱۶۲ طہارت کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! آج ہماری جہالت کو دیکھئے کہ مسجدوں کے پاس بعض جگہ پر ایسے پیشاب خانے بنے ہوئے ہیں کہ مجبوراً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنی پڑتی ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کو سدھارلیں۔

مکروہ تحریمی ہے پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ اور حرمت والی چیز سے استنجا کرنا (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۱۵۹ طہارت کے باب میں)

میرے عزیز دوست! اب ہماری جہالت کو دیکھئے کہ ہمارے پیشاب خانوں میں پکی اینٹ اور پکی ٹھیکری کے سوا اکثر جگہ پر تو اور کچھ نہیں رکھتے۔ میرے بھیا کوئی ایک دو باتیں ہوتیں تو انسان کو سمجھانے میں سہل رہتیں۔ یہاں تو قریباً سب کام اُلٹے ہی ہو رہے ہیں۔

تمباکو

حدیث:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے لہسن کے بارے میں کیا سُنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس درخت میں سے کھالے وہ ہمارے قریب نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے (صحیح بخاری شریف جلد اوّل پارہ ۴ صفحہ ۱۹۶ حدیث ۸۰۵ نماز کے بیان میں)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پیاز کے ایک کھیت کے پاس سے گزرے بعض صحابہ نے وہاں ٹھہر کر اس میں سے کچھ کھا لیا اور بعض نے نہیں کھایا۔ پھر ہم سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن لوگوں کو جنہوں نے پیاز نہیں کھائی تھی اپنے پاس بُلا لیا اور جن لوگوں نے پیاز کھائی تھی اُن کو اس وقت تک دور رکھا جب تک کہ اُس کی بو نہ جاتی رہی (صحیح مسلم شریف جلد اوّل ص۹۰ حدیث ۱۱۵۵ مساجد کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! اتنا تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس تمباکو میں پیاز اور لہسن سے تو کئی حصہ زیادہ اور بُری بدبو آتی ہے۔ آپ اپنے آپ کو عاشقِ رسول ؐ بھی کہتے ہیں اور اتنی سی بات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے نہیں چھوڑتے بڑے افسوس کی بات ہے۔

حدیث :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے شہد کی نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی پینے کی چیزیں نشہ لاتی ہیں وہ سب حرام ہیں (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۶۱ حدیث ۱۷۶۲ اشربہ کے بیان میں اور صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۵۸ حدیث ۳۹۷ اشربہ کے بیان میں بھی ہے)

میرے عزیز دوست! آپ خود انصاف کریں اپنے دل سے کہ تمباکو میں نشہ ہے کہ نہیں! میرے عزیز دوست! یہ بھی نہ سمجھنا کہ نشہ تو اس کو کہتے ہیں کہ جو انسان کو بے ہوش کر دے، یہ تو ہے پہلا نمبر مگر دوسرے نمبر میں یہ بھی ہے کہ جو عقل

Marfat.com

میں فتور پیدا کر دے۔ یعنی عبادت سے جی اُکتائے۔ مجلس میں زیادہ دیر بیٹھنے سے دل گھبرائے جیسے کہ آج کل اکثر بیڑی سگریٹ پینے والوں کی عادت ہے۔

ایک شرابی جب شراب پینے کا عادی ہو جاتا ہے اور افیونی افیون کھانے کا عادی ہو جاتا ہے تو اُس کو تھوڑی سی شراب اور تھوڑا سا افیون اثر نہیں کرتا لیکن جس نے زندگی میں کبھی شراب نہ پی ہو اور نہ افیون کھایا ہو اُس کو شراب یا ذرا سی افیون کھلا پلا کر دیکھو کہ اس کی حالت کیا ہوتی ہے۔ اسی طرح تمباکو کھانے پینے والوں کو نشہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں مگر جس نے زندگی میں کبھی تمباکو کو نہ کھایا اور نہ پیا ہو اس کو ذرا سی کھلا پلا کر دیکھو کہ اس کی کیا حالت ہوتی ہے۔ جو انسان جس جگہ کی تمباکو یا بیڑی کا عادی ہو جاتا ہے اس کو اگر دوسری جگہ سے لا کر تمباکو یا بیڑی دی جاتی ہے تو ان کی بھی حالت بگڑ جاتی ہے تو پھر جس نے زندگی میں کبھی چھوا بھی نہ ہو اس کے لئے تو پوچھنا ہی کیا ہے! میرے عزیز دوست! جتنی پرہیزگاری کرو گے اتنی ہی دل میں نورانیت بڑھتی جائے گی۔

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے (ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۶۱ حدیث ۱۷۶۳ اشربہ کے بیان میں)

تمباکو کا ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے جیسے صغیرہ گناہ کو ہمیشہ کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ ص۲۶۸ اشربہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! ایک گناہ کو ہلکا اور چھوٹا سمجھ کر ہمیشہ کے لئے کرتے رہنا

Marfat.com

بہت بڑی نادانی ہے۔

حدیث :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن گناہوں کو تم حقیر اور کچھ بھی نہیں خیال کرتے ان سے بھی پرہیز کرو۔ (ابن ماجہ شریف ص۶۴۳ حدیث ۴۲۴۱ پرہیزگاری کے باب میں)

کسی گناہ کو معمولی سمجھنا کفر ہے (عین الہدایہ جلد اوّل ص۴۲ عقائد کے بیان میں)

استعمال تمباکو کا حرام ہے (مظاہر حق جلد تیسری ص۳۲۹ خمر کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! بعض مولوی صاحبان تمباکو مکروہ تنزیہی سمجھ کر کھاتے پیتے ہیں۔ میرے دوست! تو جو سمجھ رہا ہے وہی سمجھ لے لیکن پھر بھی آپ کو چھوٹے سے چھوٹی مکروہات کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ جنت کی جو خاص خاص نعمتیں ہیں وہ ان کی آڑ میں ہیں یعنی ان کاموں کو ترک کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہیں۔

حدیث :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تم لوگ ایسے کام کر گزرتے ہو کہ وہ تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہوتے ہیں، ان ہی اعمال کو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سخت ہلاک کرنے والا (گناہ) سمجھا کرتے تھے (صحیح بخاری شریف، جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۳۲۳ حدیث ۱۴۰۸ کتاب الرقاق)

میرے عزیز دوست! تمباکو تو کیا بلکہ ہر مکروہ کو چھوڑ دو۔ آپ تو ناٹک اور سینما تک کے عادی بنے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

بدعت اور شبہ مکروہ تحریمی کے مانند ہے (یعنی بدعت اور شک والی باتوں پر عمل کرنا حرام کے نزدیک ہے) (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِّ مختار جلد ۴ صفحہ ۱۹۳ باب الحظر)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا خیال کرتا ہے جیسے پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا شخص یہ خوف کرتا ہو کہ کہیں پہاڑ (یا اس کا کوئی حصہ) اس پر نہ گر پڑے (یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے سے بہت ڈرتا ہے) اور فاجر (یعنی بدکار) گناہ کو ایسا سمجھتا ہے کہ جیسے ناک پر ایک مکھی بیٹھی، ہاتھ ہلایا اور وہ اڑ گئی (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ صفحہ ۲۸۶ حدیث ۱۲۳۱ دعا کے بیان میں۔ اور ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۴۷ حدیث نمبر ۳۶ قیامت کے بیان میں)

قرآن شریف کے انیسویں (۱۹) پارہ میں سورہ شعراء کے پانچویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۹۰-۹۱ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"پرہیزگاروں کے لئے جنّت بالکل نزدیک کر دی جائیگی اور گمراہ لوگوں کے جہنّم ظاہر کر دی جائے گی"۔

حدیث:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنّت مکروہات میں گھیری ہوئی ہے اور دوزخ خواہشات میں (صحیح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۲۵ حدیث ۱۶۶ جنّت کی نعمتوں کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! جنّت مکروہات میں گھیری ہوئی ہے۔ یعنی چھوٹے چھوٹے مکروہات چھوڑنے سے ہی جنّت کی خاص خاص نعمتیں ملنے والی ہیں۔ اور دوزخ

Marfat.com

خواہشاتِ نفسانی یعنی دل کی تمناؤں کو شریعت کے خلاف پوری کرتے رہنا دوزخ میں جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

حدیث :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیز تیار کر رکھی ہے جس کو نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۲۲۵ حدیث ۱۰۶۷ جنت کی نعمتوں کے بیان میں)

قرآن مجید کے اکیسویں (۲۱) پارہ میں سورہ سجدہ کے دوسرے رکوع میں آیت نمبر ۱۷ کے اندر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"کوئی شخص نہیں جانتا کہ اُس کے لئے کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی نعمتیں اس کے اعمال کے بدلے میں چھُپا رکھی ہیں"

میرے عزیز دوست! یہ ساری نعمتیں گناہوں سے بچنے والوں کے لئے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر ہے جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتے۔

پکائی ہوئی پیاز اور پکایا ہوا لہسن کھانا مکروہ نہیں ہے کیونکہ پکانے کے بعد اس میں سے بدبو نکل جاتی ہے۔

نجوم

حدیث :- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے کُتے کی قیمت، رنڈیوں کی مزدوری اور کاہن کی اُجرت سے منع فرمایا ہے (ترمذی شریف جلد اول صہ ۲۹۱ حدیث نمبر ۱۹۷۰ طب کے بیان میں۔ اور صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۲ صہ ۹۷ حدیث عہ ۳۱۵ طلاق کے بیان میں بھی ہے)

حدیث :- حضرت ابن مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کُتے کی قیمت، اور رنڈی اور زانیہ کی خرچی اور کاہن اور نجومی کی اُجرت لینے دینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی شریف جلد اول صہ ۲۵۶ حدیث ۱۱۷۶ ابواب البیوع) میرے عزیز دوست! یہ حدیثیں اسلئے بیان کی گئی ہیں کہ اکثر جاہل عورتیں ذرا ذرا سی تکلیف یا بیماری یا شادی وغیرہ کے وقت ان مولویوں کے پاس جاتی ہیں کہ فلاں فلاں بارے میں ہمیں ذرا کتاب میں دیکھ کر بتاؤ نا کیا لکھا ہے وہ مولوی صاحب کتاب کو نکال کر سامنے رکھ دیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اس کتاب پر سوا پانچ آنے رکھو، یا سوا روپیہ رکھو، یا سوا پانچ روپے رکھو۔ جیسا انسان ویسا ہی بھاؤ کرتے ہیں۔ پھر اس کتاب پر انگلی رکھواتے ہیں یا اور کوئی ترکیب کر کے عقلی جھوٹی باتیں اِدھر اُدھر کی بتا دیتے ہیں اور اکثر جاہل مسلمان ان باتوں کو سچ مان لیتے ہیں۔ اور ان پیٹ بھرو مولویوں کا ان ہی کاموں پر پیٹ گزاری کا دارومدار ہوتا ہے۔ ذرا فقہائے کرام کا فتویٰ بھی سُنتے جائیے میرے بھائی جان۔

حرام ہے وہ مال جس کو غیبی خبریں بتانے پر لیتے ہیں (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد ۴ صہ ۲۴۷ باب الحظر)

Marfat.com

تصویریں

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک تکیہ بھر دیا جس میں تصویریں تھیں اور وہ چھوٹا سا تھا۔ پس آپ دونوں دروازوں کے درمیان میں کھڑے ہو گئے اور آپ کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سے کیا قصور ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے میں نے کہا یہ تکیہ میں نے آپ کے لئے بنایا ہے تاکہ آپ اس پر لیٹیں، آپ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتیں کہ فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو، اور جو شخص تصویر بناتا ہے قیامت کے دن اُس پر عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ (ان لوگوں سے) فرمائے گا کہ جو صورتیں تم نے بنائی ہیں اُن کو زندہ کرو (صحیح بخاری شریف جلد دوم پارہ ۱۳ ص ۱۲۶ حدیث ۴۵۵ پیدائش کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت رافع بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن ابی طلحہ دونوں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس اُن کی عیادت کو گئے تو حضرت ابو سعید رضؓ نے فرمایا ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جس گھر میں مورتیاں یا تصویریں ہوں اُس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے

(ترمذی شریف جلد دوم ص ۱۲۶ حدیث ۶۶۳ باب الادب میں)

میرے عزیز دوست! یہ حدیثیں بیان کرنے کا میرا مطلب یہ ہے کہ آج کل اکثر مسلمان بھائی اپنے گھروں کو تصویروں سے سجاتے ہیں، کوئی دُلدل کی تصویر رکھتا ہے کوئی بُراق کی، کوئی فلموں میں کام کرنے والے نٹ اور نٹنیوں کی اور کوئی

Marfat.com

اپنی اور اپنے گھر والوں کی تصویروں کو مکان کی سجاوٹ کے لیئے دیواروں پر لگا رکھتے ہیں۔ اب یہاں پر سوچنے کا مقام تو یہ ہے کہ جب کوئی ہمارے گھر میں مرتا ہے تو اس کی روح لینے کے لئے رحمت کے فرشتے یا عذاب کے فرشتے آتے ہیں۔ اب اگر حدیث کے مطابق جہاں تصویریں ہیں وہاں اگر رحمت کے فرشتے نہیں آتے تو اس گھر میں مرنے والے کی روح عذاب کے فرشتے لینے کو آئیں گے۔ کس قدر جہالت ہے۔ دُنیا کی رونق زینت اور محبت کا اندھاپن انسان کو جہنم تک لے جاتا ہے

خاندانی

میرے عزیز دوست! ہندوستان کے بعض مسلمان بھائیوں میں ایک یہ بھی جہالت کی رسم ہے کہ بیاہی ہوئی لڑکی یا بہن بیوہ ہو جائے تو پھر دوسری دفعہ اس کا نکاح کسی اور شخص سے کر دینا اپنی خاندانی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں اور بعض مرد بھی ایسے ہیں جو بیوہ عورت سے نکاح کرنا بُرا سمجھتے ہیں۔ اب سنیئے خاندانی کون ہے؟۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل گیارہ بیویاں ہوئیں جن میں سے صرف ایک ہی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں اور حضرت زینب بنت جحش کو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی تھی۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اور ان کے علاوہ جو (نو) بیویاں ہیں وہ سب کی سب بیوائیں تھیں۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو فاروقِ اعظم کہلاتے ہیں، جن کی

Marfat.com

بہادری کا دُنیا میں ڈنکا بج گیا جن کے انصاف کا رہتی دُنیا تک چرچا رہے گا جنہوں نے اسلام کا جھنڈا آدھی دنیا پہ لہرا دیا تھا۔ ان کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کا نکاح پڑھا دیا۔ حضرت ابو بکر رضؓ کے گھر میں بھی ایک بیوہ عورت تھیں جن کے پیٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں۔

اب جو دین کے بانی مبانی تھے وہ تو بیواؤں سے نکاح بھی کر لیں اور جو بیوہ ہو جائے اس کی دوسری جگہ کسی سے شادی بھی کرا دیں اور ہماری جہالت کو دیکھیے کہ ہم ہماری خاندانی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ میرے عزیز دوست! جو کام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا اور صحابہ کرام رضؓ نے بھی کیا اور ہم کو بھی کرنے کے لیے فرمایا، وہ کام ہمارے لئے سنّتِ مؤکدہ ہوا۔ اب کسی سنّت کو حقیر اور بے کار سمجھ کر ترک کرنا گویا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

ترک کیا سنّت کو اور اُن کو حق سمجھا ہے تب تو ترک سے
گنہگار ہو گا، ورنہ کافر ہو جائے گا یعنی حقارت کی وجہ سے۔
(غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درِّمختار جلد اوّل ص۲۱۶ نوافل کے باب میں
اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل ص۱۵۶ نوافل کے باب میں۔ اور
عین الہدایہ جلد اوّل ص۵۴۱ نماز کے باب میں)

میرے عزیز دوست! بعض خاندانی عزت کو پال رہے ہیں وہ تو حقیقت میں اپنی آخرت کے لئے بربادی ہے۔ دنیا کا غرور اور ہمارے بڑے بوڑھوں کی رسمیں ہمیں کہیں برباد نہ کر دیں، توبہ کرو اور آج ہی کسی اچھے اور نیک آدمی سے اپنی بیوہ بیٹی

Marfat.com

یا بیوہ بہن کا نکاح کر دو۔ اگر کوئی عورت اپنی اولاد کی حفاظت کے خیال سے دوسرا نکاح کرنے سے انکار کرے تو اُسے بیٹھ رہنے کی اجازت ہے۔ مگر آج بعض جگہ پر لڑکیاں بیٹھی ہوئی ہیں، اپنے باپ یا بھائی یا کنبہ کے دباؤ کے مارے وہ قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے وبال جان ہیں جو ان کو نکاح سے روک رہے ہیں۔

ہائے ہندوستان تیری جہالت! اب تو میں بھی تیری جہالتوں کو بیان کرتے کرتے تھک گیا ہوں۔ تو نے تو ہمارے اکثر مسلمان بھائیوں کو برباد کر دیا۔

کفن پر کلمہ

میت کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا تو امید ہے کہ میت کو اللہ تعالیٰ بخش دے (درمختار جلد اول صفحہ ۴۲۴ جنازہ کے بیان میں)

یہ ہے وہ عبارت جسے کفن پر کلمہ لکھنے والے پیش کرتے ہیں مگر عبارت میں تو عہد نامہ لکھنے کے بارے میں لکھا ہے کلمہ کا تو نام بھی نہیں۔ اور اگر ہے بھی تو یہ کوئی حدیث یا صحابہ کرام کا قول نہیں ہے۔ کسی امام کا قول بھی نہیں۔ پھر کفن پر کلمہ لکھنا کیسے ثابت ہوگا۔ صرف ایک خواب کے سہارے سے یہ بات لکھی گئی ہے۔

کسی شخص نے وصیت کی کہ میری پیشانی اور سینے پر بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھ دینا سو لکھ دی گئی۔ بعد اس کے کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے سو جب انہوں نے میری

Marfat.com

پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تو خدا کے عذاب سے بچ گیا (در مختار جلد اوّل ص۲۲۴ جنازہ کے بیان میں)

اب یہ واقعہ شاید اس طرح ہوا ہو کہ صرف شہادت کی انگلی سے بغیر کسی سیاہی اور قلم کے پیشانی پر بسم اللہ لکھ دی ہو۔ چنانچہ بعض فقہاء اس طرح انگلی ہی سے لکھنا بسم اللہ کا پیشانی پر اور کلمہ طیبہ کا سینے پر بعد نہلانے کے کفن دینے سے پہلے تجویز کرتے ہیں۔ مگر بہر حال کسی طرح بھی ہوا ہو۔ شریعت کے احکام کا دارومدار خواب پر نہیں ہو سکتا۔ ابن صلاح نے فتویٰ دیا ہے کہ قرآن اور اسماء معظم میں سے (یعنی اللہ پاک کے ناموں میں سے) کچھ نہ لکھا جائے۔ کیونکہ کفن وغیرہ پر ان کلمات کریمہ کو لکھنا جان بوجھ کر مردہ کی نجاستوں میں ان کو آلودہ کرنا ہے۔ اور فتح القدیر میں ہے کہ قرآن اور اسماء الٰہی (یعنی اللہ کے ناموں کا) لکھنا روپوں اور محرابوں اور دیواروں پر مکروہ ہے۔ اس لئے کہ خوف ان کے پاؤں تلے آنے اور بے ادبی کا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کے بدن یا کفن پر لکھنا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا، جب تک کہ مجتہد سے ثابت نہ ہو یا کسی حدیث صحیح میں اس کا خلاصہ نہ ہو۔ (غایۃ الاوطار جلد پہلی ص۲۲۴ جنازہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! کفن پر کلمہ نہ لکھنے کے ثبوت میں اس سے بھی زیادہ تحقیق کرنا ہو تو دیکھو کتاب شامی جلد اوّل ص۸۴۰ جنازہ کے بیان میں پورا خلاصہ لکھا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ کفن پر کلمہ وغیرہ نہیں لکھنا ہی بہتر ہے۔

Marfat.com

تیجا یعنی زیارت اور قرآن خوانی

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جعفرؓ کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ ان کے پاس اپنے میں مشغول کرنے والی مصیبت آئی ہے (ترمذی شریف جلد اول صـ۱۹۳ حدیث عـ۹۰۴ جنازہ کے بیان میں)

میرے عزیز دوست! شریعت کا حکم تو یہ تھا کہ جس کے گھر میت ہو گئی ہو ان لوگوں کو کھانا وغیرہ پکا کر کھلایا جائے۔ مگر ہماری جہالت دیکھیئے کہ بعض جگہ پر اُلٹے ہم اُس کے گھر کھانے کو جمع ہوتے ہیں۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اہلِ میت کے پاس جمع ہونے اور اُن کے واسطے کھانا تیار کرنے کو ہم نوحہ (کی طرح) شمار کیا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ شریف صـ۱۱۷ حدیث عـ۱۶۱۲ جنازہ کے بیان میں)

اہلِ میت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صـ۲۳۵ نماز جنازہ کے بیان میں)

میت والوں کا کھانا پکا کر جمع ہونے والوں کو کھلانا مکروہ تحریمی ہے (یعنی حرام کے نزدیک ہے (عین الہدایہ جلد اوّل صـ۳۲۷ صفت میت کے دفن کے بیان میں)

قرآن مجید کے تیس۳۰ پارے جماعت کے ساتھ پارہ پارہ کر کے

Marfat.com

پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسا کرنے میں باہم آوازوں کا بلند کرنا کہ ایک دوسرے کی قرأت نہ سُنے لازم آتا ہے (عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ باب الکراہت میں)

قرآن شریف کے نویں پارہ میں سورہ اعراف کے چوبیسویں رکوع کے اندر آیت نمبر ۲۰۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگا کر خاموشی کے ساتھ سُنا کرو۔ امید ہے کہ تم رحم کیے جاؤ۔"

واجب ہے سُننا قرأتِ قرآن کا ہر حال میں (غایۃ الاوطار اُردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۲۵۳ نماز کے بیان میں)

کسی عذر کی وجہ سے قرأتِ قرآن نہ سُن سکے تو معاف ہے۔ مثلاً گھر میں لڑکا قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے۔ اور گھر والے کام کاج میں مشغول ہیں تو اُن پر واجب نہیں۔ یا بازار میں کوئی شخص تلاوت کر رہا ہے تو بازار میں کام کاج کے لئے آنے جانے والوں کے اوپر قرأت کا سُننا واجب نہیں ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس! اگر یہ لوگ چپکے سے پڑھیں اور کسی کی بھی آواز بلند نہ ہو تو جائز ہے۔ لیکن یہ مشکل ہے کہ سب لوگ خاموشی کے ساتھ پڑھیں۔ کیونکہ سب لوگ مسائل سے واقف نہیں ہوتے۔

مسجد میں بوریہ یا گھاس یا ٹاٹ وغیرہ اس واسطے رکھنا کہ لوگ اس سے پاؤں رگڑ لیا کریں تو یہ ائمہ مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے (عین الہدایہ جلد چہارم صفحہ ۲۲۳ کراہت کے بیان میں)

Marfat.com

جو ہمارے زمانے میں لوگ مسجدوں میں ہراوی (یعنی نرکل کا بوریا) ڈال رکھتے ہیں اور اس سے قدم صاف کرلیتے ہیں۔ یہ اماموں کے نزدیک مکروہ ہے (فتاوےٰ عالمگیری جلد ۴ صـ۲۷۱ باب الکراہت)

میرے عزیز دوست! آجکل اکثر جگہ پر دیکھا گیا ہے کہ مسجد کے اندر پاؤں پوچھنے کے لئے بوریئے رکھتے ہیں وہ مکروہ ہے۔ مسجد کے اندر نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ مسجد کے باہر رکھیں تو مکروہ نہیں ہے۔

مسجد میں صرف دنیا کی باتیں کرنے کے واسطے بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ادائے عبادت کے بعد ایسی باتیں کرے جن سے عبرت ہو یا شکرِ الٰہی ہو یا آخرت یاد دلانے والی باتیں ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے (عین الہدایہ جلد ۴ صـ۳۲۴ باب الکراہت)

مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔ اس وجہ سے شدّتِ گرمی میں مسجد کے اوپر جاکر جماعت سے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر مسجد تنگ ہو اور نمازی نیچے نہ سمائیں تو ضرورت کی وجہ سے اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے (فتاوی عالمگیری جلد ۴ صـ۲۷۲ باب الکراہت اور عین الہدایہ جلد ۴ صفحہ ۳۲۴ باب الکراہت میں بھی ہے)

دونوں خطبوں کے بیچ میں جب امام بیٹھتا ہے (اُس وقت) دُعا مانگتے ہیں وہ بدعت ہے اور نہایت مکروہ ہے اور اسی طرح قبل نماز جمعہ کے (یعنی سُنّتوں سے پہلے) جو لوگ صلوٰۃ پکارتے ہیں وہ بدعت ہے اور ہرگز جائز نہیں (نور الہدایہ اردو ترجمہ شرح وقایہ جلد اوّل صـ۲۳۳ جمعہ کے بیان میں)

Marfat.com

جو دوسرے خطبے میں خطیب منبر سے ایک سیڑھی اُترتے ہیں پھر چڑھتے ہیں۔ یہ بُری بدعت ہے (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۳۸۰ باب الجمعہ)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مینارہ اذان کے لئے نہ تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد کی چھت پر اذان کہا کرتے تھے۔ بعد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے مینارہ بنایا گیا۔ (غایۃ الاوطار اردو ترجمہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۱۸۰ اذان کے بیان میں)

سُنّت یہ ہے کہ اذان اونچی جگہ دے مسجد کے اندر نہیں بلکہ میذنہ پر یا مسجد سے باہر ہونی چاہیے (عین الہدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ باب الاذان، ورعالمگیری جلد ۱ صفحہ ۵۷ باب الاذان میں بھی ہے)

ابن الحاج محمد مالکی نے اپنی کتاب مدخل میں لکھا ہے کہ جمعہ کی اذان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ جب امام منبر پر بیٹھے تو اذان دینے والا مینارہ پر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں یہی طریقہ تھا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک اذان اور زیادہ کر دی گئی جو زوراء پر ہوتی تھی (زوراء مدینہ منورہ کے بازار کو کہتے ہیں) اور وہ اذان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی وہ مینارہ پر ہی ہوتی رہی (یعنی چھت پر) پھر جب ہشام بن عبدالملک والی ہوا (یعنی حاکم بن بیٹھا) تو اس نے اس اذان کو جس کی ابتدا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہوئی تھی مینارہ پر کر دی۔ اور اُس وقت تک مؤذن ایک ہی ہوتا تھا جو اذان زوال کے بعد دیتا تھا پھر امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت۔ جو اذان مینارہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے شروع زمانہ میں ہوتی تھی اُس کو امام کے سامنے کر دیا (حاشیہ شرح وقایہ عربی جلد اوّل صفحہ ۲۴۵)

Marfat.com

باب الجمعہ)

میرے عزیز دوست ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی اذان تھی ، جو مسجد کی چھت پر ہوتی تھی ۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے تک یہی دستور رہا اس کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت ہوئی تو آپ نے ایک اذان زیادہ کر دی اور وہ اذان مدینہ منورہ کے بازار میں ہوتی تھی ۔ پھر ہشام بن عبد الملک جب تخت پر بیٹھا تو اس نے بازار والی اذان کو منارہ پر کر دیا ، اور جو اذان منارہ پر ہوتی تھی اس کو مسجد کے اندر منبر کے سامنے کر دیا اور اس عمل کو سبھوں نے پسند کر لیا کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی تو اس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ جمعہ کی اذان جو منبر کے سامنے مسجد کے اندر ہوتی ہے وہ بھی جائز ہے اور مسجد کے باہر دیں تو بھی جائز ہے

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب شاہجہانپوری رح

صدر مدرس مدرسہ امینیہ دہلی کا فتوےٰ

سوال :۔ خطبہ کی اذان کس جگہ ہونی چاہیئے ؟ ۔

جواب :۔ خطیب کے سامنے ہونی چاہیئے ۔ منبر کے پاس ہو ، یا ایک دو صفوں کے بعد یا ساری صفوں کے بعد ، مسجد میں ہو یا باہر ہر طرح جائز ہے ۔

(تعلیم الاسلام حصہ چہارم ص۴۸ جمعہ کی نماز کے بیان میں)

اگر کوئی شخص بعد اذان کے اقامت کے وقت مسجد میں آیا تو کھڑے ہو کر اس کو انتظار کرنا مکروہ ہے ۔ مگر بیٹھ جاوے پھر جب اقامت میں حی علی الفلاح پر پہنچے تب وہ کھڑا ہو وے ۔ امام اور مقتدی مسجد میں ہیں تو ہمارے علماء ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جب مؤذن اقامت میں حی علی الفلاح پر پہنچے تب امام اور مقتدی کھڑے ہو دیں ۔ یہی

Marfat.com

صحیح ہے (عین الہدایہ جلد اوّل صفحہ ۳۰۲ اذان کے بیان میں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۷۷ اذان کے بیان میں بھی ہے)

مگر یہ یاد رہے کہ اگر زیادہ آدمی نماز میں جمع ہو جائیں تو پہلے ہی سے صفیں برابر کر لی جائیں مگر افسوس! آج علم کی اس قدر کمی ہو گئی ہے کہ نماز کے اندر، رکوع، قومہ جلسہ اور سجدہ کی بھی پوری خبر نہیں ہے وہ بیچارے صفوں کو برابر کرنا کیا جانیں ؟ ۔

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صفوں کو برابر کرو اس لئے کہ صفوں کا برابر کرنا نماز کو کامل کرتا ہے۔ (یعنی نماز صحیح ہوتی ہے) (صحیح مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۷ حدیث ۳۷۸ نماز کے بیان میں اور مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۲۱۵ حدیث ۱۰۱۴ صفوں کو برابر کرنے کے بیان میں اور صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۳ صفحہ ۱۶۹ حدیث ۶۷۵ صفوں کی ترتیب کے بیان میں بھی ہے)

Marfat.com

(۶۵)

چند ہدایت کی باتیں

قرآن شریف کے چھبیسویں[۲۶] پارہ میں سورہ حجرات کے پہلے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"مسلمان تو (آپس میں) سب بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

حدیث ۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے لہذا نہ اس کی خیانت کرے، نہ اس سے جھوٹ بولے اور نہ اس کو چھوڑے (یعنی مصیبت کے وقت اس کا ساتھ نہ چھوڑے) اور مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے۔ اس کی آبرو، اس کا مال، اور اس کا خون۔ تقویٰ یہاں یعنی دل میں ہوتا ہے۔ کسی آدمی کو برا کہنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے (یعنی تقویٰ تو دل میں رہتا ہے کسی کو نظر نہیں آتا۔ لہذا کسی مسلمان بھائی کو حقیر نظر سے نہ دیکھے، کیونکہ شاید وہی اللہ کے نزدیک متقی اور پرہیزگار ہو (ترمذی شریف جلد اول ص۳۷ حدیث ۱۸۲۶ احسان کے بیان میں)

حدیث ۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی طرح ہے

Marfat.com

کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کر دیتا ہے (ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۳۷ حدیث ۱۸۲۷ احسان کے بیان میں)

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے لہٰذا اگر وہ اس میں کوئی برائی یا خرابی یا عیب دیکھے تو اسے دور کر دے (ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۳۷ حدیث ۱۸۲۸ احسان کے بیان میں)

حدیث:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کی دنیوی بیقراری اور تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بیقراریوں اور تکلیفوں میں سے ایک بیقراری اور ایک تکلیف کو دور کر دے گا۔ اور جس نے دنیا میں کسی تنگدست کو تنگدستی سے چھڑایا اور اس کی مشکل آسان کی۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مشکل آسان کر دیگا اور جس نے کسی مسلمان کے عیبوں پر پردہ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں مشغول رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں مشغول رہتا ہے (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۳۷ حدیث ۱۸۲۹ احسان کے بیان میں)

حدیث:- حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی عزت اور آبرو پر ہونے والے حملوں کو روک لیا اور اس کو دور کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا (ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۳۷ حدیث ۱۸۳۰ احسان

Marfat.com

کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بڈھا آدمی آیا۔ اس کا مقصد حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ملنا تھا۔ لوگوں نے اس کو جگہ دینے میں دیر کی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بوڑھوں کی تعظیم و توقیر نہ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے (یعنی وہ مسلمان نہیں ہے) (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۶۹ حدیث ۱۸۱۸ احسان کے باب میں)

حدیث :۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا (ترمذی شریف جلد اول ص۳۶۹ حدیث ۱۸۲۱ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مہربانی صرف بدنصیب سے چھین لی جاتی ہے (یعنی رحمدلی نہ ہونا بدنصیبی کی علامت ہے) (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۶۹ حدیث ۱۸۲۲ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے۔ پس زمین والوں پر رحم کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ رحم رحمان کی جڑ کی رگ ہے جو اس سے ملے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملے گا جو اسے چھوڑ دیگا اللہ تعالیٰ بھی اسے چھوڑ دے گا (ترمذی شریف جلد اوّل ص۳۶۹ حدیث ۱۸۲۳

Marfat.com

احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی مومن کو نقصان اور ضرر پہنچایا، یا اس کے ساتھ مکر و فریب کیا (ترمذی شریف جلد اوّل صـ۲۷۲ حدیث نمبر ۱۸۴۷ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بھلائی صدقہ ہے اور یہ بھی ایک بھلائی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو (ہنستے ہوئے ملتے رہو) (ترمذی شریف جلد اوّل صـ۲۷۶ حدیث نمبر ۱۸۶۹ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان والوں میں سے سب سے بڑھ کر کمالِ ایمان کے اعتبار سے وہ ہے جس کا خلق (یعنی عادات و اخلاق) سب سے اچھا ہے اور تم میں اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے اچھے ہیں (ترمذی شریف جلد اول صـ۲۲۸ حدیث نمبر ۱۰۶۴ مختلف ابواب میں)

حدیث :۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو نرمی میں سے حصہ دیا گیا اُسے گویا بھلائی میں سے حصہ دیا گیا اور جسے نرمی کے حصے سے محروم رکھا گیا اسے گویا بھلائی سے محروم رکھا گیا (ترمذی شریف جلد اوّل صـ۲۸۲ حدیث نمبر ۱۹۱۰ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جتنی چیزیں قیامت کے دن ترازو میں رکھی جائیں گی اُن میں سے ایک چیز بھی حسنِ اخلاق سے بھاری نہیں ہوگی، اور اچھے اخلاق والا اس کے ذریعہ روزہ داروں اور نمازی کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔
(ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۳۸۰ حدیث ۱۹۰۱ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو لوگ خاص ہیں جن سے مجھے زیادہ محبت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب بیٹھنے والے ہیں ان ہی میں سے وہ لوگ ہیں جو سب سے اچھے اخلاق والے ہیں اور تم لوگوں میں سے وہ لوگ جن سے مجھے زیادہ نفرت ہے اور جو قیامت کے دن مجھ سے بہت دور ہیں اُن ہی میں سے وہ لوگ ہیں جو بہت زیادہ بولنے والے، لوگوں سے زبان درازی، اور فحش گوئی کرنے والے اور غرور اور تکبّر کرنے والے ہیں (مختصر) (ترمذی شریف جلد اوّل صفحہ ۳۸۲ حدیث ۱۹۱۵ احسان کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیئے یہ بات شایانِ شان نہیں ہے کہ ہم اپنی دی ہوئی چیز واپس لے لیں (جو شخص ایسا کرے) وہ اُس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کھالے (ترمذی شریف جلد اول صفحہ ۲۶۰ حدیث ۱۱۹۹ بیوع کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تنگدست کو (یعنی قرض کو چکانے میں) مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے میں پناہ

Marfat.com

دے گا۔ اُس دن سوائے اس سائے کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا (ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۶۲ حدیث ۱۲۰۷ بیوع کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا قرضدار کو ٹالنا ظلم ہے (مختصر) (ترمذی شریف جلد اول ص۲۶۳ حدیث ۱۲۰۹ ابواب البیوع میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا۔ (ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۷۴ حدیث ۱۸۵۳ ابواب الاحسان میں)

حدیث :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے بخش دیا تھا کہ وہ بیچنے میں، خریدنے میں اور قرض کا تقاضا کرنے میں نرمی کرتا تھا (ترمذی شریف جلد اوّل ص۲۶۵ حدیث ۱۲۲۰ ابواب البیوع میں)

حدیث :۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو یہ زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے عرض کیا وہ اپنے آپ کو ذلیل کیسے کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا اپنے آپ کو اتنے مصائب اور شدائد میں (یعنی مشکلات میں) ڈال دینا جن کی قوتِ برداشت نہ رکھتا ہو۔ یہی اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے (ترمذی شریف جلد دوم ص۴۸ حدیث ۱۸۱۲ فتنوں کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے خوف سے رویا وہ دوزخ میں اس وقت تک داخل نہ ہو گا جب تک کہ تھن سے نکلا ہوا دودھ تھن میں واپس نہ چلا جائے (یعنی وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا) اور اللہ کے راستے کا غبار اور دوزخ کا دھواں ایک جگہ جمع نہیں ہو گا (ترمذی شریف جلد دوم صہ۳۸ حدیث ۱۷۴۳ ابواب الجہاد میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تم سے نیچے ہیں اور ادنیٰ درجے کا ہے اس کی طرف دیکھا کرو۔ اس کی طرف نہ دیکھو جو تم سے اوپر ہے۔ ایسا کرنا اس لئے ہے کہ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنے اوپر حقیر نہ سمجھو گے (ترمذی شریف جلد دوم صہ۷ حدیث ۳۷۵ ابواب الزفاق میں)

حدیث :۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ (پورا) کرنے کی ہو مگر وہ اسے (کسی وجہ سے) پورا نہ کر سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں (ترمذی شریف جلد دوم صہ۱ حدیث ۴۹۳ ابواب الایمان)

حدیث :۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جو ہمیشہ کیا جائے (ترمذی شریف جلد دوم صہ۱۳۴ حدیث ۷۱۸ ابواب الآداب میں)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو چپ رہا اس نے نجات پائی (ترمذی شریف جلد دوم صہ۷۴ حدیث ۳۶۳ رقاق کے بیان میں)

Marfat.com

حدیث :۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر مرض (یعنی بیماری کی) دوا ہے۔ جب دوا مرض کے موافق ہوجاتی ہے تو مریض خدا کے حکم سے اچھا ہوجاتا ہے (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۶۱ حدیث ۵۵۹ سلام کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیر عورت کے پاس جانے سے اپنے آپ کو بچاؤ، یہ سن کر ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کی نسبت کیا ارشاد ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی دیور تو سب سے زیادہ خطرناک ہے) (صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۱۱۱ حدیث ۵۳۲ سلام کے باب میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس چیز کی برائی سے بچالے جو اس کی دونوں ڈاڑھوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور اس چیز کی برائی سے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو وہ جنت میں داخل ہوگا (ترمذی شریف جلد دوم ص۵۵ حدیث ۲۷۳ ابواب الجہاد)

حدیث :۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کے پاس کوئی چیز وصیت کے قابل ہو اس کے واسطے یہ جائز نہیں کہ بغیر وصیت تحریر کئے ہوئے اس پر دو دن بھی گزر جائیں (ابن ماجہ شریف ص۴۱۲ حدیث ۱۱۷۲ وصیت کے باب میں)

حدیث :۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم نے فرمایا محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم ہو (ابن ماجہ شریف ص۴۱۲ حدیث ۲۷۱۲ وصیت کے باب میں)

حدیث :- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وصیت کرکے مرا سمجھو کہ وہ سُنّت طریقے پر اور پرہیزگاری کے ساتھ مرا بلکہ شہید ہوا اور اسکی مغفرت ہو گئی (ابن ماجہ شریف ص۴۱۲ حدیث ۲۷۱۳ وصیت کے بیان میں)

حدیث :- حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے وارثوں کا حق (جاگیر، دولت یا اور کسی چیز میں) دلانے سے بھاگے گا اور ایسی ترکیب کریگا کہ وارثوں کو ورثہ نہ ملے تو ایسے شخص کو اللہ جنت کی میراث عطا نہ فرمائیگا (ابن ماجہ ص۴۱۲ حدیث ۲۷۱۵ وصیت کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص ستر برس تک نیک عمل کرتا ہے لیکن مرتے وقت وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اسکا خاتمہ بُرائی پر ہوگا، اور دوزخ میں چلا جائیگا اور ایک آدمی ستر برس تک بُرے کام کرتا ہے لیکن مرتے وقت وصیت انصاف کیساتھ کرجاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے (ابن ماجہ شریف ص۴۱۲ حدیث ۲۷۱۶ وصیت کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، جب کوئی شخص تم میں سے کسی کو مارے تو چاہیئے کہ مُنہ پر مارنے سے پرہیز کرے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۱۰ ص۵۷۷ حدیث ۲۳۶۲ غلام آزاد کرنے کے بیان میں)

حدیث :- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ بعض اوقات بندہ ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے اندر اُترتا چلا جاتا ہے، اتنی دور تک جتنی مسافت مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

Marfat.com

(صحیح مسلم شریف جلد دوم ص۲۵۳ حدیث ۱۲۱۷ زہد کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن میں ان کا دشمن ہوں گا (۱) وہ شخص جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر عہد کو توڑ دے (۲) دوسرا وہ شخص جو کسی آدمی کو بیچ ڈالے اور اسکی قیمت کھا جائے (۳) تیسرا وہ شخص جو کسی مزدور کو اجرت میں لگائے پھر اس سے پورا کام لے کر مزدوری نہ دے (صحیح بخاری شریف جلد اول پارہ ۹ ص۵۰ حدیث ۲۰۹۵ اجارہ کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تین آدمی ایک جگہ ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں آہستہ کچھ بات نہ کرو جب تک کہ بہت سے آدمی نہ ہوں، کیونکہ وہ (تیسرا شخص) کہیں رنجیدہ نہ ہو (صحیح بخاری شریف جلد تیسری پارہ ۲۶ ص۲۸۳ حدیث ۱۲۱۴ اجازت لینے کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی بخشش کی جاتی ہے جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، مگر وہ شخص بخشش سے محروم رہ جاتا ہے جو کسی مسلمان سے کینہ اور عداوت رکھتا ہو اور فرشتوں سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دے دو کہ آپس میں صلح کرلیں (صحیح مسلم شریف جلد ۲ ص۱۷۹ حدیث ۸۵۶ ادب کے بیان میں)

حدیث :۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا (صحیح مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ حدیث ۲۷۳ کتاب الایمان)

قرآن عظیم کے پچیسویں۲۵ پارہ میں سورہ شوریٰ کے دوسرے رکوع کے اندر آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"خدا ہی ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے۔ ہم کو ہمارے اعمال (کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمہارے اعمال کا، ہم میں اور تم میں کچھ بحث اور تکرار نہیں ہے۔ خدا ہم سب کو (قیامت کے دن) جمع کرے گا اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے"

میرے عزیز دوست! قیامت ایک دن ضرور آئے گی اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو زندہ کرے گا اور حساب وکتاب ہر ایک شخص کا ہوگا، اس وقت حق اور باطل سچ اور جھوٹ ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ ہم کو ہمارے اعمال کا بدلہ ملے گا، اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔

اے میرے مالک مختار! تو غفار ہے تو کریم ہے تو رحیم ہے۔ ہم سب تیرے بندے ہیں اور تیرے حبیب احمد مجتبیٰ نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں، تیرے رحم وکرم اور مغفرت کے اُمیدوار ہیں۔ اے میرے مولیٰ تیرے رحم وکرم سے تیرے حبیب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کا کلمہ پڑھنے والے عام مسلمان

Marfat.com

بھائیوں کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ۔ انکو بھلائی کی زندگی عطا فرما اور ایمان کی سلامتی دے ، دُنیا اور آخرت کے تمام غموں سے نجات دے ۔ اور قیامت میں تیری رحمت اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مجھے اور میرے عام مسلمان بھائیوں کو نصیب کر (آمین ۔ آمین ۔ آمین)

تمت بفضل اللہ الکریم

Marfat.com

اخبارات کے تبصرے

ماہنامہ "آبِ حیات" تحریر کرتا ہے

جب مذہب کی طرف سے لوگوں کی سرد مہری بڑھتی جاتی ہے۔ جب اسلام کے پیرو شرک و بدعت، دہریت اور توہمات پرستی اور اسلام کے خلاف رواجوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور بدعتی لوگ غلط اعتقادوں کو عین اسلام سمجھنے لگتے ہیں اور اُمتِ محمدی کو ایسی غلط باتوں سے بچانے کی کوشش کرنے والے علمارِ حق کے خلاف پیٹ بھرو ملّا اور مکار پیر غلط پرچار کر کے قوم کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر اللہ کے عذاب اور اپنی ذمہ داریوں سے بے پرواہ ہو کر کم سمجھ طبقہ کو اللہ اور اللہ کے رسول ؐ کے نام سے دھوکہ دے کر اپنے پیٹ اور جیب بھرنے کی فکر میں پڑ جاتے ہیں جس کے سبب سے قوم میں پھوٹ، نا اتفاقی اور غلط اعتقاد پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو اُمت دُنیا کی امامت اور رہبری کے لئے پیدا کی گئی ہے وہ گناہوں اور بدعتوں کی نجاستوں میں پھنس جاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اللہ عزّ وجل اپنے حبیبِ پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو ٹوکنے اور جھنجوڑنے کے لئے اور دین کی خدمات انجام دینے کے لئے کسی ایسے انسان کو میدان میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے جو نہ تو مولوی ہوتا ہے، نہ قاری ہوتا ہے اور نہ مفتی یا پیر ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اس کو ایک خود غرض مولوی سے زائد دین کا علم عطا فرماتا ہے۔ اُسے قرآن

Marfat.com

...... کو بروقت پیش کرنے کی ایسی سمجھ دیتا ہے جو حافظ کو میسر نہ ہو، اس کی تلاوت میں ایسا اثر بخشا ہے جتنا کسی ریاکار قاری میں نہ ہو۔ اس کو شریعت کے مسائل کا اتنا قابلِ اعتماد علم دیتا ہے جتنا پیٹ بھرو مفتی میں موجود نہ ہو اور اس کو تقوے اور پرہیز گاری کی نعمت سے ایسا مالامال کرتا ہے کہ آج کل کے نام نہاد مولویوں اور پیروں کو نہ ملی ہو۔

ایسی ہی ایک ہستی میاں نا محمد پالن حقانی ہیں۔ جو مولوی، حافظ، قاری مفتی پیر وغیرہ کچھ بھی نہیں ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے دینِ برحق کی اُن سے ایسی خدمت کرا رہا ہے کہ تمام لوگ دم بخود ہیں۔ جن مکّاروں کی روزی روٹی کا دارومدار علمِ دین سے محروم مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو فریب دینے پر ہی رہا ہے وہی لوگ حقانی صاحب کے خلاف چیخ و پکار کرتے پھرتے ہیں۔ مگر بے سود۔ جناب حقانی صاحب کے روح پرور وعظوں کی گجرات میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں بھائی اور بہنیں اس سے مستفیض ہو کر اپنی عاقبت درست کر رہے ہیں۔

شرک و بدعت کے توڑ میں ان کی کتاب "شریعت یا جہالت" نہایت ہی ذوق و شوق اور قدر کی نگاہوں سے ہاتھوں ہاتھ لی گئی اور بڑے اچھے پیمانہ پر فروخت ہوئی۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ کرائے کے مبلّغ اور پیٹ پرست مُلّا، پیر اور ان کے ایجنٹ وغیرہ حسد کی آگ میں جلتے ہی رہیں گے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

"آبِ حیات" (احمد آباد) مورخہ یکم اگست ۱۹۶۳ء

Marfat.com

ماہنامہ "انقلاب" (احمد آباد) رقمطراز ہے

احمد آباد میں آخری دو ایک ماہ سے مشہور واعظ جناب میانا محمد پالن حقانی صاحب کے وعظوں نے دھوم مچا رکھی ہے۔ بارش نہ ہو تو شاذ و نادر ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہوگا جس میں حقانی صاحب کا وعظ نہ ہو۔ اس کا سبب کیا ہے؟ حقانی صاحب کے وعظ عام لوگوں میں اس قدر مقبولیت کیوں حاصل کر گئے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ جناب حقانی صاحب کے وعظ کما کر کھانے کے لئے نہیں ہوتے بلکہ دین حقہ کی خدمت کے لئے ہوتے ہیں۔ موصوف حقانی صاحب اپنے وعظوں میں مسلمانوں کو کافر نہیں بناتے مگر گمراہوں کو راہِ مستقیم پر لانے کا کام کرتے ہیں۔ ان کی تقریر سادہ زبان میں ہوتی ہے۔ اس کے باوجود سننے والوں پر بے حد اثر کرتی ہے۔ اُن کی تقریریں پیٹ پرست مُلاؤں کی طرح لفاظی نہیں ہوتی، مگر قرآن اور حدیث کی خالص اور کھلم کھلا باتیں ہوتی ہیں۔ یہ حقیقت سے لبریز باتیں اسلام کے شیدائیوں کے گلے اُتر جاتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان کے مخالفین میں ایک طوفان پیدا ہو گیا ہے۔ وہ لوگ مارے گھبراہٹ کے بوکھلا گئے ہیں کیونکہ ان لوگوں کی آمدنی پر بہت ہی بُرا اثر پڑا ہے۔ اہلِ دھولکہ اور جنگل کے شیر کندھوں پر رومال ڈال کر جناب حقانی صاحب کو نکال دینے کے لئے نکل پڑے ہیں۔ مصنوعی پیر اور مُریدوں کی آمدنی پر حملہ کرنے والے پیرزادے کرائے کے طوفانی آدمیوں کو لے کر پچاس پچاس یا سو سو انسانوں کی کنگال حاضری والی مجالس کا انتظام کرتے ہیں۔ تبرک کی دیگیں کھلاتے ہیں اور لوگوں کو بلاتے ہیں مگر شاباش ہے احمد آباد کے مسلمانوں کو جو ایسے کرایہ کے ٹٹو مولویوں اور پیٹ

Marfat.com

کے پجاری پیروں اور پیرزادوں کی چالوں میں نہیں پھنستے۔ بلکہ جناب حقانی صاحب کی حق وصداقت سے لبریز باتیں سننے کے لئے ایک ہجوم جمع ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے پیٹ پرست مُلا جناب حقانی صاحب کے خلاف غلط شور کرتے ہیں ویسے ویسے جناب حقانی صاحب کی ہر دلعزیزی بڑھتی جاتی ہے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ اللہ جس کو چاہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہے ذلت دیتا ہے۔

انقلاب (احمد آباد) ۷ اگست ۱۹۶۳ء

ماہنامہ ”کارواں“ احمد آباد کا اظہارِ خیال

میاں محمد یاسین حقانی صاحب کی تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات کی ضخیم کتاب ”شریعت یا جہالت“ بدعتیوں کے لئے درۂ فاروقی سے کم نہیں ہے۔

جناب حقانی صاحب نے ایک معمولی آدمی ہونے کے باوجود اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں قرآن کریم، احادیثِ نبوی اور حنفی فقہ کی معتبر کتابوں کے صحیح حوالوں سے ایسے محکم دلائل پیش کئے ہیں کہ جنہیں پڑھتے ہی مؤلف کی خداداد لیاقت کا احساس ہو جاتا ہے۔ تعریف ہے۔ آج کل کتنے ہی ”لے بھاگو“ پیر اور مولوی کیسی کیسی جہالت پھیلا رہے ہیں اور اللہ کے بندوں اور رسولِ کریم ﷺ کے اُمتیوں کو کیسے کیسے غلط راستوں پر لے جا رہے ہیں، وہ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ آج بدعتی جماعت کے لوگ مسلمانوں کو نماز روزہ جیسے اسلامی احکام کی طرف نہیں بلاتے لیکن بدعتی کاموں میں پھنسا دیتے ہیں۔ ایسی باتوں کو مؤلف نے قرآنی دلائل سے پیش کیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کو یہ کتاب پڑھ کر بدعتیوں کا جال توڑ کر پھینک دینا چاہیئے۔

”کارواں“ احمد آباد
یکم مارچ ۱۹۶۳ء

Marfat.com

جمیل احمد ... ۵۲۴

ماہنامہ مومن جگت "بمبئی کا اظہار خیال

تقریباً ساڑھے پانچ سو صفحات کی اس ضخیم کتاب میں ایک ایک صفحہ پر توحید اور شریعت کی تعلیم دینے والے علم کے چشمے ہیں۔ پیٹ بھرو مولویوں نے غلط دلائل، اور من گھڑت باتیں جاری کر کے کم علم اور صحیح علم سے ناواقف مسلمانوں میں بے شمار بدعات رسمیں اور فتنے جاری کئے ہیں۔ ان تمام باتوں کا قرآنی آیتوں اور احادیث نبوی ص سے اس کتاب میں رد کیا گیا ہے۔ قریب قریب ساٹھ مسئلوں کا اس کتاب میں نہایت ہی عمدہ جواب ہے۔ اس کے مؤلف ایک مل مزدور مسلمان ہیں، مگر دین کی ہمدردی اور صحیح علم کی تبلیغ کی تمنا نے اُن سے ایک عمدہ اور مستند و معتبر کتاب ملت کی خدمت میں پیش کرا دی ہے

"مومن جگت" بمبئی ۔ ۱۵ر مارچ ۱۹۶۳ء

ماہنامہ "انسان" راندیر تحریر کرتا ہے۔

اس کتاب کے لکھنے والے قریباً ان پڑھ اور ایک مل مزدور ہیں۔ مگر جوش ... اور دلچسپی سے انہوں نے ایک سند یافتہ مولوی سے کہیں زیادہ بہت ... تبلیغی اور تحقیقی خدمات انجام دی ہیں، قرآن و حدیث اور فقہ کی معتبر کتابوں کے ذریعے ایک ایک سوال کو حل کیا ہے۔ ایسے صحیح حوالے پیش کئے ہیں کہ ہمارے بہت سے اختلافی مسئلوں کا اس میں خلاصہ آجاتا ہے۔ پیٹ کے پجاری مُلّا اور دھندا کرنے والے پیروں نے قوم میں جو جہالت آمیز عقیدتمندی اور من گھڑت عقائد پھیلائے ہیں۔ غلط اور بے بنیاد رواجوں اور مذہبی ڈھونگ سے قوم کو خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کو اس کتاب ...

Marfat.com

Marfat.com